CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

1455

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम ... मार्शल ला

लेखक ... इन्डियन नैशनल कॉंग्रेस

प्रकाशन वर्ष ... 1920

आगत संख्या ... 1455

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ओ३म्

पुस्तक संख्या 3/36 5/58

पञ्जिका-संख्या २५३३४

पुस्तक पर सर्व प्रकार की निशानियां लगाना वर्जित है। कोई सज्जन पन्द्रह दिन से अधिक देर तक पुस्तक अपने पास नहीं रख सकते। अधिक देर तक रखने के लिये पुनः आज्ञा प्राप्त करनी चाहिये।

ओ३म्

यह पुस्तक श्री लाला लब्भूराम जी नैय्यड़ लुधियाना निवासी की ओर से गुरुकुल पुस्तकालय को भेंट में प्राप्त हुई।

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پشتک بھنڈار سیریز نمبر ۱۸

تحقیقات

مارشل لاء

جلد (۱)

یعنی

انڈین نیشنل کانگریس کی مقرر کردہ کمیشن رپورٹ کا اردو ترجمہ

جسکے صدر آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی ۱۹۱۹ء و آنریبل پنڈت موتی لال نہرو ۱۹۲۰ء

ممبران کمیشن

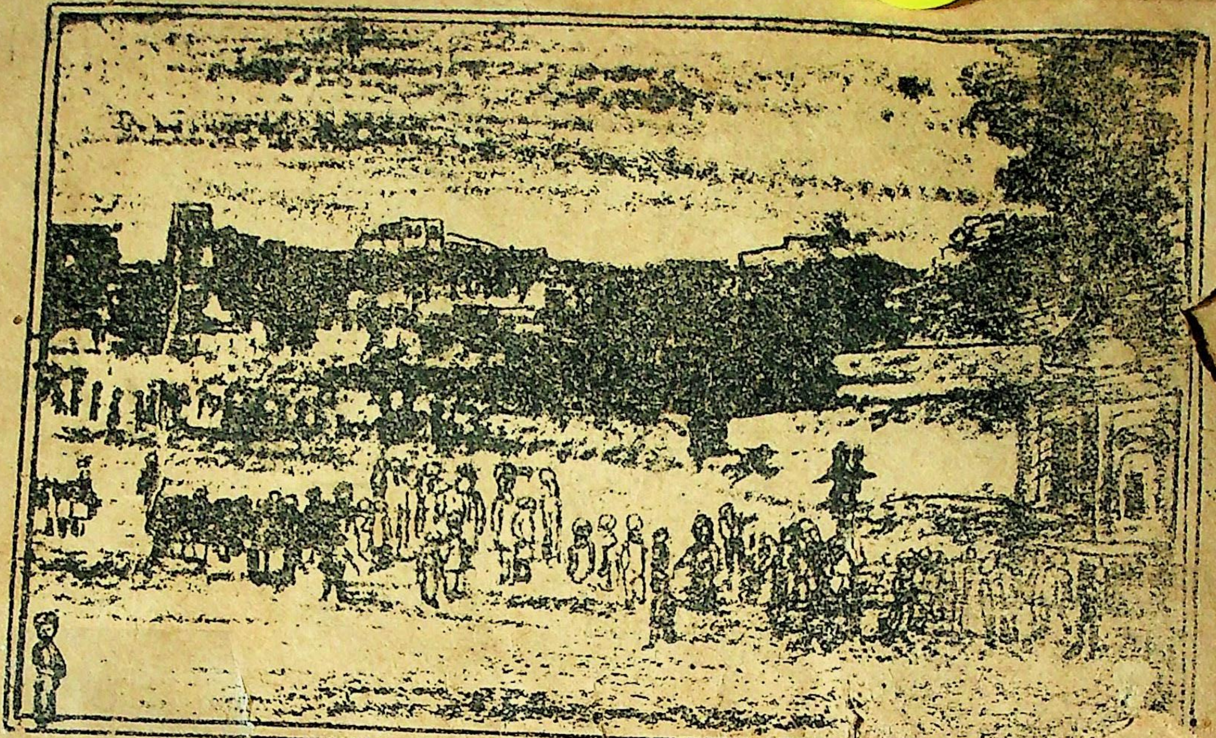
(۱) مہاتما گاندھی (۲) مسٹر سی آر داس (۳) مسٹر عباس طیب جی بیرسٹر سابق جج ہائیکورٹ بڑودہ
(۴) ایم آر جیکار بیرسٹر ایٹ لا بمبئی سیکرٹری مسٹر کے سنتانم بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

پبلشر پشتک بھنڈار لاہور

۱۹۲۰ء

قیمت ... بیرون پنجاب ... مع محصول ...

1455
CHECKED
Initial



باغ کی مشرقی دیوار [illegible] جہاں سب سے [illegible] ہوئیں - اور سب سے زیادہ ہجوم تھا - اسکے گرد کوئی راستہ نہ تھا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بخدمت جناب آنریبل پنڈت موتی لال نہرو (باعتبار عہدہ) پریزیڈنٹ سب کمیٹی آل انڈیا کانگرس کمیٹی لاہور

جناب عالی

۱۴۔نومبر ۱۹۱۹ء کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی پنچایت سب کمیٹی نے آپ کو۔ آنریبل فضل الحق۔ سی آر۔ داس۔ عباس طیب جی اور ایم کے گاندھی صاحبان کو کمشنر اور مسٹر کے۔ سنتانم کو سکرٹری مقرر کیا تھا۔ تاکہ یہ لوگ ان شہادتوں کا جو سب کمیٹی کے لئے پنچایت کے اپریل گذشتہ کے واقعات کے متعلق جمع کی جا چکی تھیں۔ معائنہ۔ ملاحظہ اور مقابلہ کریں۔ اور جہاں ضروری ہو۔ وہاں ان شہادتوں پر ضمیمے بڑھائیں اور ان کے نتائج نکال کر پیش کریں۔

جب آپ نیشنل کانگرس کے صدر منتخب کئے گئے۔ تو آپ نے مناسب سمجھا۔ کہ اس کی صدارت سے استعفا دے دیں۔ آپ کا استعفا سب کمیٹی نے منظور کر لیا۔ چونکہ آپ کے استعفے کے وقت تک شہادتوں کا کام عملاً مکمل ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ کی جگہ کوئی اور ممبر کمیشن نہیں مقرر کیا گیا ✦

آنریبل فضل الحق جونہی پہنچے۔ وہ کسی ضروری کام کے لئے بلائے گئے۔ اس لئے بمبئی کے مسٹر ایم آر جیاکار بیرسٹر ان کی جگہ مقرر کئے گئے۔ ہم نے ۱۷۔ نومبر ۱۹۱۹ء کو اپنا کام شروع کر دیا۔

ہم نے کوئی ۱۷۰۰ (سترہ سو) سے زیادہ شہادتوں پر جرح کی۔ اور ان میں سے ساڑھے چھ سو شہادتیں اشاعت کے لئے چن لیں۔ جو رپورٹ کے ساتھ ایک علیحدہ جلد میں جمع کی گئی ہیں۔ جن بیانات کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ ایسے ہی قسم کے واقعات کے ثبوت ملتے تھے۔ مہر منظور شدہ بیان کو ہم

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں سے ایک آدمی تصدیق کرتا تھا۔ اور وہ بیان تبھی منظور و مقبول ہوتا تھا۔
جب ہمیں گواہ کے معتبر ہونے کے متعلق اطمینان ہو جاتا تھا۔ ہاں البتہ میانوالی
اور اس کے آس پاس کے چند بیانات کے متعلق ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ
بیانات ہماری التماس کے مطابق مسٹر لابھ سنگھ ایم اے بیرسٹر ایٹ لا نے مہیا کئے
تھے۔ ایسے سب بیانات کے نیچے صاحب موصوف کا نام لکھا ہے۔ کوئی بیان منظور
نہیں کیا جاتا تھا۔ جب تک ہم گواہ پر کافی جرح قدح نہ کر لیتے تھے۔

یہ بات بتانے کے قابل ہے۔ کہ بہت سے گواہ ذی حیثیت آدمی ہیں۔ اور
اپنے اضلاع یا دیہات میں لیڈر مانے جاتے ہیں۔ اس امر کو بھی مد نظر رکھا جائے
کہ بعض گواہوں نے سرکاری عہدہ داروں کے خلاف بہت سخت الزامات لگائے
ہیں۔ ایسے ہر معاملے میں ہم نے گواہ کو پورے طور پر آگاہ کر دیا ہے۔ کہ ان الزامات
کے نتائج کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ پھر جب باوجود اس امر کے کہ گواہوں کو اس
امر کا علم ہوتا تھا۔ کہ ایسے معاملے کا خطرہ ذاتی طور پر انہی کے لئے ہے۔ اور بہانے
یا جھوٹ سے ان کے اپنے مقصد ہی کو نقصان پہنچے گا۔ جب وہ اپنے بیانات
پر قائم رہتے اور اصرار کرتے۔ تب جا کر کہیں ان کے بیانات تسلیم کئے جاتے تھے
نیز یہاں ہم نے وہ بیانات مسترد کر دیئے۔ جن کے ثبوت نہیں مل سکے
کہ بعض حالات میں ہمیں گواہوں پر یقین آ جاتا تھا۔ مثلاً ایسے بیانات وہ
تھے جن میں عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کے واقعات ظاہر ہوتے تھے۔

یہ کہنے کی تو چنداں ضرورت نہیں۔ کہ ہماری تحقیقات مارشل لاء کے
ان اضلاع تک ہی محدود ہیں۔ جن میں مارشل جاری کیا گیا تھا۔ یہ
مقامات جو ہم خود گئے یہ ہیں۔ لاہور۔ امرتسر۔ ترن تارن۔ قصور
گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ نظام آباد۔ اکال گڑھ۔ رام نگر۔ حافظ آباد۔ سانگلہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شیخوپورہ۔ چوہڑ کانہ۔ لائل پور۔ گجرات۔ ملک وال اور سرگودھا میں ہم سے
کوئی ایک گیا + بہت سے مقامات پر بڑے بڑے عام جلسے کئے گئے۔ اور
لوگوں کو دعوت دی گئی۔ کہ وہ اپنے بیانات لکھوائیں جیسی شہادتیں اُس وقت
تک جمع کی جا چکی تھیں۔ ان کی ہیئت ان جلسوں میں پیش کی گئی۔ اور یہ
اعلان کیا گیا۔ کہ جو لوگ ان بیانات کی درستی پر کوئی اعتراض کرنا چاہتے
ہوں۔ وہ آئیں۔ یا اگر وہ چاہیں۔ تو عہدِ اعتماد کے ماتحت اپنے بیانات
ارسال کر دیں۔۔ ان بیانات کے خلاف کوئی بیان ہمارے پاس
نہیں پہنچا۔

ہم نے ان شہادتوں سے آزادی کے ساتھ فائدہ اٹھایا ہے
جو فسادات کی تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے پیش ہوئیں تاکہ ان سے ہم اپنے
نتائج کو زیادہ مضبوط بنا سکیں یا درست کر سکیں + ہم یہ بھی ذکر کئے
دیتے ہیں۔ کہ مشمولہ شہادتوں کا بہت بڑا حصہ لارڈ ہنٹر کمیٹی کے
اجلاسوں کے آغاز سے پہلے ہی ہمارے پاس پہنچ گیا تھا۔

زیادہ تر بیانات دیسی زبان میں دیئے گئے۔ ہم نے کوشش
کی ہے۔ کہ ان کا نہایت صحیح ترجمہ ہو۔ لیکن رپورٹ ہٰذا کے مشمولہ
بیانات کو اصلی ہی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم نے ترجموں کے ذریعہ بھی
شہادتوں کا جائزہ لے لیا ہے۔ اور جہاں ہمیں ضروری معلوم ہوا
ہم نے اسے خود صحیح و ترمیم کیا ہے۔ ہم نے ان مقدمات کے تمام
کاغذات کا جو ہمیں مل سکتے تھے مطالعہ کیا ہے۔ جو مارشل لاء کے تحت یا
کے رو برو یا خاص عدالتوں میں فیصل کئے گئے۔ اور ہم نے ان بہت
سے مقدمات کے کاغذات کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ جو ہمارے [illegible]

اور بھرتی کے طریقوں کے سبب سے واڑے کئے گئے تھے۔

آخر میں ہم چاہتے ہیں کہ ہر جگہ کے ان معزز آدمیوں کا اور لاہور اور دیگر مقامات کے کارکنوں کا تہ دل سے شکریہ کریں۔ جنہوں نے ہمیں اس کام میں اس قدر قیمتی امداد دی۔ جس کے بغیر اس تھوڑے سے وقت میں ہم اپنا کام ختم نہیں کر سکتے تھے۔

بنارس ۲۰ فروری ۱۹۲۰ء

آپ کے وفادار

ایم کے گاندھی - سی آر داس - عباس طیب جی

ایم آر جیاکار

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فصل اوّل

پنجاب

(تاریخ و جغرافیہ)

تاریخی لحاظ سے پنجاب کو ہندوستان کا سب سے زیادہ اہم صوبہ سمجھنا چاہیئے۔ وہ یہی علاقہ ہے۔ جہاں زمانہ وید کے آریاؤں نے پہلے پہل بسیرا لیا۔ یہی وہ علاقہ ہے۔ جہاں رگ وید کے بھجن پہلے پہل گائے گئے۔ اسی صوبے میں ٹکسلا کی عظیم الشان یونیورسٹی تھی۔ جہاں دنیا کے مختلف حصوں سے علوم کے متلاشی جوق جوق آتے تھے۔ یہی صوبہ ہے۔ جس میں مہابھارت کے مشہور بہادروں یعنی کوروں اور پانڈوں نے اپنی زبردست لڑائیاں لڑیں +

یہی وہ جگہ ہے۔ جہاں مصر کے بادشاہ ادسیرس نے پہلے پہل ہندوستانی سرزمین پر پاؤں رکھا۔ اور اسیریا کی ملکہ سیمی رامیس نے جو اپنی وسیع فوجوں کو ساتھ لئے ہندوستان کی سلطنت پر قسمت آزمائی کرنے آئی تھی۔ شکست فاش کھائی + سیمین۔ تاتاری اور ایرانی لوگوں نے

جب ہندوستان میں گھُسنے کی کوشش کی۔ تو انہیں فرزندانِ پنجاب ہی کی تلواروں سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ یہی وہ صوبہ ہے۔ جس میں اسکندرِ اعظم کو ایک زبردست فاتح ہونے کے باوجود راجہ پورس کے ماتحت ایک ایسے دشمن سے سابقہ پڑا تھا۔ جس نے اس کے ہوس جہاں گیری کو نیچا دکھایا تھا۔

اصلی پنجاب وہ علاقہ ہے۔ جسے پانچ دریا۔ ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب اور جہلم سیراب کرتے ہیں۔ اور اسکا نام بھی انہیں پانچ دریاؤں کی وجہ سے پنجاب مشہور ہے۔ یہ صوبہ ہندوستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اور اس کی حدود اربعہ یہ ہیں۔ شمال میں ہمالیہ کا کچھ حصہ اور کشمیر۔ مغرب میں اٹک۔ جنوب میں سندھ اور راجپوتانہ اور مشرق میں دریائے جمنا۔

پنجاب کا موجودہ رقبہ ۱۳۵،۷۷۳ میل مربع ہے۔ جس میں سے ایک لاکھ مربع میل سے کچھ کم براہِ راست حکومتِ برطانیہ کے ماتحت ہے اور باقی حصے پر ہندوستانی رئیس اور والی حکومت کرتے ہیں۔ آبادی سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق دو کروڑ سے کسی قدر کم ہے۔ یہ صوبہ پہلے بہت بڑا تھا۔ مگر سنہ ۱۹۰۱ء میں اس کی تقسیم عمل میں آئی۔ اور ایک نیا صوبہ جسے شمال مغربی سرحدی صوبہ کہتے ہیں اس میں سے الگ کر دیا گیا۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں ایک اور ٹکڑا علیحدہ کیا گیا۔ جب سلطنتِ برطانیہ ہند کا دارالسلطنت دہلی میں منتقل کیا گیا۔ اور شہر دہلی اور اس کے گرد و نواح کے علاقے کو ایک الگ صوبے کی شکل دی گئی۔

پنجاب میں زیادہ تر ہندو مسلمان اور سکھ آباد ہیں۔ سکھوں کا وطن پنجاب ہی ہے اور ان کی تعداد کوئی پینتیس لاکھ کے قریب ہے۔ لوگوں کا بڑا حصہ زراعت کرتا ہے۔ لیکن دیگر حرفتیں بھی ترقی کر رہی ہیں۔ اور پنجاب سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چلنے والے بہت سے کارخانے پنجاب کے مختلف قصبوں میں کھل گئے ہیں +

پنجاب برطانیہ کی ہندوستانی فوج کا بہترین حصہ مہیا کرتا ہے۔ جنگ گزشتہ میں پنجاب سے جتنے آدمی فوج میں بھرتی ہوئے۔ ان کی تعداد ہندوستان کے تمام صوبوں کی بھرتی سے زیادہ تھی +

جنگی جماعتوں میں سکھ سب سے آگے ہیں۔ اور دوسرے درجے پر راجپوت اور جاٹ ہیں۔ مغربی اور جنوبی حصے کے راجپوت اور جاٹ اکثر مسلمان ہیں۔ اور مشرقی اور شمالی حصے کے ہندو ہیں۔ وسط پنجاب کے جاٹ عموماً سکھ ہیں +

ہم ذیل میں سر مائیکل اوڈوائر کے اپنے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ کہ پنجاب نے جنگ میں کس قدر آدمیوں سے امداد دی + ۷ اپریل گذشتہ کی تقریر میں سر مائیکل اوڈوائر نے کہا :-

میں نے جنگ کے متعلق اور گذشتہ سال کے دوران میں پنجاب کی امداد کا اکثر ذکر کیا ہے۔ اس لئے آج میں بہت کم کہنا چاہتا ہوں۔ جب جنگ شروع ہوئی ہے۔ تو صرف ایک لاکھ آدمی فوج میں تھے۔

"۱۹۱۷ء میں میں نے آپ لوگوں کو یہ بتایا تھا۔ کہ جنگ کے پہلے ڈھائی سال میں ہم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار جنگجو جمع کئے۔ اس سے اگلے سال ہم نے یہ تعداد ایک لاکھ ستائیس ہزار سے بھی بڑھا دی۔ اور ایک سال گذرا۔ کہ کل تعداد ڈھائی لاکھ سے بھی زیادہ بڑھ گئی + اس وقت جنگ میں ہماری حالت بہت نازک تھی۔ اور حضور ملک معظم کے پیغام ماہ اگست اور وزیر اعظم کی اپیل کے جواب میں میں نے صوبے سے التجا کی۔ کہ وہ ایک سال کے اندر اندر دو لاکھ آدمی اور دیں۔ جن میں ایک لاکھ اسی ہزار لڑنے والے شامل ہوں۔ بہت سے لوگوں نے یہ خیال کیا۔ کہ حد سے بڑھا ہوا مطالبہ ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان لوگوں کو پنجاب کی سرگرمی کا حال معلوم نہ تھا۔ اپریل اور مئی ۱۹۱۸ء اگرچہ فصل کٹنے کے لئے تھے۔ اور ہم نے مصلحتاً بھرتی کا کام شروع نہ کیا تھا۔ لیکن پھر بھی اکیس ہزار آدمی بھرتی ہو گئے +

"جون سے لے کر ستمبر تک بھرتی کا کام ہر جگہ بہت زور شور کے ساتھ ہوتا رہا۔ اور ان چار مہینوں کے دوران میں اکہتر ہزار آدمی یعنی ساڑھے اُنیس ہزار سے کچھ زیادہ ماہوار کے حساب سے فوج میں داخل ہو گئے۔ اکتوبر میں انفلوئنزا کی وبا کے سبب سے یہ تعداد چودہ ہزار چار سو چھبیس تک گر گئی۔ اور نومبر میں ہم ایک تازہ کوشش کرنے کو ہی تھے۔ کہ دشمن نے ہزیمت اُٹھائی۔ لڑائی بند ہو گئی۔ اور بھرتی کی تعداد چھ ہزار تین سو تیرہ تک آ پہنچی۔ لیکن جون سے نومبر تک چھ مہینوں میں ہم نناوے ہزار یعنی موجودہ تعداد سے نصف بھرتی کر چکے تھے۔ اور اپریل سے نومبر تک آٹھ مہینوں میں کل تعداد ایک لاکھ اُنیس ہزار تھی۔ جن میں ایک لاکھ لڑنے والے آدمی تھے۔ اگر ضرورت بدستور ہماری رہتی۔ تو ہم اپنا دو لاکھ کا وعدہ ضرور پورا کر کے رہتے۔ جب یہ حالت ہے تو ہم یہ دعوے کر سکتے ہیں۔ کہ ہم نے جنگ کے چار سال کے دوران میں کوئی تین لاکھ ساٹھ ہزار لڑنے والے آدمی مہیا کئے۔ گویا کل سلطنت ہند کے مہیا کردہ آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہم نے دیئے۔ البتہ ہمارے نیپال کے بہادر ہمسایوں اور دوستوں کی شاندار امداد کو اس تعداد سے الگ رکھنا ہو گا۔

تین لاکھ پچپن ہزار لڑنے والے سپاہیوں کی اگر مذاہب اور اقوام کے اعتبار سے تقسیم کی جائے۔ تو اس کا موٹا حساب یہ ہو گا:۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مُسلمان		۱۷۰۰۰۰
پٹھان	۵۰۰۰	
شمالی اور وسطی پنجاب کے مسلمان جنہیں پنجابی مسلمان کہا جاتا ہے۔		۱۳۶۰۰۰
جنوبی پنجاب کے مسلمان	۲۵۰۰۰	
کشمیری	۱۵۰۰	
دیگر مسلمان	۲۵۰۰	
سِکھ		۹۰۰۰۰
ہندو		۹۰۰۰۰
جاٹ	۳۰۰۰۰	
ڈوگرے	۲۴۰۰۰	
دیگر راجپوت	۱۰۰۰۰	
اہیر	۱۰۰۰۰	
گوجر	۶۰۰۰	
گوڑ برہمن	۵۰۰۰	
دیگر تمام	۵۰۰۰	
پنجابی عیسائی		۴۰۰۰

"مسلمان جو آبادی کا $\frac{5}{9}$ حصّہ ہیں۔ انہوں نے بھرتی شدہ سپاہیوں میں سے ۴۸ فیصدی دیئے۔ ہندوؤں نے جو آبادی کا $\frac{3}{9}$ حصّہ ہیں۔ چوتھائی مہیا کئے۔ اور سکھوں نے بھی اگرچہ وہ آبادی کا $\frac{1}{9}$ حصّہ ہیں چوتھائی ہی بھرتی کرائے +

"میں نے پچھلے سال یہی کہا تھا کہ فوج کے لئے اور فوج تحفظ ہند

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے لئے بھی جنگجو سپاہی تو قریباً بالکل اور غیر جنگجو زیادہ تر دیہاتی آبادی سے بھرتی کئے گئے ہیں۔ اور قصبوں کے رہنے والوں نے بھرتی میں بہت ہی کم حصہ لیا۔ گو انہوں نے جنگی قرضے میں بہت فیاضی سے امداد دی لیکن بہت سے دیہاتی ہندوؤں نے تو بھرتی میں بہت شاندار مدد دی ہے۔ اور ان کی بھرتی کا تناسب اگرچہ سکھوں سے تو بہت کم ہے۔ لیکن پنجابی مسلمانوں کے قریب قریب برابر ہے"۔

پنجاب کا انتظام حکومت ایک لفٹنٹ گورنر کرتا ہے۔ اسکے ماتحت ایک کونسل وضع قوانین ہوتی ہے۔ جس کے کچھ ممبر انتخاب شدہ اور کچھ نامزد شدہ ہوتے ہیں۔

پنجاب کا دارالسلطنت لاہور ہے۔ اور ہمیشہ سے لاہور ہی رہا ہے یہ بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی ڈھائی لاکھ کے قریب ہوگی۔ یہ شہر کلکتہ سے بارہ سو میل۔ دہلی سے تین سو میل۔ کراچی سے سات سو چراسی میل اور بمبئی سے ۱۱۶۲ میل فاصلے پر واقع ہے۔

یہ صوبہ پانچ قسمتوں میں منقسم ہے۔ جو کمشنروں کے ماتحت ہیں۔ اور جن میں ۲۸ ضلعے ڈپٹی کمشنروں یا کلکٹروں کے ماتحت ہیں۔ وہ پانچ قسمتیں یہ ہیں۔ انبالہ پنجاب کا مشرقی حصہ ہے۔ اور اس میں گورنمنٹ ہند کا گرمائی سرد مقام شملہ بھی شامل ہے۔ جالندھر۔ اس میں کوہستانی اور دامانی حصے شامل ہیں۔ لاہور اس میں وسط کے حصے ہیں۔ راولپنڈی میں شمال مغربی حصہ اور ملتان میں پنجاب کا مغربی حصہ شامل ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فصل دوم

سر مائیکل اڈوائر کی حکومت

صاحبان۔ مجھ پر اکثر اس امر کے لئے نکتہ چینی کی گئی ہے۔ کہ میں موقع بے موقع پنجاب کی خوبیوں کا تذکرہ کرتا رہتا ہوں۔ لیکن مجھے جو اس صوبے پر فخر ہے وہ کسی تنگ یا محدود اثر پر مبنی نہیں ہے۔ میں پندرہ سال اس صوبے سے دور رہا ہوں۔ اور اس اثنا میں میں نے ہندوستان کے بہت سے دیگر حصے دیکھے ہیں۔ اور میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ فی الحقیقت میں نے بہت سے شہر۔ لوگ۔ ان کے اوضاع و اطوار۔ مختلف آب و ہوا کونسلیں اور گورنمنٹیں دیکھی ہیں لیکن میں نے وہ خواص کہیں نہیں دیکھے۔ جو پنجاب میں ایک والی ریاست کے محل سے لے کر ایک کسان کی جھونپڑی تک نظر آ سکتے ہیں۔ میں نے یہ پایا ہے۔ کہ میں کسی پنجابی سے خواہ وہ کسی طبقے کا یا کسی حالت کا بھی ہو۔ اس طرح مل سکتا ہوں۔ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ بغیر کسی شک و شبہ یا بے اعتباری کے ملتا ہے۔ میں نے پنجابیوں کو عام طور پر جان نثار و وفادار پایا ہے۔ مگر مطیع نہیں۔ بہادر پایا ہے۔ مگر لاف زن نہیں۔ یہ سرگرم کوشش کرنے والے ہیں۔ مگر خیالی پلاؤ پکانے والے نہیں ترقی پسند ہیں۔ مگر جھوٹے اصولوں کے پیچھے دوڑنے والے نہیں۔ اور انہیں کسی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بے حقیقت شے پر وجود معیّن کا دھوکا نہیں ہوتا۔ یہ خواص ہیں۔ جن سے پنجاب تمام صوبجات ہند میں ممتاز و سرافراز ہے۔ اور یہی قابلیتیں ہیں۔ کہ اُس اخلاقی جُرأت کے ساتھ مجتمع ہو کر جو تمہیں زمانہ موجودہ میں بہت ضروری ہے۔ پنجاب کو ترقی و خوش حالی کی حفاظت میں رکھیں گی"

یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو سر مائیکل اُڈوائر نے اپنی تقریر مورخہ ۷۔اپریل میں کہے۔ جس کے ایک دن پہلے ہندوستان میں عالمگیر ہڑتال ہو چکی تھی۔ اور تین دن بعد امرتسر اور لاہور کے غیر مسلّح لوگوں پر گولی چلائی گئی۔ اور امرتسر میں قتل و خونریزی ظہور میں آئی۔

یہ حصّہ اس تقریر سے لیا گیا ہے جو انہوں نے اپنے آخری اجلاس کونسل میں اپنی رخصت سے پہلے کی تھی +

لیکن اسی تقریر میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی ہیں :-

اس صوبے کی گورنمنٹ اس امر کا مصمم ارادہ رکھتی ہے۔ اور رکھے گی کہ امن عامہ جو زمانہ جنگ میں نہایت کامیابی کے ساتھ قائم رکھا گیا۔ زمانہ امن میں اس میں کسی قسم کا خلل نہ پڑنے دیا جائے۔ لہٰذا لاہور اور امرتسر میں بعض لوگوں کے خلاف جو (گو ان کے مقاصد کچھ بھی ہوں) کھلے بندوں گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کے جذبات کو اُکسانے کی کوشش کر رہے تھے قانون تحفظ ہند کے مطابق کارروائی کی گئی ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ جس نے بیرونی دشمنوں کو کچل دیا۔ اور اندرونی بغاوت کو فرو کر دیا۔ اُن شورش پسندوں کی کارروائیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر درگذر کر سکتی تھی لیکن اس کا یہ فرض بھی تھا۔ کہ ان نوجوانوں اور ناواقف لوگوں کی حفاظت کرے۔ جنہیں وہ لوگ شرارت اور جرائم پر اکساتے۔ اور خود ایک طرف ہٹ جاتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لہٰذا میں اُن لوگوں کو جو صوبے میں سیاسی تحریکات سے تعلق رکھتے ہیں۔ تنبیہ کرتا ہوں کہ وہ جو جلسے منعقد کرتے ہیں۔ ان کی مناسب کارروائی۔ ان میں ہونے والی تقریروں اور اُن نتائج کے ذمہ وار سمجھے جائینگے۔ جو ان جلسوں کے منعقد ہونے سے ظہور میں آتے ہیں۔ ان شرائط کے ماتحت گورنمنٹ کی یہ خواہش نہیں ہے۔ کہ کسی طریق سے بھی عام جلسوں کے انعقاد کے حق کو محدود کردے۔ لیکن یہ عام طور پر معلوم ہے۔ کہ ایسے جلسے منعقد کرنے والے نہایت جائز مقاصد میں بھی اکثر اوقات اتنی اخلاقی جرأت یا اتنا اقتدار نہیں رکھتے۔ کہ بعض نہایت تیز لکچراروں کے لہجے کو معتدل کردیں۔ مجھے خطرہ ہے۔ کہ یہ بھی نہایت پکی بات ہے۔ کہ ان تیز و تند بے سوچی سمجھی تقریروں کی وجہ سے جو متعدد شورش پسند لوگ عادتاً کیا کرتے ہیں۔ سنجیدہ و معقول لوگ اپنی عزت کے خیال سے ایسے جلسوں میں شریک ہونے سے پرہیز کرتے ہیں + لہٰذا ایسی شورشوں کو محدود کرنے کی طاقتیں یا تو نہیں ہیں۔ یا استعمال ہی نہیں کی جاتیں۔ اس لئے میری یہ تنبیہ اخبارات اور لکچراروں دونوں طبقوں کو ضروری طور پر سننی چاہیئے + میں نہایت سنجیدگی سے یہ سوال کرتا ہوں۔ کہ کیا یہی ساکن و معقول حالات ہیں۔ جو آئینی اصلاحات کا راستہ تیار کرنے کے لئے لازم ہیں۔ فی الواقع ہرگز نہیں۔ اور جو لوگ ایسے بُرے حالات پیدا کر رہے ہیں۔ وہ اُن اصلاحات کے مقصد کے نہایت مہلک دشمن ہیں۔ جن کی تائید کا وہ دعوے کرتے ہیں۔ خوش قسمتی کی بابت یہ ہے کہ جتنا وہ شور مچاتے ہیں۔ اتنا ان کا اقتدار نہیں ہے۔ ان کی آواز پنجاب کی آواز نہیں ہے"+

اس کے بعد سر مائیکل نے رولٹ ایکٹ کے غیر مضرت رساں ہونے پر تفصیل کے ساتھ تقریر کی۔ اور اس کے متعلق وہ کچھ کہا۔ جو درست نہ تھا۔ مثلاً یہ کہ اس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایکٹ کے رو سے پولیس کو خود مختارانہ گرفتاری۔ تلاشی اور مداخلت کے اختیارات
نہیں دیئے گئے ٭ ہر شخص جس نے رولٹ ایکٹ پڑھا ہے۔ اس امر سے بخوبی واقف
ہے۔ کہ اس میں ایسے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اور انہیں اختیارات کی وجہ سے
رعایا نے اس کی اس زور کے ساتھ مخالفت کی ٭ سر مائیکل نے یہ بتانا چاہا
کہ وہ ۶-اپریل کے عظیم الشان مظاہرہ کو کیونکر محسوس کرتے ہیں۔ جو (روزہ
برت) کی وجہ سے ہزارہا آدمیوں کے لئے ایک نیم مذہب کی قسم کا مظاہرہ تھا
انہوں نے ان الفاظ میں اس مظاہرہ کی ہنسی اڑائی :۔ "پچھلے دنوں امرتسر
اور لاہور میں رولٹ ایکٹ کے خلاف جو طفلانہ مظاہرے کئے گئے۔ وہ نہایت
مزاح انگیز ہوں گے۔ اگر ان سے یہ بھی ظاہر نہ ہو۔ کہ ان جاہل اور بھولے بھالے
لوگوں کو جن میں ہزار میں سے ایک شخص بھی اس قانون کے متعلق کچھ نہیں جانتا
کس آسانی کے ساتھ گمراہ کیا جا سکتا ہے" ٭ جو لوگ انہیں صرف گمراہ کرنا چاہتے
ہیں۔ ان پر ایک بہت بڑی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ میں انہیں پریذیڈنٹ
لنکن کی مشہور بات یاد دلاتا ہوں۔ کہ "اگر تم بہت ہوشیار اور نہایت بے اصول
ہو۔ تو تمام لوگوں کو کچھ وقت کے لئے اور کچھ لوگوں کو ہمیشہ کے لئے گمراہ کر سکتے ہو
لیکن تمام سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے گمراہ نہیں کر سکتے" ٭ جو لوگ دانشمندی
کو نہیں۔ بلکہ جہالت کو برانگیختہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ ان کے لئے حساب
کتاب کا دن بھی آ جائے گا ٭ کسی اور عقلمند صوبہ نے ۶-اپریل کو لوگوں کا مذاق
نہیں اڑایا۔ سر مائیکل اڈوائر کے سوا اور سب نے کم و بیش ۶-اپریل کے دن
کے معنی سمجھے۔ لیکن سر مائیکل کی ایک خواہش یہ تھی۔ کہ جن لوگوں کو وہ دانشمندی
کی بجائے جہالت کو برانگیختہ کرنے والے سمجھتے تھے۔ ان کے لئے ایک یوم الحساب
مہیا کیا جائے۔ ہمیں نہایت افسوس اور دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ذیل کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صفحات میں اس امر کو ظاہر کرنا ہمارا فرض ہوگا۔ کہ کیونکہ سر مائیکل ہی نے دانشمندی کے بجائے جذبات اور جہالت کو برانگیختہ کیا۔ اور اپنی رعایا اور اپنے حکام بالادست دونوں کو گمراہ کرنے کی کس قدر شدید ذمہ داری انہوں نے اپنے سر لی۔ یہ بتانا بھی ہمارا نہایت تکلیف دہ فرض ہوگا۔ کہ وہ "یوم الحساب" کے لفظ سے کیا معنی لیتے تھے۔ انہیں پھر ۱۰ اپریل کو پھر تقریر کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے شام کو تقریر کی تھی۔ جب انہیں یہ معلوم ہوچکا تھا۔ کہ امرتسر اور لاہور میں کیا کچھ ہوگیا۔ انہوں نے پنجاب کی فوجی قوموں کے (ان) نمائندوں کے سامنے یہ تقریر کی تھی۔ جنہوں نے سر مائیکل کو ایڈریس دینے کے لئے منٹگمری ہال میں جلسہ منعقد کیا تھا۔ ہم اس تقریر کا پورا مضمون درج کرتے ہیں۔ جو ایسوشی ایٹڈ پریس نے شائع کیا تھا +

میں خوش ہوں۔ کہ آج شام کی شورش نے ہمیں اس جلسے کے انعقاد سے باز نہیں رکھا۔ میں اس بے نظیر مجلس میں پنجاب کی تین بڑی بڑی فوجی قوموں کے اچھے نمائندوں کی ملاقات پر فخر کرتا ہوں۔ جو نسل۔ مذہب اور معاشرتی رسوم کے اختلاف کے باوجود آپس میں اور گورنمنٹ کے ساتھ دو آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں یعنی وفاداری اور شجاعت کی زنجیروں میں +

آپ کو معلوم ہے۔ کہ انتظام حکومت کس قدر مشکل کام ہے۔ اور ایسی تدابیر اختیار کرنا کس قدر لازمی ہے۔ جن سے پرامن اور باانتظام ترقی میں نقص امن اور بدنظمی خلل انداز نہ ہو۔ آپ نے دیکھا ہے۔ کہ گذشتہ چند ہفتوں کے دوران میں کیونکہ بدنظمی اور انقلاب کا سدباب کرنے اور رعایا کے جان و مال کے تحفظ کیلئے ایک قانون پاس کیا گیا۔ اور وہ قانون بھی ایسی حالتوں میں نافذ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرنے کا تھا۔ جب کہ بدقسمتی سے ایسے حالات پیدا ہو جائیں لیکن ایک چھوٹے سے مگر شورش پسند طبقے کی دروغگوئی اور بد دیانتی سے وہ قانون عام رعایا کو ایک مہلک ہتھیار نظر آنے لگا۔ حالانکہ سخت ضرورت کے موقعوں پر وہ قانون اُنہیں کی حفاظت کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ آپ میں سے جن حضرات نے اس قانون کو پڑھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ یہ شورش کس قدر بے بنیاد ہے۔ جو لوگ اس شورش کے پشت پناہ ہیں۔ ان کے مقاصد کے متعلق آپ نے اس واقعہ سے کچھ تو نتیجہ نکالا ہوگا۔ جو پچھلے دنوں میں ہوا۔ جب کہ رولٹ بل کے متعلق ایجی ٹیشن کو اس امر کے لئے بہانہ بنایا گیا۔ کہ پنجابی مسلمانوں۔ سکھوں اور گورکھوں کی اس بہادر پلٹن کی توہین کی جائے۔ جو میدان جنگ سے ہندوستان کے لئے لڑائیاں مار کر واپس آئی تھی۔ اور ہمیں معلوم ہے۔ کہ وہ توہین کرنے والے خود فوجی سپرٹ نہ رکھتے تھے۔ اور ان لوگوں کی بہادری اور وفاداری کی کچھ بھی قدر ان کے دلوں میں نہ تھی۔ جو ان کے خانمانوں کی حفاظت کرتے رہے تھے۔ اُن کا مقصد یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ پر حملہ کریں۔ اور ان لوگوں کی توہین کریں۔ جو گورنمنٹ کے نمک حلال ہیں۔ وفادار لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ان کے بُرے ارادوں کا مقابلہ کریں۔ لہٰذا میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ اس قانون میں گورنمنٹ کے جو مقاصد اور جو پالیسی ظاہر کی گئی ہے۔ وہ اپنے زیر اثر لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیں۔ اور اس جھوٹ کی مہم کی مخالفت کریں۔ جو بعض حلقوں میں اس لئے جاری ہے۔ تاکہ جاہل اور بھولے بھالے لوگوں اور قصبوں کے بازاری آدمیوں کو گمراہ کر کے انہیں جرائم اور بدامنی پر اکسایا جائے۔

"اس تحریک کو ترقی دینے والوں نے ابتدا میں ایک ایسی پالیسی کا اعلان

کیا۔ جسے خاموش مقابلہ کہتے ہیں۔ اس خاموش مقابلے نے کیا شکل اختیار کی؟ آپ نے سنا ہوگا۔ کہ ہفتہ کے دن ملتان میں کیا ہوا۔ اتوار کے دن لاہور اور امرتسر میں پابند قانون شہریوں پہ سختی کی گئی۔ اور انہیں دھمکایا گیا۔ دہلی اور بمبئی میں تو انہوں نے صریحاً قانون کی مخالفت ہی شروع کر دی۔ اگر اس تحریک کا فوری انسداد نہ کیا گیا۔ تو اس کا نتیجہ بدامنی اور خونریزی ہوگا۔ یہ امرتسر اور لاہور میں ہو چکا ہے اور آئندہ اس سے پابند قانون شہریوں کے جان و مال خطرہ میں پڑ جائینگے۔ گورنمنٹ آپ سے اور تمام وفادار شہریوں سے کہ خواہ ان کے سیاسی خیالات کیسے ہی ہوں۔ امید رکھتی ہے۔ کہ وہ لوگ اس خطرناک تحریک کو ظاہر طور پر جھٹلانے اور اسکا فوری انسداد کرنے میں گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائیں۔ اس معاملے میں اور ایسے ہی دیگر معاملات میں آپ کی امداد کو سرکار اسی قدر و وقعت سے دیکھے گی جیسے آپ کی قابل یادگار خدمات جنگ کو قابل قدر سمجھتی ہے ٭

"صورت حالات اس وقت نازک ہے۔ اور گورنمنٹ کی اور آپ کی فوری کارروائی کی ضرورت ہے۔ گورنمنٹ بلا تامل اپنا فرض ادا کرے گی۔ اور آپ کو اپنی ادائیگی فرض میں مدد دے گی۔ گورنمنٹ قانون نافذ کرے گی۔ اور اگر اس کا نتیجہ خونریزی ہوا تو ذمہ داری انہیں شخصوں پر عاید ہوگی۔ جو دوسروں کو قانون شکنی کی ترغیب دیتے ہیں ٭

یہ میرا آخری مشورہ ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ آپ اس کے متعلق فوری کارروائی عمل میں لائینگے۔ تاکہ میں صوبے سے رخصت ہونے سے پہلے امن بحال کر سکوں۔ شورش گو شدید ہے پر ابھی اس کا احاطہ وسیع نہیں۔ اور آپ کی مدد سے بہت جلد دب سکتی ہے ٭

"میں تنہا یہ خوشی سے یاد رکھونگا۔ کہ کیا زمانہ جنگ میں اور کیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اندرونی فسادات کے وقت، پنجاب کی فوجی نسلوں نے کبھی میری درخواست کو رد نہیں کیا۔ مجھے اعتماد ہے۔ کہ آپ کی اور اُن وفادار اور بہادر لوگوں کی کارروائی سے جن کے آپ نمائندہ ہیں۔ آپ آئندہ چند ہفتوں کے اندر اندر ایسا کارنمایاں کر دکھائینگے۔ جو میرے شکریئے اور گورنمنٹ کی قدردانی کا مستحق ہوگا ۔

"اب میں آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ صوبے سے رخصت ہونے وقت میں آپ کے کارہائے نمایاں کی یاد اپنے ساتھ لے جاؤنگا۔ میں آپ کو۔ آپ کے کام کو اور آپ کے مقاصد کو کبھی فراموش نہ کرونگا"۔

ہم نے یہ تقریر پوری کی پوری نقل کر دی ہے اور اس سے ایک نظر ہی میں سر مائیکل اُڈوائر کی ذہنی حالت کا پتہ چل سکتا ہے۔ یہ تقریر پنجاب کی فوجی نسلوں کو مخاطب کر کے کی گئی تھی۔ سر مائیکل نے لوگوں کے خلاف فوجی طبقوں کو بھڑکانے میں کوئی تامل نہیں کیا۔ انہوں نے واقعات میں غلط بیانی کی ہے۔ مثلاً ملتان کے باشندوں کا سپاہیوں کے خلاف طرزِ عمل۔ ہم نے اس واقعہ کے متعلق تحقیقات کی ہے۔ تو ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ جو سپاہی ملتان میں سے گزرے۔ ان کی کوئی توہین نہیں کی گئی۔ سر مائیکل نے اپنے حاضرین کے سامنے نہایت جسارت کے ساتھ رولٹ ایکٹ کا مضمون غلط بیان کیا۔ اور پھر اُن لوگوں کو سزائی دھمکی دی۔ جو سیاسی تحریک میں حصہ لیتے تھے ۔

اب ہم سر مائیکل اُڈوائر کے طرزِ حکومت کا ایک مختصر سا خاکہ کھینچینگے۔ اور یہ ظاہر کرینگے۔ کہ کیونکر وہ ہر طبقے کو اپنے آپ سے بدگمان کرتے تھے۔ اور کیونکر تعلیم یافتہ طبقے کا اقتدار عوام سے دور کرنا چاہتے تھے ۔

وہ ۱۹۱۳ء میں پنجاب کے لفٹننٹ گورنر بنائے گئے۔ وہ اس سے پہلے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھی وہ پنجاب کے متعلق کافی تجربہ رکھتے تھے۔ انہوں نے تجاویز اصلاحات
پر حقارت آمیز حوالجات دے کر اپنی حکومت کو نمایاں کر دیا۔ انہوں نے اپنے
تقرر کے چند ہفتہ بعد ایک خیر مقدم کے اڈریس کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا:۔
کہ اس تھوڑے سے عرصے میں جب سے میں نے اس صوبے کا چارج لیا ہے
میرے پاس بہت سی عمدہ اور معقول تجاویز پہنچی ہیں۔ جن کا منشا یہ ہے۔ کہ
میں انتظام حکومت کو کیونکر چلاؤں۔ اور حکومت خود اختیاری کی تحریک اور
انتظامی و قانونی فرائض کی علیحدگی کے متعلق کوشش کر کے کیونکر لوگوں کی
خواہشات کو بر لاؤں۔ اور انکے علاوہ سلطنت کی پالیسی کے اہم معاملات کے
متعلق بھی مشورے دیئے گئے ہیں + اس قسم کی خاص خیال آرائیاں کچھ اپنا
مقصد اور اپنی قیمت رکھتی ہیں۔ گو وہ قیمت میں بڑھ جاتی ہے۔ اگر انتظام
حکومت کے فرائض کے ساتھ رعایا کے ابتدائی فرائض بہ حیثیت شہری اور رعایا
ہونے کے کچھ زور دیا جائے + اگر کوئی اس قسم کی عملی تجویز پیش کی جاتی۔ کہ گورنمنٹ
جان و مال کی حفاظت کے متعلق اپنے ابتدائی فرائض کو زیادہ عمدگی سے کیونکر
ادا کر سکتی ہے۔ اور عوام کو قوم کی طرف احساس فرض کے متعلق کیونکر بیدار کیا
جا سکتا ہے۔ میری رائے میں پالیسی کے تمام دیگر مسائل ان دونوں کے ماتحت
ہیں۔ اور جب تک یہ فرائض پورے طور پر ادا نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک
وہ ملتوی رہنے چاہئیں + اس طرح گویا انہوں نے اپنے سامعین کو نوٹس
دے دیا۔ کہ جن اصلاحات کو وہ ملک کی ترقی کے لئے ضروری سمجھے بیٹھے ہیں
"وہ خاص خیال آرائیاں ہیں۔ اور وہ اپنے سامعین سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ
انہیں جان و مال کے تحفظ اور عوام کو قوم کے لئے احساس فرض کے متعلق
بیدار کرنے میں مدد دینگے + ہر شخص خیال کر سکتا ہے۔ کہ جان و مال بہت محفوظ ہو چکا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں اور یہ حفاظت سلطنت برطانیہ کے لئے سب سے زیادہ قابلِ فخر کارنامہ ہے
اور سر مائیکل کے حاضرین نے جو اصلاحات کی خواہش ظاہر کی۔ اس سے قوم کیلئے
احساسِ فرض بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ اسی تقریر میں انہوں نے دیسی پریس کو بھی
ایک وعظ ارشاد فرمایا اور اسکے بعد پریس ایکٹ کی کارروائیاں شروع ہو گئیں
بیس دیسی زبان کے اخبارات سے ضمانت طلب کی گئی اور بعض حالات میں جمع
شدہ ضمانت ضبط کی گئی۔ اس سے ایک ماہ بعد سر مائیکل نے ایک تقریر میں جو
انہوں نے بحیثیت صدر کونسل وضع آئین و قوانین پہلے اپریل کی تھی۔ پریس کو دوسری
تنبیہ کی۔ "جتنی کارروائی کی گئی ہے۔ اگر اسکا اثر حسبِ منشا نہیں ہوا۔ تو گورنمنٹ
ان مجرموں کے ساتھ بھی سلوک کرے گی۔ جو ان افراد سے کیا جاتا ہے۔ جو
عوام میں اپنے اخبار بانٹنے میں قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ
وہ تمام ذرائع استعمال کرے گی۔ جو بڑے قانون اس کے اختیار میں ہیں۔ اور وہ
شروع سے بھی ضمانت اور ضبطی ضمانت کم سے کم ہیں" اس تنبیہ کے بعد پریس کے
متعلق زیادہ سخت پالیسی استعمال ہونے لگی۔ حالانکہ سر مائیکل نے اپنی اسی تقریر
میں صوبے کے امن و امان کے متعلق خود ہی کہا تھا کہ "ہم شاندار نتائج ابھی
حاصل ہوئے ہیں۔ وہ اس امر کا نتیجہ ہیں کہ گورنمنٹ اور رعایا کے درمیان مضبوط
اعتماد اور مخلصانہ رفاقت موجود ہے۔ جو ہمیشہ سے اس صوبہ کیلئے باعث
امتیاز رہی ہے" چھ ماہ بعد سر مائیکل کو پھر ایک موقع ملا۔ جہاں انہوں نے اس
تجویز کے متعلق کہ صوبہ میں ایک انتظامی کونسل قائم ہونی چاہیئے۔ اپنے
خیالات ظاہر کئے۔ اس بیہودہ تجویز کا جواب انہوں نے ہوا اپریل ۱۹۱۵ء کو
ایسے دیا۔ اس تجویز سے مجھے بہت حیرت ہوئی۔ اس صوبے کے لوگ اس
قسم کے عادی نہیں ہیں۔ کہ لفٹنٹ گورنر کو تمام اختیار دو یا تین آدمیوں سے انتظام ہوتا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

92338 1455

کا آخری ذمہ وار سمجھیں۔ اس سسٹم کے ماتحت اس صوبے نے ایسی ترقی و خوشحالی حاصل کی ہے۔ کہ اور صوبوں اور پریزیڈنسیوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور یہ معاملہ عملی سیاسیات کی حد میں بھی آسکتا تھا۔ اگر یہ ظاہر کیا جا سکتا۔ کہ صوبے کے موجودہ انتظام حکومت میں کوئی نقائص ہیں۔ اور یہ کہ ایک انتظامی کونسل کے بڑھا دینے سے وہ نقائص دور ہو سکتے ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے یہ لکھا "ان لوگوں کی توہین کی۔ جو انہیں عزت دیتے تھے۔ کہ گورنمنٹ کی اقسام کے لئے بیوقوف کو جھگڑنے دو"۔

اس سے پانچ ماہ بعد جنگ چھڑ گئی۔ اور پنجابیوں کو قانون تحفظ ہند کے عمل درآمد کا پورا تجربہ ہو گیا۔ جس کے پاس کرانے میں سر مائیکل نے بھی کوئی کم کوشش نہ کی تھی۔ انہوں نے کیا حق لیا۔ اور وہ کیسے اختیارات چاہتے تھے۔ جو معمولی قانونی کارروائیوں سے ارفع ہوں۔ یہ سارا معاملہ ان کی مندرجہ ذیل سفارشات سے معلوم ہو سکے گا۔ جن پر امپیریل گورنمنٹ نے بھی عمل کیا۔ ہم نے یہ سفارشات سڈیشن کمیٹی رپورٹ کے صفحہ ۱۵۱ سے نقل کی ہیں:-

لفٹنٹ گورنر صاحب کا یہ خیال تھا۔ کہ موجودہ وقت میں یہ نہایت پسندیدہ امر ہے۔ کہ جو انقلاب پسند اور بغاوت پھیلانے والے ارتکاب جرم یا فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے گرفتار کئے جائیں ان کے مقدمات کی سماعت کمشنروں کی معرفت وضع قوانین پر محدود کیا جائے۔ یا اس چالان اور اپیل کی کارروائی سے جو قانون فوجداری مہیا کرتا ہے۔ اس قدر طول طویل کر دیا جائے۔ لہٰذا ہز آنر نے مقامی گورنمنٹ کی منظوری کے ماتحت بامید پسندیدگی ایک مسودہ ضابطہ ارسال کیا تھا۔ تاکہ اسکا اطلاق ان حالتوں میں کیا جائے۔ (۱) سیاسی یا نیم سیاسی قسم کے جرائم کی حالت میں چالان وغیرہ

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी
CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی کارروائی کو نظر انداز کر دینا + (ب) ایسے مقدمات میں اپیل کو بھی دُور کر دیا جائے (ج) اس طبقے کے لوگوں کی ضمانت لے لینا مگر کسی ایسے عمل درآمد سے جو معمولی قانون کے مہیا کردہ طریق سے زیادہ جلد عمل میں لایا جا سکے۔ (د) دیہات کے عہدہ داروں کو مستعدی کے ساتھ جلد سزا دینا۔ اور ان دیہاتیوں کو معلوم کرنا جو انقلاب پسند مجرموں کے ساتھ شامل ہو رہے ہوں یا ان کی اعانت کر رہے ہیں +

سر مائیکل نے اُن اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔ جو اسے قانون تحفظ ہند کی رو سے حاصل ہوئے تھے۔ وہ ناجائز استعمال یہ تھا۔ کہ اس نے صوبے میں مسٹر تلک اور مسٹر پال کا داخلہ بند کر دیا + اس نے سیکڑوں مقامی آدمیوں کو کسی معمولی سبب سے یا بے سبب نظر بند کر دیا۔ اس نے دیسی پریس کا منہ بند کر دیا۔ اور پنجاب سے باہر مرتب ہونے والے قومی اخبارات کی اشاعت پنجاب میں ممنوع قرار دی۔ مثلاً نیو انڈیا۔ امرت بازار پتر کا۔ انڈی پنڈنٹ ایسے سنسر شدہ دیسی اخبارات کی اشاعت بھی ممنوع قرار دی۔ اور ایسے حالات پیدا کر دیئے۔ جن کی موجودگی میں باشندگان صوبہ کے لئے یہ امر عملاً ناممکن ہو گیا کہ آزاد خیالات کا تبادلہ کر سکیں۔ اور عام اخبارات میں آزادانہ اپنی شکایات ہی ظاہر کر سکیں۔ اسکے بعد تقریر و تحریر کی آزادی کا انسداد کر کے سر مائیکل صاحب یہ خیال کرنے لگے۔ اور باہر کے لوگوں کو بھی یہ سمجھنے کا موقع دیا۔ کہ پنجاب کے لوگ ان کی حکومت میں سب سے زیادہ خوش و مطمئن زندگی بسر کرتے ہیں +

سر مائیکل نے سیاسی خیالات و خواہشات کا گلا گھونٹنے کے لئے معروف ضروری قوانین ہی کا ناجائز استعمال کیا۔ بلکہ اُنہوں نے اپنی حاکم اعلےٰ کی حیثیت کا بھی ناجائز استعمال کیا۔ اور قومی خادموں کو بلا کر دھمکانے اور تنبیہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرنے کا شیوہ اختیار کیا۔ لالہ دونی چند جنہوں نے عوام کی مسلسل خدمت کی ہے
سر مائیکل اڈوائر کے طرز حکومت کے اس حصے کا ذاتی تجربہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے
جو بیان ہمارے سامنے دیا ہے۔ اس میں وہ کہتے ہیں:-

"انڈین ایسوسی ایشن کے سکرٹری کی حیثیت سے مجھے اکثر جلسوں کے اعلان
کرنے ہوتے تھے۔ اور اعلان کے جاری کرتے ہی مجھے یا تو چیف سکرٹری صاحب
گورنمنٹ یا کمشنر صاحب لاہور ملاقات کیلئے بلاتے تھے۔ اور جلسوں کے انعقاد
کے متعلق میرے راستے میں ایسی رکاوٹیں پیدا کر دیتے تھے۔ کہ میرے بجائے بہت
سے آدمی لاہور میں عام جلسوں کے انعقاد کے بجائے کچھ اور کام کرنا پسند کر لیتے۔
چیف سکرٹری اور کمشنر نے مجھے غالباً سر مائیکل اڈوائر کی طرف سے بارہا کہا۔ کہ
صوبے کے باہر سے فلاں فلاں لیکچرار کو بلاؤ۔ اور فلاں فلاں کو نہ بلاؤ۔

"نہ صرف یہ۔ بلکہ جب صوبے کی قانونی کونسل کے بعض ممبر لاہور کی گزشتہ پولیٹیکل
کانفرنس میں شامل ہوئے۔ تو انہیں چیف سکرٹری نے اپنے پاس بلا کر اس قدر
جھاڑا کہ انہوں نے اس واقعہ کے بعد کبھی بریڈلا ہال کے کسی پبلک جلسے میں
شریک ہونے کی جرأت نہیں کی" (بیان نمبر ۵۵۴)

۱۹۱۷ء میں امپیریل قانونی کونسل کے انیس ممبروں نے اپنی مشہور
یادداشت پر دستخط کئے۔ اور اصلاحات کے متعلق اپنی تجاویز پیش کیں۔
اس سکیم کو منظور کرنے کے لئے ایک جلسہ کیا گیا۔ مشتہرین جلسہ میں سے چار
پنجاب کے باشندے تھے۔ سر مائیکل نے انہیں بلایا۔ اور ان کی خود مختاری
اور اعلان پر دستخط کرنے کے گناہ میں سخت دھمکی دی۔ اسکے بعد کانگرس
لیگ سکیم رائج ہوئی۔ تو پھر انہوں نے پنجاب کو اس سے الگ رکھنے کی پوری
پوری کوشش کی۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان دلی اتفاق پیدا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرنے کے لیئے جو کوششیں کی جاتی تھیں ان کو بے اثر کرنیکا کوئی موقع ہاتھ سے نہ دیا
انہوں نے اس ہوم رول کی تحریک کو جس کے رہنما مسز بسنٹ اور مسٹر تلک
تھے - اور جس کا مقصد پُر امن اور آئینی ذرائع سے سلطنت برطانیہ کے ماتحت ہوم
رول حاصل کرنا ہے - غدر کے انقلاب پسندوں کی تحریک کے مانند قرار دیا
جن کا مقصد شدید ذرائع سے برطانیہ سے قطع تعلقات کر لینا ہے - اور اس
تحریک کا جنوب مغربی پنجاب کے ان دیوانے آدمیوں سے مقابلہ کیا جنہوں
نے جرمنی کی مدد سے ایک اسلامی سلطنت قایم کرنے کے خیالی پلاؤ پکا کر
بہت سے گھر برباد کرا دیئے + سر مائیکل نے تحریک غدر کو نہایت بیرحمانہ
طریق پر دبایا - اور ہمیں ڈر ہے - کہ اس میں سینکڑوں بے گناہ اشخاص کے
ساتھ ظلم و ناانصافی ہوئی سنہ ۱۹۱۵ء میں جنوب مغربی پنجاب کے اندر بے حفاظت
گھروں کو تاخت و تاراج کیا گیا تھا - سر مائیکل نے اس امر کی تحقیقات کے
پہلے مدارج میں تو اس لوٹ مار کو محض غلّے کی چھین جھپٹ قرار دیا - لیکن
جب ان کو نہایت اچھی طرح مجبور کیا گیا اور جب انہوں نے دیکھا - کہ لوٹ مار
اس حد تک پہنچ گئی ہے - کہ بھرتی کا کام خطرے میں پڑ جائیگا - تب جا کر
انہوں نے ذرا سرگرمی سے اس کے متعلق تدابیر شروع کیں +

۱۳ - ستمبر سنہ ۱۹۱۷ء کو آنریبل میاں محمد شفیع نے ایک رزولیوشن اس امر کا
پیش کیا - کہ پنجاب کا قانونی و انتظامی سسٹم بھی صوبہ بہار و اڑیسہ کی مانند
ہونا چاہیئے - اس معتدل رزولیوشن کی کسی حلقے میں بھی مخالفت نہ کی گئی -
سر مائیکل اڈوائر خود اس کی تائید میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے - مگر سامعین
کی حیرانی کی کوئی حد نہ رہی - جب انہوں نے ایک ہی تقریر میں تعلیم یافتہ طبقے
کے خلاف قانون اور شریر ہونیکے متعلق اسقدر باتیں کہ دیں جتنی ممکن تھیں +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہانتک کہ آخر آنریبل پنڈت مدن موہن مالویا نے جواب اس تقریر کو برداشت نہ کر سکتے تھے بیچ میں بول اُٹھے - اور کہا - کہ سرمائیکل کو معافی مانگنی چاہیئے چنانچہ حضور وائسرائے کی ہدایت کے مطابق سرمائیکل کو معذرت کرنی پڑی ہزالسلنسی کو بھی محسوس ہُوا - کہ انہیں سرمائیکل کے خیالات سے کچھ تعلق نہ ہونا چاہیئے - ہم سرمائیکل کی اس تقریر میں سے بعض اقتباسات ذیل میں دیتے ہیں "اپنے صوبے کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں - کہ جہاں میں ترقی کی تیزیٔ رفتار کا خیر مقدم کرتا ہوں - وہاں میں یہ بھی کہ دیتا ہوں - کہ وہ شرائط (اس سے مراد وہ تین شرائط ہیں - جو کل نے حکومت خود اختیاری کے لئے لازمی قرار دی ہیں) عرصہ دراز تک پوری نہ ہو سکیں گی" انہوں نے پھر یہ بیان کیا - کہ ہم بہت خوش ہونگے - جو لوگ سیاسی مطالبات کو ہندوستان کی وفاداری اور ہندوستانیوں اور ہندوستانی فوج کی قربانیوں (جس کا زیادہ حصہ پنجابی فوج ہے) پر مبنی کرنے کے اس قدر مشتاق ہیں وہ حضور ملک معظم کو اپنی وفاداری دکھائیں - اور اس صوبے کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کریں - جو قربانیوں کے بوجھ کو فصیح و بلیغ تقریروں سے نہیں - بلکہ عملی شکل میں اُٹھائے ہوئے ہے - مثلاً دوسرے صوبوں میں بھرتی کی مہم میں سرگرم امداد دینا "

ذیل میں اسی تقریر کا ایک اور حصہ نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا - کہ سرمائیکل تعلیم یافتہ طبقوں کو کس قدر بے وقعت سمجھتے تھے :- "اس زمانہ میں جب کہ ہمیں بلند آہنگ سیاسی لکچروں سے بہرے اور سیاسی اعلانات کی بوچھاڑ سے اندھے ہو جانے کا خطرہ ہے - ہمیں چاہیئے - کہ اپنے دماغوں کو فضول اور وہمی باتوں سے پاک کر دینے کے لئے کبھی کبھی دھرتی ماتا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی طرف بھی رجوع لائیں۔ اور اپنے آپ سے خود سوال کریں۔ کہ یہ تمام شور وغل اور سب بات چیت اس شخص کیلئے کس حد تک مفید ہے۔ جو اپنی زمین پر ہل کے پیچھے کھڑا ہے۔ اور جس کی زندگی ایک فصل سے دوسری فصل تک ایک لمبے غور وخوض کا سوال ہے"۔ تقریر کی پیچیدگیاں ظاہر ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقوں کا یہی مقابلہ تھا۔ جس پر سر مائیکل سے معذرت کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

معذرت کے معنی معمولی زبان میں یہ ہیں۔ کہ جب کوئی شخص اپنی تقریر یا اپنے کسی فعل کے متعلق معذرت کرتا ہے۔ پھر اس کا اعادہ نہیں کرتا۔ لیکن سر مائیکل اوڈوائر کے نزدیک اسکے یہ معنی نہیں ہیں۔ اسی سال ۳۰۔ اکتوبر کو معذرت کے بعد ایک مہینہ بھی بمشکل گزرا ہوگا۔ انہوں نے عملاً اُسی بات کو ذیل کے الفاظ میں دُہرایا:-

"پچھلے مہینے امپیریل کونسل میں میں نے پنجاب کی نمایاں خدمات جنگی کا تذکرہ زوردار الفاظ میں کیا تھا۔ جسے بعض لوگوں نے حد سے زیادہ خیال کیا۔ کیونکہ اس میں دیگر صوبجات اور ان کی کارروائی کی بابت سال گذشتہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کا پہلو نکلتا تھا۔ میں اب تک اپنی اس دلیل پر قائم ہوں۔ کہ سلطنت کے لئے آدمی، روپیہ اور سامان جنگ مہیا کرنے میں پنجاب کی وفادارانہ خدمات سب میں ممتاز ہیں۔ اور اس لئے پنجاب کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ سے خاص مہربانی کا مطالبہ کرے۔ میں اپنے اس خیال کو بھی پھر تازہ کرتا ہوں۔ کہ فوجی طبقے جن پر ساری قربانیوں کا بوجھ پڑا ہے۔ گورنمنٹ سے اپنی خدمات کے صلے میں خاص عنایات حاصل کر رہے ہیں۔ اور چاہیئے۔ کہ حاصل کرتے رہیں۔ اور چونکہ سیاسی رعائتیں، اور طبقوں کی نسبت فوجی طبقے کے لئے کم مفید ہونگی۔ اسلئے ہم

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان امتیازات و انعامات کے طریقے سوچ رہے ہیں جنہیں فوجی طبقے کے لوگ مناسب و پسندیدہ خیال کریں"

اس نظر ثانی شدہ حصہ تقریر میں ہمیں صاف نظر آتا ہے۔ کہ اسی جرم کا صرف اعادہ ہی نہیں۔ بلکہ زیادہ شدید شکل میں اعادہ کیا گیا ہے۔ سر مائیکل شکایت کے طریقے میں اسی موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور واقعات میں رنگ بھرتے ہیں۔ محض وہ بات ثابت کرنے کے لئے جس سے کسی شخص کو انکار نہیں کہ پنجاب کی جنگی خدمات بہت بڑی اور بے نظیر تھیں۔ وہ فوجی طبقوں کو دوسرے طبقوں سے بالکل الگ کرتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر کہ اُن میں سیاسی ترقی کی خواہش نہیں ان کی توہین کرتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہ لوگ خاص اعزازات کی امیدوں پر قانع رہ کر دوسرے طبقوں سے علیحدہ رہیں۔ ہم نے جو اقتباس دیا ہے۔ اس سے آسانی کے ساتھ معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ سر مائیکل تعلیم یافتہ طبقے کو کس حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور ان کی طبیعت میں اُن لوگوں سے سیاسی اختیارات کو دور دور ہی رکھنے کا کس قدر میلان تھا۔

لیکن شائد تعلیم یافتہ طبقوں سے سر مائیکل کی نفرت سب سے زیادہ واضح طور پر اس یادداشت سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو انہوں نے آئینی اصلاحات کے مسئلے پر تیار کی تھی۔ اور جو گورنمنٹ ہند کی مراسلت مورخہ ۵ مارچ ۱۹۱۹ء کے ساتھ ہی شائع کی گئی ہے۔ تعلیم یافتہ طبقوں نے سارے ہندوستان کے لئے جو مطالبات کئے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔ کہ "اگر یہ امر واضح ہے۔ کہ مطالبات عوام الناس کی طرف سے نہیں۔ جن کے فوائد کا سوال در پیش ہے۔ بلکہ اس قلیل التعداد جماعت کی طرف سے ہیں۔ جن کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ طاقت اور عہدے حاصل کریں۔ تو ہمیں چاہیئے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ اگر ہم اپنے اعتماد پر قائم ہیں۔ تو خاموش عوام الناس کے فوائد کو اُن سیاست دانوں کے شور و غوغا سے مقدم رکھیں۔ خواہ وہ سیاست داں کتنے ہی تکلیف دہ اور مضر ہوں ۔ یہاں میں برق کی تنبیہ کا حوالہ دیتا ہوں کیونکہ نصف درجن جھینگر کسی درخت کے نیچے اپنی تیز و تند چیخوں سے کھیت کو گونجا سکتے ہیں۔ اور ہزاروں بڑے مویشی جو برطانیہ کے شاہ بلوط کے نیچے لیٹے ہوئے جگالی کرتے اور خاموش بیٹھے ہیں۔ خدا کے لئے یہ خیال نہ کرو۔ کہ صرف وہ شور مچانے والے ہی کھیت کے باشندے ہیں۔" کچھ ضرورت نہیں۔ کہ ہم اس مہلک توہین پر کسی قسم کی رائے زنی کریں۔ جو اس حوالے میں مضمر ہے۔ اس کے بعد سر مائیکل نے اپنی اسی تحریر میں واقعات سے بالکل تغافل کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقوں اور عوام الناس میں کوئی غرض مشترک نہیں۔ اور عوام الناس نے تعلیم یافتہ لیڈروں کو نظروں سے گرانا شروع کر دیا ہے۔ سر مائیکل ان کوششوں کو نہایت کم اہمیت دیتے ہیں۔ جو ہوم رول کے متعلق مسز بسنٹ مسٹر تلک۔ مسٹر جناح۔ آنریبل پنڈت مالویا۔ اور راجہ محمود آباد نے کی ہیں۔ وہ غیریہ ہمیں تحریک کے ذکر میں نسبتاً زیادہ مبالغہ کرتے ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کو ایک غیر اہم مجلس کا درجہ دیتے ہیں۔ اور اس امر پر افسوس ظاہر کرتے ہیں کہ باوجود تلک اور پال کا داخلہ بند کرنے کے پنجاب میں بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ اسکے بعد وہ بغیر کسی دلیل کے کہتے ہیں۔ کہ جس ترقی پر غور و خوض کیا جاتا ہے وہ سیاسی جماعتوں کی نہیں۔ بلکہ رعایائے ہند کی ہونی چاہیئے۔" اور اپنی یادداشت کے اس حصے کو یہ لکھ کر ختم کرتے ہیں۔ "میں نے اس اصول پر زور دینا اس لئے ضروری خیال کیا ہے۔ کیونکہ مجھے گورنمنٹ ہند کی تجاویز میں اس اصول کی کافی نگہداشت کہیں نظر نہیں آتی۔ شاید اس کو یونہی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فرض کر لیا گیا ہے۔ لیکن اس قدر سنجیدہ فرض کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہیئے اور اس
کی عدم موجودگی میں اگر تجاویز پڑھی جائیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسئلہ زیر بحث
یہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ طبقوں کی ایک خاص تناسب کی خواہشات کیونکر پوری کی
جائیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ تعلیم یافتہ جماعتیں عوام الناس کی نمائندہ
ہونے کا دعوےٰ کرتی ہیں۔ لیکن پچھلے چند ماہ میں جو واقعات پیش آئے۔ اُن
کو دیکھکر تو شاید یہ کہنے کی بھی حاجت نہیں۔ کہ یہ دعوے بالکل بے اصول ہے
کبھی عملی طور پر آزماؤ۔ مثلاً مذہبی بلووں کا انسداد۔ فرقہ بندیوں کو متفق کر دینا
لڑنے والی فوج یا فوج تحفظ کے لئے رنگروٹ بھرتی کرنا۔ جب کوئی ایسا سوال
پیش آجاتا ہے۔ تو اہل سیاست عموماً پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ایسے کام
کے لئے اُن کا اقتدار نہ ہونا ہے۔ البتہ وہ خلاف قانون اور شرارت آمیز
دخل اندازی سے شورش کو زیادہ کر سکتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات کرتے بھی ہیں
"حکومت خود اختیاری کے حق میں ایک دلیل کے طور پر یہ بھی اکثر بیان
کیا جاتا ہے۔ کہ دیسی ریاستوں میں مذہبی بلوے ہرگز نہیں ہوتے۔ جو انکے
بہت سے وجوہ ہیں۔ لیکن سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پیشہ ور سیاست دان
وہاں نہیں ہوتے۔ اور اگر ہوں بھی۔ تو اُن کو دخل اندازی کی اجازت نہیں
ہوتی۔ پچھلے دنوں ایک سخت مذہبی فساد ایک دیسی ریاست میں ہوا تھا۔
(یعنی بھوپال میں سنیوں اور شیعوں کے درمیان) وہ بمبئی کے ایک
شہرت پسند بیرسٹر کی دست اندازی سے زیادہ تیز ہو گیا تھا۔ پنجاب میں
اعصابی فرقہ آرائی اکثر اوقات بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ
یا وہ خونریزی کی شکل میں بہت کم ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ مقامی حکام جانتے
ہیں۔ کہ معاملات کو سلجھانے کے لئے کس پر اعتماد رکھنا چاہیئے۔ وہ سیاست دان

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں۔ بلکہ وہ خاموش آدمی ہیں۔ جنہیں مقامی اثر و نفوذ حاصل ہے۔"

"یہاں سرمائیکل اور تعلیم یافتہ طبقوں کا قصہ۔ لیکن اگرچہ وہ دوسرے طبقوں سے محبت کرنے کا دعوےٰ رکھتے تھے۔ مگر بھرتی اور جنگ کے چندے جمع کرنے میں جو طریقے استعمال کرتے تھے۔ ان سے وہ لوگ بھی سرمائیکل اور ان کی گورنمنٹ سے بیزار ہو جاتے تھے۔ لیکن ہم نے بے انتہا غور و تامل کے بعد اس معاملے کے متعلق بحث کرنا اپنا فرض محسوس کیا ہے۔ ہم کو خوب احساس ہے کہ جنگ کے دوران میں بھرتی اور مالی چندوں کی تحصیل نہایت سرگرمی سے ہونی ضروری تھی۔ ہمیں اس کا بھی احساس ہے۔ کہ اگر ہندوستان سلطنت کے اور حصوں کے ساتھ برابر کا حصہ لینا چاہتا ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ سلطنت کا بوجھ بھی بٹائے۔ اگر ہمارے لئے ممکن ہوتا۔ تو ہم ان طریقوں کے متعلق کوئی حوالہ نہ دیتے۔ جو بھرتی اور چندہ جمع کرنے میں استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن ہڑتال کی تجویز کی سب طبقوں اور عوام الناس نے جو دفعۃً تعمیل کی۔ اس کو سمجھتے ہوئے اور اس کی قدر کرتے ہوئے اور پھر اس امر کو دیکھتے ہوئے۔ کہ پنجاب میں عوام الناس نے غیر متوقع طور پر غضبناکی کا اظہار کیا۔ ہم اس امر کو ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ان اسباب کی تحقیقات کریں۔ جن کے ماتحت اس قدر زبردست مظاہرہ کیا گیا۔ اور پنجاب میں اس قدر شدید فساد رونما ہوا۔ کیونکہ ہمارا خیال ہے۔ کہ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ رولٹ ایکٹ کے متعلق غلط فہمی بھی پھیل گئی تھی۔ تو اس کا یہ نتیجہ تو ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ عوام الناس کی طرف سے ایسے جوش کا اظہار ہوتا۔ اور کچھ لوگ یوں شدید جرائم کے مرتکب ہوتے۔ اور سلطنت کے متعلق کسی فرض کے احساس کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کہ وہ انفرادی آزادی کی پاکیزگی کی طرف سے تغافل برتے۔ یا اس بے رحمی یا جبر کی طرف سے آنکھ بند کر لے۔ جو تعاون کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خلاف ظاہرہ یا پوشیدہ طور پر عمل میں لائی جاتی ہو۔ جو شہادت ہم نے جمع کی ہے اور جو قانونی کاغذات ہم نے پڑھے ہیں۔ ان سے آخر یہی ثبوت ملتا ہے۔ کہ بھرتی۔ چندہ اور قرضہ جنگ کے لئے جو طریقے اختیار کئے گئے تھے۔ وہ اخلاقی و معاشرتی دباؤ کی حدود سے دور آگے نکل گئے تھے۔ اور وہ طریقے سر مائیکل اوڈوائر سے پوشیدہ بھی نہ تھے۔ فی الحقیقت جبری بھرتی کا ذکر بالکل کھلم کھلا ہوتا تھا۔ اس کی نظیریں پیش ہوئی تھیں۔ اور ان کی تائید کی جاتی تھی۔ اور ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ عام اور ظاہر جبری بھرتی اس مشہور رضامندی کی بھرتی سے کہیں اچھی ہوتی۔ جس کا اثر جبری بھرتی کی نسبت زیادہ بُرا تھا۔ کیونکہ اس رضامندی کی بھرتی سے صرف نہایت کمزور لوگ دبائے جاتے تھے۔ اور مضبوط لوگ صاف بچ کر الگ ہو جاتے تھے ٭

آؤ اصلیت پر ایک نظر ڈالیں۔ جب دہلی میں جنگ کے متعلق پروگرام کا تصفیہ ہو چکا۔ تو ۳ مئی ۱۹۱۸ء کو ایک جلسے میں سر مائیکل نے کہا: "دو لاکھ آدمی باضابطہ فوج کے لئے چاہئیں۔ اگر ممکن ہو۔ تو رضامندی سے اور اگر ضرورت پڑے۔ تو جبری بھرتی سے مہیا کئے جائیں"۔ کرنیل ہاخربنگ نے اسی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جب کوشش کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا جائے تو یہ ضروری ہے۔ کہ بعض لوگوں کی رہنمائی کی جائے۔ اور اگر ضروری ہو۔ تو مجبور بھی کیا جائے۔ ہم رضامندی کی بھرتی کے اصولوں پر کام کرتے رہینگے ہم ہر ضلع تحصیل یا گاؤں کے لئے اس کی حیثیت کے مطابق ایک مقدار مقرر کر دینگے۔ جو اس میں سے حاصل ہو سکے۔ اور جتنے آدمیوں کی ہمیں ضرورت ہو گی۔ ان کو اکثر حالات میں بغیر کسی جبری بھرتی کے حاصل کر سکینگے۔ لیکن اُن لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے لئے جو اپنے فرض پر خود بخود بھی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

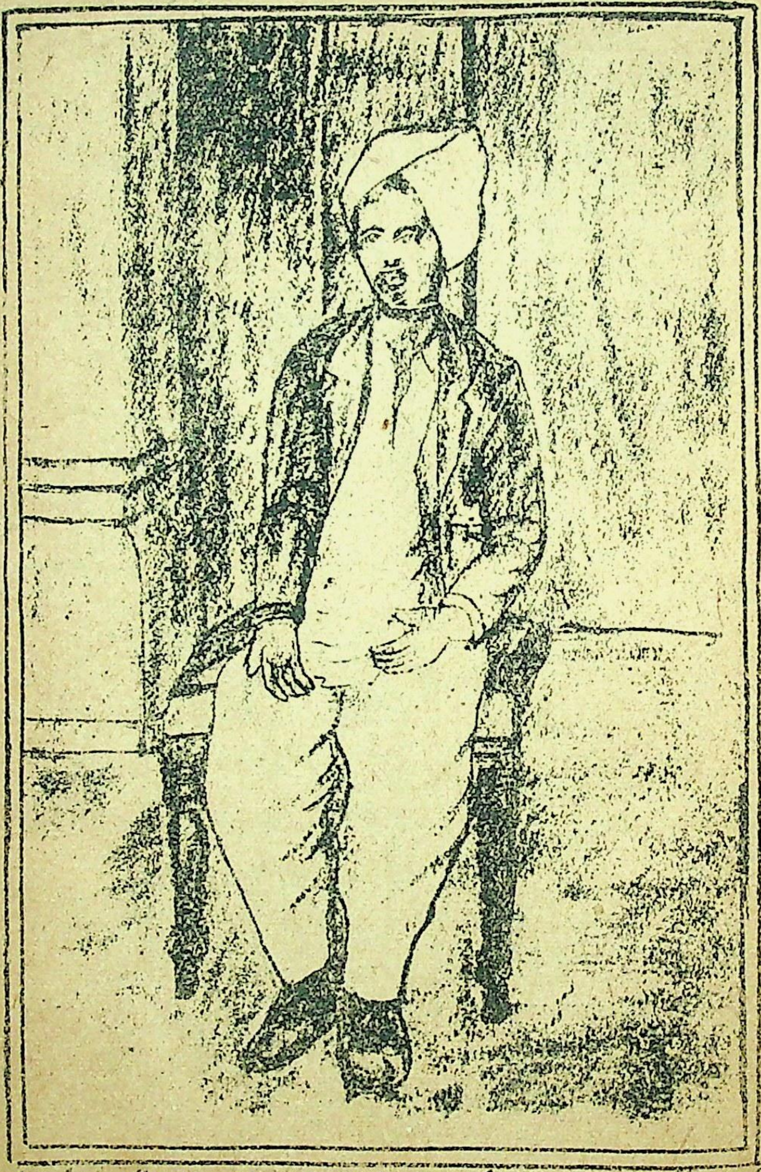
سامنے آجائیں۔ جو ہمیں اختیارات سے مسلح رہنا چاہیئے۔ ہم یہ کہ سکیں۔ کہ جب۔ لوگ اپنے علاقے میں سے اپنے بہادر انتخاب کرنے میں ناکام رہ جائینگے تو گورنمنٹ آگے بڑھے گی۔ اور ان کی بجائے خود انتخاب کرلے گی +

اسی جلسے میں خود سر مائیکل اوڈوائر نے یہ کہا :-

بھرتی کے مضمون کو ختم کرنے سے پیشتر میں جبری بھرتی کے متعلق چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ پانچ لاکھ لڑنے والوں کی ضرورت پر سارے ہندوستان کے جوانوں کو جبراً بھرتی کرنے کا کسی کو خیال بھی نہیں آتا۔ اور اگر جبری بھرتی کے بغیر کسی اور طریق سے ہمیں کامیابی ہو جائے۔ تو مجھے سب سے زیادہ خوشی ہوگی۔ لیکن چونکہ اب تک پنجاب کی طرف سے رضامندی کے ساتھ بھرتی بہت شاندار پیمانے پر ہوئی ہے اور ہمیں اس واقعہ کا مقابلہ کرنا پڑیگا۔ کہ کشاکش سخت ہوئی ہے۔ بوجھ مساوی طور پر تقسیم نہیں کیا گیا۔ اور جن قوموں اور جن مقامات نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ وہ اُن قوموں اور ان مقامات کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جنہوں نے ادائے فرض سے پہلو تہی کی۔ مالکان اراضی کی جماعتیں خوب جانتی ہیں کہ وہ روپے آدمیوں سے جنگ کا بھاری بوجھ بٹا رہی ہیں۔ اور انہیں معلوم ہے۔ کہ ایسی جماعتیں بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے کسی طریق میں سے کبھی امداد کا حق ادا نہیں کیا۔ یا بہت کم ادا کیا۔ جماعتوں کے درمیان ان بوجھوں کی عدم مساوات ہمیشہ ایک جائز شکایت ہوتی ہے۔ یہ شکایت اس حالت میں زیادہ سخت ہوجاتی ہے۔ جب کہ آدمیوں کی ضرورت زیادہ سخت اور بھرتی کا مطالبہ زیادہ شدید ہوجائے +

"بعض رقبوں میں رضاکارانہ طریقے کے ناکام رہنے کا احتمال بھی ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



کرپال سنگھ گوجرانوالہ جس کا انگوٹھا اور ٹیپی کا حصہ ہوائی جہاز کے بم گرنے سے زخمی ہوا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



گوجرانوالہ کا اللہ دتا جسکی ٹانگ ہوائی جہاز کے بم سے زخمی ہوئی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور اسکا مقابلہ کرنا بند لی ہوگی۔ ہم نے عہد کیا ہے اور ہمیں چاہیئے کہ اسکے پورا کرنے کے
لئے مناسب وقت پر تدابیر عمل میں لائیں۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ پنجاب میں کسی قدر تک
یہ احساس نہایت زبردست ہو رہا ہے۔ کہ ضروری تعداد مہیا کرنے کے لئے جبری بھرتی
کی کوئی شکل اختیار کی جائے۔ ہو سکے تو اندر بھی اور اس طرح بھی جیسے مختلف صوبوں
میں ہے۔ مثلاً دس یا پندرہ یا بیس آدمیوں میں سے قرعہ کے ذریعے ایک موزوں
آدمی چن لیا جائے۔ اور ساتھ ہی یہ اختیار بھی دے دیا جائے کہ وہ سلطنت کو کچھ
مالی تاوان ادا کرے۔ مجھے توقع ہے۔ کہ یہاں حاضرین میں سے اکثر میرے ساتھ
متفق ہونگے۔ اگر ایسا ہے۔ تو یہ مناسب ہے۔ کہ جس صوبے نے اتنا زیادہ بوجھ
اٹھایا ہے۔ وہ اپنے خیالات کو صاف صاف پختہ الفاظ میں بیان کر دے۔ البتہ
فیصلہ دوسرے ہاتھوں میں ہے۔ لیکن حضرات شمشیر کی آب دم نہیں چلائی
جا سکتی۔ آدمیوں کی فوری ضرورت ہے۔ لہذا یہی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ
گورنمنٹ [illegible] تعداد کے [illegible] کے لئے اختیارات کا استعمال کرے
اور پہلے ہی سب ضروری تیاریاں کر لے۔ اس امر کو مدنظر رکھ کر کہ اگر وہ تعداد
رضامندی کی بھرتی سے پوری نہ ہوسکے۔ تو ان تدابیر کو استعمال نہیں کیا جائیگا
پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ایک گشتی مراسلت صادر کی گئی۔ اور اس میں روپیہ
حاصل کرنیکے ایسے طریقے تجویز کئے گئے۔ جو اس وقت تک موثر نہیں ہوسکتے
تھے۔ جب تک معمولی سے زیادہ دباؤ کام میں نہ لایا جاتا۔ ہم اس گشتی مراسلت
میں سے ایک پیراگراف ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ میں تجویز کرتا ہوں۔ کہ
ڈپٹی کمشنران اس امر کا اندازہ کرنے میں بہت مدد دیں۔ کہ مختلف قوموں میں
سے کس قدر امداد کی توقع کرنا موزوں ہوسکتا ہے۔ ایسا کرنے میں وہ
انکم ٹیکس کی فہرستوں میں سے ایسی مدد حاصل کرسکتے ہیں۔ خصوصاً جو

خاص عملے نے انکم ٹکس کی بنائی پر ابھی ابھی نظر ثانی کی ہو۔ انکم ٹکس کی فہرستوں سے
ان لوگوں کی مالی حالت کا قابل اعتبار پتہ چل سکتا ہے۔ جن سے قرضۂ جنگ
میں امداد ملنے کی توقع ہو۔ اور ایک موٹا سا مالی درجہ بھی معلوم ہو سکتا ہے جس
متعلق میرا یقین ہے۔ کہ وہ بعض اضلاع میں اب بھی استعمال کیا جاتا ہے
ان کے قرضہ جنگ میں حصہ لینے کی موزونی کا اندازہ کرنے کے لئے یہ توقع کر
نامناسب نہ ہوگا۔ کہ اوسطاً ایک ٹکس گزار کی حیثیت اتنی ہوگی۔ کہ وہ اپنی آ
آمدنی کا نصف یا چوتھا حصہ قرضۂ جنگ میں دے دے جس پر اس سے انکم ٹکس
لیا جاتا ہے۔ اس موٹے اندازے سے یا اور طریقوں سے جو مقامی حالتوں
میں موزون نظر آئیں۔ یہ دیکھنا ڈپٹی کمشنروں کا کام ہوگا۔ کہ آیا ان کے ز
حکومت قصبے۔ دیہات اور افراد وہ کام کر رہے ہیں۔ جن کی ان سے توق
کی گئی ہے +

پھر ڈپٹی کمشنروں کو چاہیئے۔ کہ خاص جلسے منعقد کر کے۔ ساہوکار و
کی مقامی کمیٹی بنا کر۔ اور دیگر ضروری تدابیر کر کے یہ کوشش کریں۔ کہ تخم
شدہ رقم کم سے کم امداد کے طور پر حاصل ہو سکے۔ اگر بڑے بڑے قصبو
میں تاجروں اور دوسرے لوگوں کی مقامی کمیٹیاں جڈیشل افسروں۔
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں اور تحصیلداروں کے زیر صدارت قائم کی جا
تو غالباً قرضۂ جنگ کے مطالبہ کی قابل اطمینان تقسیم ہو سکے گی۔ قصبو
اور قوموں کے درمیان رشک و رقابت بڑھانے کے لئے اخباروں سے
اور جمع شدہ رقموں کا مقابلہ کرنے سے کام لیا جائے۔ اس وعدے سے
مدد بھی دی جائے۔ کہ جو لوگ اپنی خوشی سے چندہ دینگے۔ ان کو سند
دی جائینگی۔ انہیں کرسی نشیں بنایا جائیگا اور خاص سرٹیفکیٹ عطا کئے جا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دوسری طرف دولتمند شہریوں پر یہ امر واضح کر دیا جائے۔ کہ اس امر میں اگر انہوں نے اپنا فرض ادا نہ کیا تو میونسپل اور دیگر شہر کی کمیٹیوں میں انہیں ممبر نامزد نہ کیا جائیگا۔ وہ آنریری مجسٹریٹ نہ بنائے جائینگے۔ اور گورنمنٹ دیگر بھی کسی قسم کے اعزازات انہیں نہ دے گی۔ کیونکہ ایسے اعزازات اُن لوگوں کے لیئے محفوظ ہیں۔ جنہوں نے عملی طور پر گورنمنٹ کی امداد کرنے کی خواہش ظاہر کی ہو۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ماتحت عہدہ داروں نے لوگوں پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ ضلع انبالہ کے ایک مکتوب الیہ کو ایک چٹھی لکھی گئی۔ جس میں یہ لکھا گیا۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر لالہ رنگی لال سب جج کی معرفت ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کو اطلاع دی جائے۔ کہ مکتوب الیہ کس قدر روپیہ قرضۂ جنگ میں داخل کریگا اس کا مطلب ظاہر ہے۔

جڈیشل طریقوں سے بھی دباؤ ڈالا گیا۔ چکوال کے مجسٹریٹ درجہ اول نے مقدمہ فوجداری ۸۲ سنہ ۱۹۱۷ء میں ایک ملزم کو بری کرتے ہوئے لکھا کہ ملزم اور اس کے بھائی نے ایک سو دس روپے "آور ڈے فنڈ" میں دیئے ہیں۔ اور ان سے زبانی سمجھوتا کر لیا گیا ہے۔ لہذا ملزم بری کیا جاتا ہے۔ مہر سنگھ ولد دولت سنگھ نے اسی عدالت کے روبرو مقدمہ ۲۶ بابت سنہ ۱۹۱۷ء میں انکم ٹیکس کی معافی کے لیئے درخواست دی۔ مجسٹریٹ نے درخواست نامنظور کرتے ہوئے اور باتوں کے علاوہ بھی لکھا۔ کہ جنگ کی وجہ سے خچروں میں بے حد نفع ہوا ہے۔ لیکن درخواست دہندہ نے کسی جنگی فنڈ یا کسی قرضۂ جنگ میں ایک پیسہ تک نہیں دیا۔ اس کا ایک لڑکا بھی ہے۔ اسے اس نے بھرتی نہیں کرایا۔ مظفر گڑھ کے ضلع میں ایک گاؤں

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہ ہے۔ ایک بڑے ہجوم نے نائب تحصیلدار کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اور چپڑاسی
پر حملہ کیا۔ کچھ آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ ان میں سے باون آدمیوں
تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۴۷ کے ماتحت مقدمہ چلایا گیا۔ سیشن جج نے
آدمیوں کو بری کر دیا۔ اور باقی آدمیوں کی سزائیں کم کر دیں۔ مسٹر گولڈ
جج (جن کا یہ ذکر ہے) نے لکھا۔ "لوگوں کو اصلی شکایات تھیں۔ جن کا ازالہ
کرنا چاہئے تھا"۔ آگے انہوں نے تحریر فرمایا۔ کہ "یہ بات عام طور پر جانی بوجھی
کہ چونکہ ضلع مظفر گڑھ میں ذیلداروں اور نمبرداروں کو مجبور کیا گیا ہے۔ کہ
قرضہ جنگ جمع کرنے اور بھرتی کرنے میں مدد دیں۔ اور ماتحت حکام نے ز
انہوں نے جو طریقے اس کام کے لئے اختیار کئے ہیں۔ ان کی وجہ سے اکثر
پر سخت کشاکش رونما ہوئی ہے۔ یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ وہ طریقے اکثر بے
قابل اعتراض تشدد آمیز اور گورنمنٹ کے منشا کے خلاف ہیں۔ وہ در اصل
میں تو وہ طریقے ایسے شدید ہیں۔ کہ لوگ انہیں برداشت نہیں کر سکتے۔
اس میں شک نہیں۔ کہ یہ افعال عدالت کی طرف سے ثابت نہیں کئے جا
اور اس امر کی توقع کرنا فضول ہوگا۔ کہ موجودہ قسم کے ایک مقدمہ کی
میں اس قسم کے ثبوت بہم پہنچائے جائیں۔ انصاف کے رو سے اس امر
واضح کرنا ضروری ہے۔ کہ ایسا کرنے میں مجھے عدالتی کارروائی سے مستثنیٰ
ہوتا ہے۔ جن واقعات کا بیان میں نے کیا ہے۔ وہ میں پہلے
دیکھ چکا ہوں۔ کہ عام طور پر معلوم ہیں"۔ جج صاحب کی یہ رائے ہے۔ کہ
ڈالنے کے طریقے گورنمنٹ کے منشا کے خلاف ہیں۔ جہاں کہیں ہم
ہیں۔ ہمیں یہ اطلاع دی گئی ہے۔ کہ جو عہدہ دار لوگوں میں اپنے تشدد کی
سے مشہور ہیں۔ ان کے عہدے میں تنزل کرنے یا انہیں عام طور

...ست کرنے کی بجائے اکثر حالات میں انہیں ترقی دی گئی ہو۔

شاہ پور کے ضلع میں بد قسمتی سے ایک تحصیلدار قتل بھی کر دیا گیا۔ اس
مقدمے کی سماعت کے لئے ایک خاص عدالت مقرر کی گئی۔ چھیالیس اشخاص
گرفتار کئے گئے۔ ان میں سے چار کو پھانسی کی اور بارہ کو حبس دوام بعبور دریائے
شور کی سزا دی گئی۔ آٹھ بری کئے گئے۔ اور بارہ آخر میں چھوڑ دیئے گئے۔ مسٹر
[illegible] نے اپنے نوٹ میں جس سے ہم نے مندرجہ بالا اقتباسات لئے ہیں۔ یہ
[illegible] کہ مرحوم سید شاہ نے ان پر لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے کے خلاف الزام
لگائے ہیں۔ اور عدالت خاص نے باوجودیکہ مدعا علیہم کو کافی توقع اس
بات کی دی کہ وہ ایسے واقعات ثابت کریں جن سے ان کا جرم خفیف ہو جائے
[illegible] کوئی مرحوم کے خلاف اس سے زیادہ کچھ ثابت نہ ہو سکا کہ [illegible]
[illegible] کرنے کے طریقے قریب قریب جابرانہ حد تک پہنچ گئے تھے۔ اور
عدالت عالیہ نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مرحوم کی شہرت ہر قسم کے اعتراض
[illegible] سے پاک تھی۔

ہماری رائے میں تو [illegible] کے الفاظ [illegible] اعتراض کیا گیا ہے خود
[illegible] الزام کو ثابت کر دیتا ہے۔ لیکن مسٹر [illegible] ان شہادتوں کو
[illegible] ہوگا۔ جو مقدمے میں پیش کی گئی تھیں [illegible] مرحوم کا عمل [illegible]
[illegible] کی تائید میں یہ کہا ہے کہ تحصیلدار کا یہ طریقہ تھا کہ [illegible] گاؤں
[illegible] تمام آدمیوں کی ایک فہرست تیار کرایا کرتا تھا۔ یہ فہرست [illegible] پاس آ
[illegible] تی تھی تو اس کا یہ معمول تھا کہ وہ اس گاؤں میں جاتا [illegible] کا اتفاق
[illegible] جو اعتراض کئے جاتے تھے۔ انہیں سنتا۔ اس کا یہ معمول تھا کہ جب [illegible]
[illegible] تین یا چار بھائی ہوتے [illegible] فوج کے لئے ایک یا دو [illegible]

کرتا...... اس قصبے گُرنا کے نواح سے چند بھاگے ہوئے آدمی گرفتار کئے اور پہرے میں بھرتی کے افسر کے پاس بھیجدیا...... تحصیلدار اس فہرست میں سے ناموں کے آگے لکھ دیا کرتا تھا۔ کہ یہ لوگ بھرتی کے لئے منتخب کئے ہیں...... جونہی تحصیلدار پہنچتا اس علاقے کے زمیندار عام طور پر بھاگ کرتے تھے۔ کیونکہ وہ ملازمت کے عادی نہ تھے۔ اور اسکے سامنے آتے ڈرتے تھے"۔ عدالت خاص کے پریزیڈنٹ نے اپنی یادداشتوں میں ذیل کی باتیں لکھیں:-

نادر حسین شاہ میں ان جنگلی آدمیوں پر جو فوج کی ملازمت کے عادی تھے۔ اثر ڈالنے کی قابلیت کم تھی۔ اور وہ اس میں حد سے زیادہ سرگرم تھے لوگ اپنے آپ کو پیچھے رکھنے کے کوئی حقوق نہ سمجھتے تھے۔ ۱۲ فروری کو پٹواری نے بہت لڑھکا ان کی فہرست تیار کی۔ گورنمنٹ نے آدمیوں کی ایسی فہرست بنانے کی ہدایت کر رکھی تھی۔ جس میں ان کے رشتے اور عمریں لکھی ہوں۔ لہذا ۱۲ فروری کو لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ وہ فوج میں ضرور بھرتی کئے جائینگے۔ بس اس وقت سے شورش شروع ہو گئی"۔

خان احمد حسین خاں ریونیو اسسٹنٹ نے عدالت کے سامنے بیان کیا "میں نے یہ شکایت سُنی۔ کہ وہ مردوں کو ان کے گھر عورتوں کے سامنے برہنہ کر دیا کرتا تھا...... میں نے کوئی ایسی مثال تو نہیں سنی۔ کہ عورت کو کانٹوں سے تکلیف پہنچائی گئی ہو۔ لیکن یہ میرے سننے میں آیا کہ خاردار جھاڑیوں میں بند کر دیئے جاتے تھے۔ میں نے صرف ان چند ان واقعات کا حال سُنا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ کچھ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ یہ میں نے ذیلداروں اور دوسرے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زمینداروں سے سُنا ہے۔ ہزارہ میانی کے غلام محمد نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ کوڑا کوٹ میں اور ایک پٹھانوں کے گاؤں شاید گُرنا میں کچھ عورتوں سے بدسلوکی بھی کی گئی۔ میں نے یہ بھی سُنا ہے۔ کہ تحصیلدار کے ساتھیوں نے روپوش شدہ آدمیوں کی کھیتیوں کو چَروا دیا۔ اور ان کے گھر لوٹ لئے۔ میں نے سُنا ہے۔ کہ بوچہ کلاں کے شیر علی کے پاس تحصیلدار کا جمع کردہ پندرہ یا سترہ ہزار روپیہ بھی تھا۔ مجھے اطلاع دی گئی۔ کہ یہ روپیہ بھرتی میں رشوت لینے سے جمع کیا گیا تھا۔ اور میں نے یہ بھی سُنا ہے۔ کہ شیر علی نے اس روپے پر خود قبضہ کر لیا .... دیہاتیوں کی شکایات صرف بھرتی کے متعلق تھیں .... وہ بھرتی نہیں ہونا چاہتے تھے ...... میں نے کچھ دیر بعد یہ سُنا۔ کہ ماہ جون میں گنگلا پور کی دو عورتوں پر تشدد کیا گیا۔ تحصیلدار نے خود مجھے اطلاع دی۔ کہ چھپا نی دیہات کے بہت سے آدمی بھاگے ہوئے تھے۔ اس پر میں نے دیہاتیوں کی کھیتیاں چرانے سے کچھ دباؤ ڈالا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ روپوش شدہ آدمی واپس آ گئے۔ تحصیلدار کے پہنچنے سے پہلے ہی دیہاتی لوگ گاؤں سے جا چکے تھے۔" عدالت نے قدرتی طور پر اس امر سے اقرار کیا۔ کہ مرحوم کی بدسلوکی ثابت ہے۔ عدالت نے یہ لکھا۔ کہ ریونیو اسسٹنٹ خان احمد حسین خاں نے ہماری خاص خواہش پر وہ باتیں بیان کیں۔ جو اس نے تحصیلدار کے برتاؤ کے متعلق سنی تھیں۔ لیکن جو شہادتیں ہمارے سامنے پیش ہوئی ہیں۔ ان سے بحیثیت مجموعی یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وکیل سرکار نے جن واقعات کی رو سے اس امر کا اعتراف کیا ہے۔ کہ بھرتی جبری بھرتی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ ان واقعات کے سوا تحصیلدار کی بدسلوکی کی کوئی مثال پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکی۔" اس پر جو سرکاری کمیونک شائع ہوئی۔ اس میں لکھا ہے کہ اس نے لوگوں کی توہین نہیں کی۔ اور نہ اُن کے جذبات کو صدمہ پہنچایا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عدالت نے کوئی ایسا صحیح اور قطعی نتیجہ نہیں نکالا جس سے یہ بیان درست ہوتا ہو
برخلاف اسکے اگر گورنمنٹ کی یہ خواہش ہوتی - کہ ریونیو اسسٹنٹ کی بہم پہنچائی ہوئی
سنجیدہ معلومات کی بابت سچائی کو معلوم کرے - تو سرکار مقدمہ قتل کے علاوہ اس
تحصیلدار کے برتاؤ کے متعلق نہایت گہری تحقیقات کرتی +

ہم نے اس قسم کی کچھ شہادت جمع کی ہے - وہ چونکہ نہایت سخت قسم کی ہے اس
لئے ہم نے رپورٹ کے ساتھ شائع نہیں کی - مسٹر گاندھی اس شہادت کے جمع
کرنے کے ذمہ دار ہیں - اور وہ اس معاملے میں گورنمنٹ پنجاب سے خط و کتابت
کر رہے ہیں +

کہتے ہیں کہ اسی ضلع کے اندر ایک اور مقدمے میں ایک ہجوم ایک گاؤں کے
گرد جمع ہوا - اور اس نے سات آدمیوں کی گرفتاری پر مزاحمت کی - ان پر گولی
چلائی گئی - اور ان میں سے بہت سے ہلاک ہو گئے - مدعا علیہم کی طرف سے بیان
کیا گیا - کہ چونکہ لوگ بھرتی سے خوف زدہ تھے اس لئے انہوں نے مزاحمت
کی اس بیان کو عدالت نے مسترد کر دیا - لیکن مزاحمت کئے جانے اور گولی چلائے
جانے کے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ تشدد کے طریق استعمال کرنے کا
الزام صحیح ہے +

قسمت ملتان کی تحصیل کبیروالا میں کورٹ آف وارڈس کے ماتحت ایک
جاگیر کا منیجر قبیلہ ہیجی سے آدمی بھرتی کرنے کے لئے گیا - وہاں لڑائی ہوئی -
اور کچھ آدمی مر گئے - وکیل سرکار نے منیجر کے خلاف کوئی الزام نہیں لگایا -
لہذا یہ سوال باقی ہے - کہ وہ منیجر کیوں اس قبیلے کے آدمیوں کے پاس گیا اور
ان لوگوں نے کیوں اور کس بات پر مزاحمت کی ؟

اس امر کا جواب ان بھرتی کی فہرستوں سے مل سکتا ہے جو مسٹر مائیکل

اوڈوائر نے شائع کیں ضلع ملتان کی بھرتی کی فہرست دسمبر ۱۹۱۷ء کے آخر میں ۲۰۹۷ تک تھی - یا یوں سمجھو کہ ۴۸۶ مردوں میں سے ایک - نومبر ۱۹۱۸ء کے آخر میں یہ تعداد ۱۳۴۶۴ تک پہنچ گئی یعنی ۳۲ میں سے ایک - ایسا نمایاں فرق صرف جبر ہی کے ماتحت ممکن ہے - ڈپٹی کمشنر نے لکھا ہے کہ بعض آدمیوں کو مستثنیٰ کر کے سمجھ لینا چاہئے کہ ضلع کے بڑے بڑے آدمیوں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا - اپنے خاندان کے آدمیوں کو بھرتی کرانے کے بجائے انہوں نے چھوٹے درجے کے آدمیوں کو خریدنے یا مجبور کرنے کی کوشش کی - بعض صورتوں میں ان لوگوں نے جبر کے ایسے قابل اعتراض طریقے اختیار کئے جن سے امور عامہ میں خلل پڑا - بے شمار حالتوں میں اس امر کی کوشش کی گئی - کہ دھوکے سے دوسرے اضلاع اور دوسری قسموں کے آدمیوں کو اس ضلع کے آدمی ظاہر کر کے بھرتی کرایا جائے اور وہ اس کوشش میں کامیاب بھی ہو گئے - حالانکہ یہ طریق عمل گورنمنٹ کے حکم کے برخلاف تھا لیکن اس امر پر کوئی تعجب نہیں کہ سر مائیکل اوڈوائر کو مجبوراً اس طرح اظہار افسوس کرنا پڑا کہ جو لوگ بھرتی ہوئے تھے ان میں سے اکثر نے تنخواہ لی یا اپنی اپنی پلٹنوں سے بھاگ گئے - اور در اصل بہت کم ایسے ہونگے جنہوں نے میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ کیا۔"

قسمت انبالہ کے کمشنر نے رپورٹ کی - "کہ مقررہ تعداد پوری کرنے کیلئے لوگوں نے یہ قدرتی طریق اختیار کیا - کہ جوان آدمیوں کو بھرتی ہونے کے صلہ میں بڑی بڑی رقمیں دینے کے لئے چندہ جمع کیا جاتا - ایک رنگروٹ کی قیمت پانسو یا ہزار روپیہ قرار پائی۔"

ایک اور عام تجویز یہ تھی - کہ جن لوگوں کا چال چلن برا مشہور ہوتا انکی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مجبور کیا جاتا۔ کہ یا تو فوج میں بھرتی ہوجائیں۔ یا ضابطہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۰۹ و ۱۱۰ کے ماتحت نیک چلنی کی ضمانت مہیا کریں۔ عدالتہائے فوجداری کی رپورٹ بابت ۱۹۱۷ء میں لکھا ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں نے سال کے دوران میں بہت سا وقت بھرتی کے کام میں صرف کیا ہے۔ جن لوگوں سے مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۱۰ کے ماتحت ضمانتیں طلب کی جاتی تھیں۔ ان کی تعداد میں بہت ہی کمی واقع ہوگئی ہے۔ اسکی وجہ زیادہ تر یہی ہے۔ کہ فوج میں زبردست بھرتی ہوئی ہے ؎

ایک عہدہ دار سرکاری یارہ ضلع کرنال میں گیا۔ اور کچھ لڑکوں کو ترغیب دی گئی۔ کہ وہ اپنے آپ کو بھرتی کیلئے پیش کریں۔ ان میں سے ایک لڑکے کے باپ نے مجسٹریٹ صاحب کی منتیں کیں۔ کہ یہ میرا اکلوتا بچہ ہے۔ مجھ سے نہ چھینیئے۔ مجسٹریٹ نے ایک نہ سنی۔ آخر دونوں کو غصہ آگیا۔ اور لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ کچھ آدمی قانون تحفظ ہند کے ماتحت گرفتار کئے گئے۔ اور پانچ کو سزا کا مستوجب قرار دیا گیا۔ اپیل میں سزا اڑا دی گئی۔ فیصلے سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ عدالت نے مسٹر ہٹسن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے بعض بعض خاص احکام کے ماتحت یہ کارروائی کی تھی۔ جس عدالت میں اپیل کی گئی۔ اس نے فیصلے میں لکھا۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جو مختلف احکام وقتاً فوقتاً صادر کئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ اپیل کنندگان بھی اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے رنگروٹ مہیا کرتے۔ یا وہ خود بھرتی ہونے کے قابل ہوتے۔ تو انہیں چھوڑ دیا جاتا۔ بشرطیکہ اس گاؤں سے بیس رنگروٹ پورے ہوجاتے۔ جن کے لئے ابتداء میں اس گاؤں سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ فی الحقیقت وہ بیس رنگروٹ اس گاؤں میں سے بھرتی ہو بھی گئے تھے۔ مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صاحب تو خود انہیں طریقوں سے ہمیں رنگروٹ طلب کرتے تھے +

۱۹۱۷ء میں گوجرانوالہ میں جب سر مائیکل اوڈوائر نے بھرتی کے نتائج تسلی بخش نہ پائے۔ تو انہوں نے لوگوں کو ان کی کاہلی پر بہت لعنت ملامت کی سو اتفاق سے یا منشائے سرکاری سے اس وقت کے ڈپٹی کمشنر بدل گئے۔ ان کی جگہ کرنل او برائن آئے۔ اور بھرتی کا پیمانہ بلند ہو گیا + اس نتیجے کا خلاصہ سر مائیکل اوڈوائر نے اگست ۱۹۱۸ء کے ایک دربار بمقام گوجرانوالہ میں یوں فرمایا: "اب سے ایک سال پہلے گوجرانوالہ کے صرف ۳۳۸۸ آدمی فوج میں تھے۔ یعنی ساری مردوں کی آبادی کے ہر ڈیڑھ سو میں سے صرف ایک آدمی لیکن ماہ گذشتہ کے آخر میں یہ تعداد ۱۱۷۶۵ تک پہنچ گئی۔ جس کا تناسب یوں ہے کہ پوری مردوں کی آبادی کے ہر چوالیس میں سے ایک اور فوجی عمر کے ہر چودہ آدمیوں میں سے ایک کے حساب سے لوگ بھرتی ہوئے + یوں گویا ایک سال کے عرصے میں آپ لوگوں نے ساڑھے آٹھ ہزار آدمی بھرتی کرا دیئے۔ کامیاب ترتیب تنظیم کی یہ ایک شاندار مثال ہے۔ اور یہ آپ لوگوں کی قابل تعریف ڈسٹرکٹ وار لیگ کی انتھک کوششوں اور سرگرمیوں کا نتیجہ ہے۔ جس نے آپ کے ڈپٹی کمشنر کرنل او برائن اور اسکے نائبین کی موثر اور سرگرم رہنمائی اور ڈویژنل ریکروٹنگ آفیسر میجر بارنس اور اسکے عملہ بھرتی کی امداد و اعانت سے یہ کام کیا +"

یہ نتیجہ اُن طریقوں سے حاصل کیا گیا تھا جن کی تشریح گوجرانوالہ۔ مانانوالہ چوہڑ کانہ۔ حافظ آباد اور دیگر مقامات کے عینی گواہوں سے ہم تک پہنچی ہے ہم نے بیشمار ایسے بیانات جمع کئے اور ضمیمہ میں چھاپ دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک خاص بیان کا ایک اقتباس ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ سردار خاں نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جو رتالی ضلع گوجرانوالہ کے ایک چک کا مالک ہے۔ مسٹر لابھ سنگھ ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا کے سامنے جنہیں ہم نے خاص طور پر شہادتیں جمع کرنے کیلئے مقرر کیا تھا۔ یہ بیان کیا:-

"تحصیلدار فروری ۱۹۱۹ء میں ہمارے گاؤں میں آیا۔ رات کے وقت ڈھول بجا کر مشتہر کیا گیا۔ کہ صبح کو سب لوگ گاؤں کے دائرے میں حاضر ہوں۔ چونکہ فصل کے دن تھے اور لوگ اس بات سے بھی خوف زدہ تھے۔ کہ کہیں جبراً بھرتی نہ کر لئے جائیں۔ اسلئے بہت کم لوگ صبح کو حاضر ہوئے اس پر تحصیلدار نے کوئی سات یا آٹھ آدمیوں پر جرمانہ کیا۔ جرمانہ کی کل رقم سولہ سو روپیہ تھی۔ پھر لوگوں کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ صدر مقام گوجرانوالہ میں حاضر ہوں جو گاؤں سے ۱۸ میل دور ہے۔ جب لوگ تاریخ مقررہ پر وہاں پہنچے۔ تو انہیں ایک قطار میں کھڑا کیا گیا۔ اور سات جوان آدمی ان میں سے چن لئے گئے۔ یہ سب کچھ تحصیلدار نے کیا اور لوگوں کو گالیاں دی گئیں۔ پیٹا گیا اور کہا گیا۔ کہ ان کو رکروٹ لیا گیا۔" (بیان نمبر ۲۳۴)

سردار سنت سنگھ وکیل لائلپور بھرتی اور قرضہ جنگ کے طریقوں کا خلاصہ یوں بیان کرتے ہیں:-

"اس ضلع میں قرضہ جنگ جبراً عائد کیا گیا خطابات کے خواہشمندوں نے اپنے اعزاز حاصل کرنیکے لئے عوام الناس سے قرضہ جنگ جمع کرنا شروع کیا۔ تین روپے فی مربعہ کے حساب سے عام طور پر زبردستی عائد کیا گیا اس ٹیکس کی تاریخ بہت دلچسپ ہے۔ تجویز کی گئی کہ ہر مربع دار تین روپے یعنی ایک ایکڑ زمین کی قیمت گورنمنٹ کو دے۔ کسی مربع دار سے مشورہ نہیں لیا گیا۔ یہ تجویز خطابات کے خواہشمند لوگوں کی طرف

سے کی گئی تھی۔ مقامی حکام نے تو اسے منظور کر لیا۔ لیکن مقامی گورنمنٹ نے اس میں ترمیم کی۔ وہ ترمیم یہ تھی۔ لوکل گورنمنٹ اس روپیہ کو عطیے کے طور پر نہیں بلکہ قرضے کے طور پر قبول کرے گی۔ اور اس کا سود چندہ دینے والے افراد کو نہیں دیا جائیگا۔ بلکہ گاؤں کی افزائش پر صرف کیا جائے گا۔

"اتم سنگھ چک ۲۶ گ ب" اس نے جب اس ٹیکس کے ادا کرنے میں پہلوتہی کی۔ تو وہ ایک جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن جب اس نے وہ روپیہ ادا کر دیا تو مقدمہ واپس لے لیا گیا۔

امپیریل وار ریلیف فنڈ۔ دس روپے فی مربع کے حساب سے عائد کیا گیا۔ لوگوں نے ادا کر دیا۔ کیونکہ اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔ نمبرداروں سے کہا گیا تھا۔ کہ اگر تم رنگروٹ بھرتی نہ کراؤ گے۔ تو حقوق نمبرداری ضبط کر لئے جائینگے بہت سے فی الواقع موقوف کر دیئے گئے۔ اس طرح ایک رنگروٹ کی قیمت پانسو روپیہ تک پہنچ گئی۔ پولیس لوگوں کو حفظ امن کے لئے گرفتار کرتی تھی۔ مجسٹریٹ ضمانت لینے سے انکار کر دیتا تھا۔ آخر وہ حوالات میں پڑے پڑے تھک جاتے تا آنکہ وہ رنگروٹ بھرتی کرانے پر راضی ہو جاتے۔ جو ملزم اپنے آپ کو بھرتی کرانے پر راضی ہو جاتا۔ اس کا مقدمہ فوجداری واپس لے لیا جاتا تھا۔ (بیان ۵۱۱) اس طرح گویا سرمائیکل اوڈوائر نے پنجاب کو زندگی کے سانچے میں ڈھال دیا۔ اور پنجابیوں کو اس قابل کر دیا۔ کہ وہ ایکدوسرے کو اس طرح اپنا عزیز و قریب سمجھیں۔ کہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہ سمجھا تھا۔ لہذا جب اپریل ۱۹۱۹ء آیا۔ اور اس نے پنجاب کی یکدلی اور ہندوستان کی یک دلی کا مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ تو وہ پاگل ہو گیا۔ اور ۷ اپریل کو وہ مجنونانہ تقریر کی جسکے اقتباسات ہم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پیش کر چکے ہیں + وہ ایک زبردست کوشش کرنا چاہتا تھا - اور اس نے کی -
تاکہ وہ اس روحِ قومی کو جسے اس نے اپنے تشدد آمیز عہدِ حکومت میں غلامی
کی زنجیروں سے جکڑ رکھا تھا - اور جو اب آزاد ہونے کے لئے جد و جہد کر
رہی تھی - اپنے پاؤں کے نیچے کچل ڈالے - اسے لیڈروں کی ہر تقریر میں
خطرے کی بو آتی تھی - اور ہر مجمع میں سازش کا سراغ دکھائی دیتا تھا -
چنانچہ اس نے ایک خود فراموشی کے عالم میں ڈاکٹر ستیہ پال - ڈاکٹر کچلو
اور مسٹر گاندھی کے خلاف احکام صادر کر دیئے + اسے ضرور معلوم ہوگا -
کہ اس کا نتیجہ صرف یہی ہو سکتا ہے - کہ جو لوگ اسکے طرز حکومت سے جلے ہوئے
ہیں - ان کا غصہ اور بھی بھڑکے گا - ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے - کہ اس نے
لوگوں کو خلاف قانون حرکات کرنے کی دعوت دی - تاکہ وہ انہیں کچل سکے
ضمیمہ میں شہادت سے ظاہر ہوتا ہے - کہ اس نے پنجابیوں کو اتنا دبایا
ہے - کہ ان کے غصے نے خوفناک صورت اختیار کر لی - اور ان میں ضبط
کا یارا نہ رہا - انہوں نے اس کی بہت گراں قیمت ادا کی ہے - لیکن انہوں
نے تعجب انگیز سرعت کے ساتھ خود ضبطی دوبارہ حاصل کر لی - اور وہ ان
مصیبتوں کی آگ سے جسکے وہ زیادہ تر مستحق نہ تھے - پاکیزہ ہو کر نکلے ہیں - اور
انہوں نے اس ہوشمندی کی سند حاصل کی ہے - جو سر مائیکل اوڈوائر
نے انہیں دی تھی +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فصل سوم

رولٹ بل

پچھلے باب سے یہ امر کافی طور پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ پنجاب کے لوگوں کو مقامی حکومت کی طرف سے مختلف قسم کے برتاؤ سے سوئیاں چبھوئی جاتی تھیں۔ اور چونکہ حکومت ان سے نفرت کرتی تھی۔ اس لئے لوگوں کے طبعی وحقیقی لیڈروں یعنی تعلیم یافتہ طبقوں کے لئے عام آبادی پر قابو رکھنا قریب قریب ناممکن ہو گیا تھا۔ یہ صورت حال تھی۔ کہ اتنے میں رولٹ کے مسودہ ہائے قانون پنجاب پر نازل ہوئے +

یہ تو امر مسلمہ ہے۔ کہ جب یہ دو بل شائع ہوئے ہیں۔ تو پنجاب میں انقلابی جرائم بہت کم تھے۔ بلکہ بالکل نہ تھے۔ اور فی الحقیقت ایسے جرائم کا اثر بنگال اور پنجاب کے سوا ہندوستان کے اور کسی حصے میں بھی باقی نہیں تھا۔ بنگال میں ایسے جرائم کرنے والی پارٹی اس وقت پیدا ہوئی۔ جبکہ تقسیم بنگال پر لوگوں کی ناراضگی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ پنجاب میں یہ جرائم مقامی گورنمنٹ کی مختلف کارروائیوں کا نتیجہ تھے۔ جن سے لوگ سخت غیر مطمئن ہو گئے۔ اور جب کینیڈا کے سکھوں سے سخت بدسلوکی کی گئی۔ تو اس بے اطمینانی نے بہت شدید صورت اختیار کر لی انہوں نے اپنی بے اطمینانی سے۔ چند مقامی آدمیوں کو بھی متاثر کیا۔ اور جب کوماگاٹا مارو پر تارکان وطن واپس آئے اور ان

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

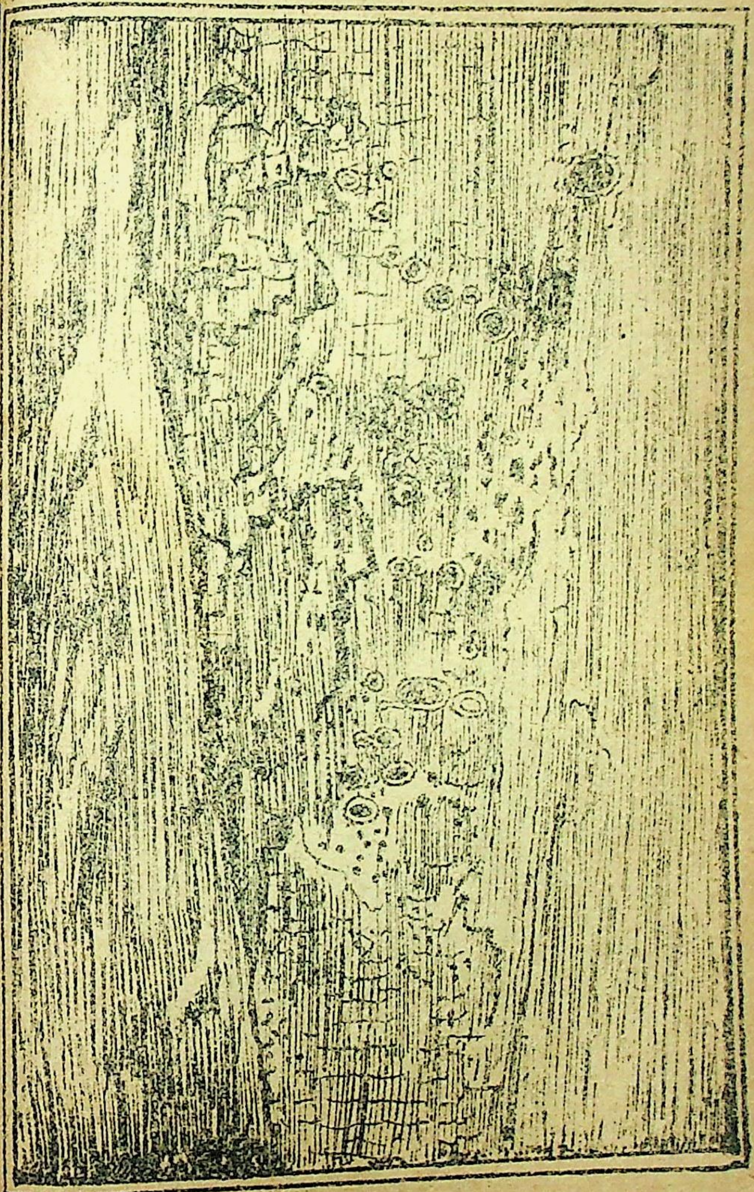
کے ساتھ زبردست دخل اندازی کی گئی۔ تو وہ بے اطمینانی کمال کو پہنچ گئی۔ ہر حالت میں مجرمانہ حرکت کے وجوہ صاف اور واضح تھے۔ اور ہماری رائے میں ان کا تدارک اور علاج ہو سکتا تھا۔ بہرطور پنجاب اور بنگال دونوں صوبوں میں افعال مجرمانہ کا یک قلم انسداد ہو گیا۔ کیونکہ گورنمنٹ نے ان اختیارات کے ماتحت جدوجہد کی۔ جو اسے قانون تحفظ ہند کے رو سے حاصل ہو چکے تھے۔

یہ قانون ان انقلابی شورشوں کے تدارک کیلئے ایک تدبیر ضروری کے طور پر جاری کیا گیا تھا۔ جن شورشوں کا خطرہ دوران جنگ میں رہا کرتا تھا۔ ایسے اختیارات کے استعمال کو سمجھنا ایسی حالت میں ممکن ہے۔ جبکہ تمام [illegible] سامان جنگ ہندوستان سے فرانس اور عراق عرب کو جا چکا تھا۔ ہندوستان کا اندرونی امن زیادہ تر عوام کی وفاداری اور امن پسند طبیعت پر منحصر تھا۔ محکمہ انتظامی جب غیر معمولی اختیارات اپنے ہاتھوں میں لیتا ہے۔ تو وہ [illegible] کی طرح ایک پولیس مین کو شاید چار آدمیوں کے برابر کام کرنے کے قابل بنا دیتا ہے۔ لیکن یہ ایسی حالت میں ہوتا ہے۔ جبکہ رعایا کی آزادی چھین لی جائے اور اسے ان حقوق اور [illegible] سے محروم کر دیا جائے۔ جو پولیس کی کارروائی میں داخل ضابطہ ہیں۔ اسلئے جب لڑائی رک گئی۔ تو لوگ قانون تحفظ ہند کی منسوخی کی توقع کرنے لگے انہیں نے بہت زیادہ توقع کی۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ گورنمنٹ نے یہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ یہ قانون صرف اصلی ضرورت کی حالت میں استعمال کیا جائے گا۔ اور سیاسی تحریکات کا گلا گھونٹنے یا قومی کام کرنے والوں کی حرکات و سکنات کا روکنا اسکا مدعا نہیں لیکن تاہم یہ قانون سیاسی آزادی کو مقید کرنے کی غرض سے استعمال کیا گیا۔ ہم اور کسی معاملے کا ذکر نہیں کرتے۔ یہی کہہ دینا کافی ہے۔ کہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وہ قانون مسز بسنٹ اور انکے اتقا کو نظر بند کرنے کیلئے استعمال کیا گیا۔ کیونکہ وہ لوگ انڈین ہوم رول کی تحریک کو اسکی انتہائی شکل میں پیش کرتے تھے۔ مسز بسنٹ کے سخت سے سخت دشمن بھی یہ نہیں کہ سکتے۔ کہ اس تحریک میں ان پر کسی قسم کی مجرمانہ حرکت کا گمان بھی کیا جا سکتا ہے۔ لہذا عوام گورنمنٹ کی طرف سے بالکل بے اعتماد ہو گئے تھے۔ اور اُمید کرتے تھے۔ کہ ہندوستان کی بے نظیر جنگی خدمات کو اور اگست ۱۹۱۷ء کے اس اعلان کو مد نظر رکھکر جس میں ایسی اصلاحات کی پیشینگوئی کی گئی تھی۔ جو ذمہ وار گورنمنٹ تک پہنچا دینے والی ہیں اس قانون کو منسوخ کر دیا جائے گا۔ اور لوگ خفیہ پولیس کے محکمے کی ناگوار توجہات سے نجات پائینگے۔

لہذا جب یہ دو بل اور اُن پر بلا کی طرح آن پڑے۔ تو وہ نہایت متعجب ہوئے۔ حضور وائسرائے نے جس تقریر کے ساتھ یہ بل پیش کئے اس سے اور بھی شور مچا۔ کیونکہ اس تقریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ سول سروس کے برطانی عنصر نے اصلاحات کے ماتحت اپنی سلامتی کے متعلق جو خطرے ظاہر کئے تھے۔ ان کا جواب دینے کیلئے یہ بل تجویز کیا گیا ہے۔ مہاتما گاندھی نے جب اپنی ستیاگرہ کی تحریک پیش کی۔ تو مندرجہ ذیل مراسلات اخباروں میں بھیجی اس مراسلت میں انہوں نے ہندوستان کی پوزیشن کو واضح کر دیا:۔

جناب من۔ میں عہد نامہ ستیاگرہ بابت رولٹ بل اس خط کے ساتھ ملفوف کرتا ہوں۔ یہ قانون غالباً ہندوستان کی تاریخ میں نہایت اہم ہے میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس پر سرعت کے ساتھ نظر نہیں ڈالی گئی۔ ذاتی طور پر میں نے اس پر غور کرنے میں بہت سی راتیں جاگتے کاٹ دی ہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں نے کوشش کی۔ کہ میں کسی طرح گورنمنٹ کی پوزیشن کو حق بجانب قرار دوں
مگر میں نے ان غیر معمولی بلوں کی تائید کی کوئی معقول وجہ نہ پائی۔ میں نے
رولٹ کمیٹی کی رپورٹ پڑھی ہے۔ میں اس رپورٹ سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں
کہ پوشیدہ جرائم ہندوستان کے دور افتادہ اور بہت چھوٹے چھوٹے حصوں
اور لوگوں کے نہایت چھوٹے گروہ پر محدود ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ایسے
لوگوں کی موجودگی سوسائٹی کے لئے باعث خطرہ ہے۔ لیکن یہ اس سے بھی
زیادہ خطرے کی بات ہے۔ کہ سارے ہندوستان اور اسکے لوگوں کیلئے
ایسے قوانین پاس کر دیئے جائیں۔ اور گورنمنٹ کو ایسے اختیارات سے مسلح کر
دیا جائے جنہیں اس صورت معاملات سے کوئی نسبت نہیں۔ جس کا تدارک
مد نظر ہے۔ کمیٹی نے ایک تاریخی حقیقت کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ کہ
کروڑوں ہندوستانی ایسے بھی ہیں جو دنیا بھر میں سب سے زیادہ شریف
حلیم ہیں +

اب ان بلوں کی ترتیب دیکھو جہاں ان مسودوں کا تعارف کرایا گیا ہے
وہاں حضور وائسرائے نے سول سروس اور برطانی تجارتی خواہشات کے متعلق
بعض امور کا یقین دلایا ہے۔ ہم میں سے اکثر کو حضور وائسرائے کی تقریر کے
متعلق سخت بدگمانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور میں صاف صاف اس امر کا اعتراف
کرتا ہوں۔ کہ میں اس تقریر کا پورا پورا مدعا و منشا نہیں سمجھا۔ اگر اسکا مطلب
یہ ہے۔ کہ سول سروس اور برطانی تجارتی خواہشات کو ہندوستان کی
خواہشات اور اس کی سیاسی و تجارتی ضروریات پر ترجیح دی جائے گی
تو کوئی ہندوستانی اس اصول کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس کا نتیجہ یہی ہوگا
کہ سلطنت کے اندر ایک ایسی کشمکش پیدا ہو جائے گی جس میں گویا بھائی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو بھائی قتل کریگا۔ اصلاحات ہوں یا نہ ہوں اس وقت فوری ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اس ضروری تجویز پر ایک مناسب اور منصفانہ سمجھوتا ہوجائے + اس میں کسی طرح کے ہلکے بنانے سے حقیقی تسلی نہیں پیدا ہوسکتی۔ عظیم الشان سول سروس کارپوریشن یہ سمجھ سکے۔ کہ وہ ہندوستان کے اندر اسی حکومت میں رہ سکتی ہے۔ کہ نام ہی نہیں۔ بلکہ کام میں ہندوستان کے متعلق ہدایات بن کر رہے۔ اور برطانی تجارتی کوٹھیوں والے بھی یہ سمجھ سکیں۔ کہ وہ ہندوستان میں صرف ہندوستان کی قسمتی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے ٹھیر رہ سکتے ہیں اسلئے نہیں کہ اس ملک کی صنعت و حرفت اور تجارت کو تباہ کریں اور رولٹ ایکٹ کی بجائے وہ تدابیر تمہارے پاس موجود ہیں جن کے ذریعہ کہتا ہوں کہ ان تدابیر سے سلطنت کے خلاف ہر سازش کا تدارک کامیابی سے کیا جا سکیگا +

سر جارج لونڈس نے رائے عامہ کی تعریف کی ہے کہ آگ پر اوپر تیل ڈالا ہے۔ وہ تاریخ ہند بھول گئے ہیں۔ ورنہ انہیں معلوم ہوجاتا۔ کہ جن کی گورنمنٹ کے وہ بانی ہوئے ہیں۔ وہ اب سے پیشتر اپنی قائم کردہ راستے کو رائے عامہ کی طاقت کے سامنے مغلوب قرار دے چکی ہے +

اب یہ تو آسانی سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ میں ان ایکٹوں کو ملک سے کرنے والی جماعت کی ایک مرض بیماری کی واضح علامت کیوں سمجھتا ہوں اس لئے ضرور ہے۔ اس بیماری کا علاج کسی حکمت عملی سے کیا جائے۔ مغلوب الغضب اور تعلیم یافتہ نوجوان جو ان ایکٹوں کے تحت پیچھے ہوئے تھے اور ان کے تعداد کی کیفیات سے بیقرار ہوجاتے تو وہ اسکا یہی علاج قرار دیتے۔ کہ خفیہ طور پر مجرمانہ حرکات شروع کردیتے

اِن بِلوں سے سلطنت کے خلاف نفرت بدگمانی شدید صورت اختیار کریگی اور بے شبہ اسکا لازمی نتیجہ افعال مجرمانہ ہی ہوگا۔ ہندوستان کے عہد لینے والے ہر قسم کی مصیبت برداشت کرنیکا مصمم ارادہ کرکے اس گورنمنٹ کی خدمت میں جس سے وہ ہرگز بدعقیدہ نہیں ہیں ایک زبردشت اپیل کریں۔ اور ان لوگوں کو جو افعال مجرمانہ ہی کے زور کو شکایات کے تدارک کرانے کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ایک حتمی علاج مہیا کریں۔ بلکہ ایک ایسا علاج جو استعمال کرنے والے کے لئے بھی باعث برکت ہے۔ اور اسکے لئے بھی جس کے خلاف استعمال کیا جائے۔ اگر عہد لینے والے اس علاج کا استعمال سمجھ جائیں تو مجھے اس سے کسی ضرر کا خوف نہیں۔ میں ان لوگوں کی قابلیت میں شک نہیں کرتا۔ انہیں پہلے یہ قطعی طور پر معلوم کر لینا چاہیئے۔ کہ آیا بیماری اتنی کافی شدید ہے۔ کہ جس کا علاج بھی شدید ہی مناسب ہو۔ اور آیا تمام معتدل دوائیں آزمائی جاچکی ہیں۔ انہوں نے اس امر کے متعلق اپنا اطمینان کر لیا ہے۔ کہ بیماری کافی شدید ہے اور معتدل علاج سب نہایت ناکامیاب ہوئے ہیں۔ میں باقی ہر بات کو دیوتاؤں کی گود کے حوالے کرتا ہوں۔

میں ہوں تمہارا خادم
دستخط (ایم کے گاندھی)

مسٹر گاندھی نے اوپر جس عہدنامہ ستیاگرہ کا حوالہ دیا ہے۔ ہم اس کا مضمون ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

ضمیر کی رہنمائی کے مطابق ہماری یہ رائے ہے۔ کہ مسودات قانون جو مسودہ قانون فوجداری ہند (ترمیم) نمبرا سنہ ۱۹۱۹ء اور مسودہ قانون فوجداری (اختیارات فوری) نمبر ۲ سنہ ۱۹۱۹ء کے نام سے مشہور ہیں۔ غیر منصفانہ۔ آزادی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور انصاف کے اصولوں کو تباہ کرنیوالے اور افراد کے ان ابتدائی قلعوں کو برباد کرنے والے ہیں۔ جن پر بحیثیت مجموعی قوم کی اور سلطنت کی بھی سلامتی مبنی ہے۔ ہم نہایت متانت سے یہ عہد کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ بل قانون بن گئے۔ تو جبتک یہ منسوخ نہ کردیئے جائیں گے۔ ہم سول طریق پر اُن قوانین اور اور ایسے قوانین کی (جن کے متعلق ایک قائم ہونے والی کمیٹی مناسب خیال کریگی) تعمیل سے انکار کرینگے۔ اور ہم یہ بھی عہد کرتے ہیں۔ کہ اس جدوجہد میں ہم نہایت وفاداری کے ساتھ سچائی کی پیروی کرینگے۔ اور کسی کی جان۔ کسی کی ذات یا جائیداد پر حملہ کرنے سے باز رہینگے"

اب ہم حتی الامکان مختصر طور سے بل ۲ پر جو رولٹ ایکٹ کے نام سے مشہور ہے۔ تنقیح کرنا چاہتے ہیں۔ ہم بل ۱ پر بحث نہیں کرینگے۔ کیونکہ اسکے متعلق واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے اسے نامنظور کردیا ہے۔ اس ایکٹ کا مشہور نام اس سڈیشن کمیٹی کے پریذیڈنٹ کے نام پر ہے جو گورنمنٹ ہند نے ۱۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۷ء کو مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی کے پریذیڈنٹ مسٹر جسٹس رولٹ تھے اس کمیٹی کے قائم کرنے کے دو مقاصد تھے۔ (۱) ان مجرمانہ سازشوں کی ہئیت و وسعت کے متعلق تحقیقات اور رپورٹ کرنا جن کا تعلق ہندوستان میں انقلابی تحریک کے ساتھ تھا۔ (۲) اُن مشکلات کی تنقیح اور ان پر غور و خوض کرنا۔ جو ایسی سازشوں کے تدارک میں پیش آئیں۔ اور اگر ضروری ہو۔ تو کسی ایسے قانون کے وضع کرنے کا مشورہ دینا جس سے گورنمنٹ اُن سازشوں کا انسداد و قرار واقعی کرسکے۔ کمیٹی کو ہدایت کی گئی تھی۔ کہ بند کمرے میں بیٹھے۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ ۱۵۔ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء کو پیش کی۔ اگر لاہور کے چار اجلاسوں کو علیحدہ کردیا جائے۔

تو اس کمیٹی نے اپنے سب اجلاس کلکتہ ہی میں منعقد کئے۔ مسٹر جسٹس رولٹ
نے اس ابتدائی مراسلات میں جس کی مخاطب گورنمنٹ ہے۔ یہ لکھا ہے:۔
"چونکہ ہمارے تقرر کے وقت ہدایت کی گئی تھی۔ کہ بند کمرے میں بیٹھنا۔ لہذا
ہم نے ہر موقع پر اس حکم کی تعمیل کی۔ عوام کو ابتک معلوم نہیں۔ کہ کمیٹی
کے سامنے کس قسم کی شہادتیں دی گئیں۔ اور گواہوں کے نام کیا تھے +
چونکہ عوام کی نمائندگی کمیٹی کے روبرو بالکل نہیں ہوئی لہذا قدرتی طور سے
گواہوں پر پبلک کی طرف سے جرح نہیں کی گئی +

یہ تھا اس کمیٹی کی سفارشات کا نتیجہ تھے۔ ہم نے اس رپورٹ اور اسکی
سفارشات کو پڑھا ہے۔ چونکہ یہ سفارشات ایسے حالات کے تدارک کیلئے
کی گئی تھیں۔ جو اس وقت موجود نہ تھے۔ لہذا ان کا سمجھنا آسان کام نہیں ہے
ہمیں کمیٹی کی یہ دلیل معلوم ہوتی ہے۔ کہ قانون تحفظ ہند یا ایسے کسی قائمقام
قانون کے بغیر اس امر کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ کہ حرکات مجرمانہ نہ ہونگی
اس دلیل میں دو ایسی باتیں ہیں۔ جو فرض کر لی گئی ہیں۔ اول یہ کہ سخت قانون
محض اس لئے ضروری نہیں۔ کہ کسی انقلابی جرم کی سرکوبی کی جائے۔ بلکہ اس
لئے ضروری ہے۔ کہ ایسے قانون کے نفاذ کے دوران میں دو جرم سرزد ہوتے
دوم یہ کہ اس وقت بھی ایسے لوگ موجود تھے۔ جن پر انقلاب پسند ہونے
کا شبہ ہو سکتا تھا +

ہم اول بات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بدی کا دیوالہ نکل چکا۔ ورنہ ناکامی
کا اعتراف ہوتا ہے۔ اور دوسری بات اگر سچ ہے۔ تو وہ یوں سانہ ناقابلیت
ظاہر کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ سخت قوانین کے مطالبے کے یہ معنی ہیں
کہ گورنمنٹ عوام کی مرضی کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ نہیں۔ یا دوسرے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لفظوں میں یوں کہو۔ کہ ان کی مرضی کے خلاف اُن پر حکومت کر رہی ہے۔ آنریبل شاستری نے رولٹ بل کے پیش ہونے کے وقت اپنی قابل یادگار تقریر میں یہ نکتہ واضح طور پر بیان کر دیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ اگر کسی مسلمہ انارکسٹ کو سیاسی رعایات مطمئن نہ بھی کر سکیں۔ جب بھی امن قائم رکھنے کا سیدھا اور سچا طریق یہی ہے۔ نہ کہ سختی۔ اسکے بعد انہوں نے کہا کہ "چونکہ انارکسٹ بدقسمتی سے دماغی جنون کی حالت میں گرفتار ہوتا ہے۔ تو اس لئے کیا ہمیں یہ کہنا چاہیئے۔ کہ چونکہ یہ لوگ سیاسی رعایتوں سے مطمئن نہیں ہو سکتے لہذا ہم ان کا خیال بھی نہ کرینگے۔ اور ہم ان پر قانون کا قاعدہ استعمال کرینگے میرا خیال ہے۔ کہ یہ ایسا طریقہ نہیں ہے۔ جس پر کہ کوئی معقول مدبر کام کرے ہمیں چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کو قابل اطمینان سیاسی آزادی کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ صرف انارکسٹ ہی نہیں۔ جن کو اطمینان دلانے کی ضرورت ہے۔ عام صورت حالات ہی اس بدنظمی کی پرورش کا باعث ہوتی ہے۔ جس کا علاج ہم سوچ رہے ہیں۔ اور جب انارکسٹ کو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ان سے کوئی ہمدردی نہیں کرتا۔ اور وہ ایسی زمین میں اپنے زہریلے اصولوں کی اشاعت نہیں کر سکتے۔ جہاں اطمینان اور سیاسی خوشحالی موجود ہو۔ تو خواہ قانون کا طول طویل بازو انہیں نہ پکڑے۔ وہ خود بخود ہی نابود ہو جائینگے۔

جب یہ کہا گیا۔ کہ اس مسودہ قانون سے بے گناہ لوگوں کو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تو آنریبل مسٹر شاستری نے جو الفاظ کہے۔ وہ یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے کہا:-

"جو برا قانون ایک دفعہ پاس ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے لوگوں ہی کے خلاف استعمال نہیں کیا جاتا......... خطرہ کے وقت خواہ وہ خطرہ کسی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بہت چھوٹے سے واقعہ ہی سے پیدا ہوا ہو۔ میں جانتا ہوں۔ بہت سی گورنمنٹوں
کو عقل نے جواب دے دیا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ایک خطرے کا زمانہ لایا جا رہا
ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ ہم میں سے بلند ترین سیرت کے آدمی۔ شریف ترین
ہندوستانی مشتبہ قرار دیئے جائینگے۔ اور انہیں ہر وقت سی۔ آئی۔ ڈی کی
تشریف آوری کا کھٹکا لگا رہے گا .... جب گورنمنٹ کوئی سختی کی
پالیسی اختیار کرتی ہے۔ تو بے گناہ محفوظ نہیں رہتے۔ میرے جیسے آدمیوں
کو بے گناہ خیال نہیں کیا جائیگا۔ اس وقت بے گناہ وہ ہوگا۔ جو سیاسیات
میں حصہ نہ لینے کی قسم کھائے گا۔ نہ وہ کسی عام تحریکات میں کوئی حصہ نہ
لیگا۔ اپنے گھر میں گوشہ نشین رہے گا۔ نمازیں پڑھیگا۔ ٹیکس ادا کریگا۔ اور
اپنے اردگرد کے تمام سرکاری عہدہ داروں کو سلام کریگا۔ جو شخص سیاسیات
میں دخل دے گا۔ کسی مقصد عامہ کے لئے چندہ جمع کرتا پھریگا۔ یا کسی عام
جلسے میں تقریر کریگا۔ وہ مشتبہ ہو جائے گا۔ میں ہمیشہ حد پر رہتا ہوں۔
لہذا اگر اور کسی وجہ سے نہیں۔ تو ذاتی وجہ سے یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر اس قسم
کے سخت اختیارات انتظامی افسروں کے ہاتھوں میں دیئے گئے۔ تو وہ صرف
شریروں ہی کو نقصان نہ پہنچائینگے۔ اس سے اچھوں اور بروں دونوں کو
ضرر پہنچیگا۔ عام قومی روح اس قدر کم ہو جائے۔ اور ملک میں سیاسیات
کا لہجہ اس قدر نرم پڑ جائیگا۔ کہ ذمہ دار گورنمنٹ کے متعلق تمہاری سب
بات چیت محض مذاق اور دل لگی بن جائے گی۔ تم اپنی کونسلوں کو بڑھا لو۔
تم وسیع حلقہ ہائے انتخاب قائم کر لو۔ لیکن جو لوگ تمہاری کونسلوں کو پُر
کرینگے۔ وہ محض خوشامدی ٹٹو اور کمزور آدمی ہونگے۔ اور دفتری حکومت
والے اس قسم کے سخت قانون سے مسلح ہو کر ایک جمہوری حکومت کی سی ظاہری

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شکل کے ماتحت بے روک ٹوک حکومت کرینگے۔ اچھا ہم سب شریروں کو سزا دینے
کے خواہشمند ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا۔ کہ شرارت بے سزا
کے چھوٹ جائے۔ لیکن .... شریروں کو بھی بعض طریقوں سے
سزا دینی چاہیئے۔ جب سکیفنگٹن گولی سے ماردیا گیا۔ تو مجھے یاد ہے۔ کہ ساری
دنیا کو رنج ہوا تھا+ .... اب زمانہ جنگ میں بھی جبکہ انسانیت
کا دل ہیجان اور خطرے سے دھڑکتا ہے۔ اور جبکہ کسی شخص کو سوائے اسکے
اور خیال نہیں آتا۔ کہ دشمن پر کیونکر فتح پائیں۔ اس وقت بھی مائی لارڈ
جنگ کے کچھ قوانین ہوتے ہیں۔ تمہیں یہ کھیل کھیلنا ہے .... جب
باہر کسی ملک میں مجرم موجود ہوں۔ تو بعض طریقے ہی ہیں۔ جن سے انہیں اندراج
کے لئے بلانا چاہیئے۔ تم کو یہ نہیں چاہیئے۔ کہ انہیں چت کردو۔ اور انہیں ایسے
طریقوں سے سزا دو جس سے روح انصاف کو صدمہ پہنچے۔ ایسے طریقوں
سے جن سے بے گناہ یہ محسوس کرنے لگے۔ کہ اس سرزمین میں کوئی قانون
نہیں۔ اور ایسے طریقوں سے جن کی وجہ سے دیانتداری۔ نیکی اور رفاہ عام
کے لئے کام ناممکن ہوجائیں۔ ایسے حالات میں شرارت کے مٹانے کے لئے
بھی جس قیمت کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ وہ بہت گراں ہوتی ہے۔ ....
چند بدمعاشوں کا ملک سے باہر نکل جانا بدرجہا اچھا ہے۔ اس امر سے۔ کہ
ایک دیانتدار آدمی ملک کے کسی قانون کے ڈر سے اپنے گھر میں بند رہے
ان کاموں سے اجتناب کرے۔ جن میں مصروف رہنا اس کی فطرت میں
داخل ہے۔ اور صرف اس وجہ سے کہ ملک میں ایک خوفناک قانون نافذ ہے۔
سب سیاسی اور پبلک کاموں سے کنارہ کشی اختیار کرلے +

مسٹر ولیم ونسنٹ نے یہ کہا تھا۔ کہ جو بل میں پیش کررہا ہوں۔ اس کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مقصد سرکوبی نہیں - بلکہ سیاسیات کی اصلاح و پاکیزگی ہے"۔ مسٹر شاستری نے
اس اچھے مدعا کی تعریف کی - لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا "آہ - اگر اس دنیا میں اچھے
ارادے ہمیشہ پھولتے پھلتے - تو بہت ہی اچھا ہوتا .... سیاسی
اور معاشرتی دونوں قسم کے وضع قوانین کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری ہوئی
ہے - کہ اچھے ارادوں کا غلط استعمال کیا گیا - جو قوانین مفلسی کے علاج کے لئے بنائے
گئے تھے - انہوں نے مفلسی کو اور بھی شدید کر دیا + ... اور مجھے
سر ولیم ونسنٹ کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے - کہ جو قوانین
ہمارے روبرو رکھے گئے ہیں - اور جن کا مقصد سیاسیات کی اصلاح و پاکیزگی
بتایا گیا ہے - وہ خطرناک طور پر سیاسیات کی سرکوبی کرنے کے قریب قریب
پہنچ سکتے ہیں + ہم ایسے سخت قوانین کو کتاب القوانین میں داخل نہیں کر سکتے
تاوقتیکہ حد سے زیادہ پرجوش افسران انتظامی کے ہاتھوں میں وہ چیزیں
نہ دی جائیں - جنہیں میں امن انتظامی کے ٹکڑے خیال کرتا ہوں"+

اس سخت قانون کی پشت پر پبلک کی تائید ذرا بھی نہ تھی - مسٹر شاستری
نے اس امر کے خلاف کہ قانون کو مخالفت کے دانتوں میں سے نکال کر متفق
رائے اور آزادانہ طریق پر پاس کر دیا جائے - گورنمنٹ کو تنبیہہ کی - اور کونسل
وضع قوانین سے یوں سوال کیا - اب تمہاری پشت پر ہندوستانیوں میں
سے کون ہے - ہندوستان کی غمناک کہانی ان چند لفظوں میں بیان کی
جا سکتی ہے - کہ تم لوگوں نے ان تمام صدیوں میں ہندوستان پر علیحدہ ہی
رہ کر حکومت کی - اور رائے عامہ کا کوئی بھی ذمہ وار حصہ کبھی تمہاری پشت پر
نہ ہوا .... رائے عامہ کا کوئی حصہ بھی تمہاری تائید نہیں کرتا - نامزد
شدہ ممبروں نے اس بل پر اپنی منظوری نہیں دی - زمیندار ممبروں نے بھی اسے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قبولیت کا شرف نہیں بخشتا - قانونی ممبروں کو اس میں کوئی بھی ہاتھ نہ آئیگا تجارتی ممبروں کو بھی اس میں سے کوئی ہاتھ نہ آئے گا - اور پھر بھی آنریبل سر جارج لونڈس نے ہمیں بتایا - کہ ہم اس قانون کو پاس کرینگے - کیونکہ ہمیں اطمینان ہے - کہ یہ بہت صحیح ہے - ہم لوگ تمہاری مدد سے بہت خوش ہوتے - لیکن اپنی ذمہ داری کے احساس سے ہمیں چاہیئے - کہ تمہاری مدد کے بغیر ہی کام کریں - گو تمہاری مدد کو ہم دل سے پسند ہی کرتے ❊ میں آنریبل ممبر قانونی کے حوصلے کی داد دیتا ہوں - میں اس آزادی کی قدر کرتا ہوں - جس آزادی سے انہوں نے یہ کہدیا - کہ آج ہمارے سر پہ تو ذمہ داری ہے - لیکن تمہارے سر پہ نہیں ہم اس پوزیشن کو خوب سمجھتے ہیں - مائی لارڈ ہم پر اس قانون کے متعلق ہرگز کوئی ذمہ داری عاید نہیں ہے - لہذا میں اس امر کے یقین کرنے سے انکار کرتا ہوں - کہ جب اس معاملے کو صحیح طور پر رائے عامہ کے سامنے پیش کیا گیا - تو وہ کہیں گے - (جیسے سر ولیم ونسنٹ کا خیال ہے - کہ انگریزی پبلک ضرور کہے گی) کہ ہم پر ذمہ داری عاید ہوتی تھی - اور ہم نے اس سے پہلو تہی کی ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ❊

اسکے بعد مسٹر شاستری نے ذیل کی سنجیدہ تنبیہہ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کی :-

" مائی لارڈ - اب صرف ایک ریمارک باقی ہے - چونکہ میں اس وقت اس ملک کی طرف سے بول رہا ہوں - اس لئے ملک کے احساسات صحیح طور پہ ظاہر کرنے کے لئے وہ ریمارک بھی کہے دیتا ہوں - میں نہیں خیال کر سکتا - کہ آنریبل ممبر قانون نے یہ جو کہا - کہ ہم سے بعض ایجیٹیشن کی دھمکی دے رہے ہیں - ان سے ان کی مراد وہی تھی - جو ان لفظوں سے ظاہر ہوتی ہے - میں یہ خیال کرنے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ یہاں جتنے لوگوں نے بل کے خلاف تقریریں کی ہیں۔ وہ ہرگز کسی ایسے امر میں مصروف نہیں۔ جسے راستی کے ساتھ "ایجی ٹیشن" کی دھمکی کا لقب دیا جاسکے۔ ہم میں سے کوئی شخص۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے۔ کہ ماڈریٹوں میں سے کوئی شخص یہ اختیار نہیں رکھتا۔ کہ جائے۔ اور ملک میں ایک زبردست ایجی ٹیشن پھیلادے۔ یہ ناممکن ہے وہاں تو ایجی ٹیشن اب بھی ہوگا جو الفاظ ہم یہاں استعمال کرتے ہیں۔ اگر وہ عام سیاسی فضا پر کوئی اثر ڈال سکتے ہیں۔ تو دل ضرور دھڑکے گا۔ بس یہی ایجی ٹیشن ہے۔ میں اپنے رفقا کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ ہم میں سے کوئی بھی ابھی اس کام میں حصہ نہیں رکھتا۔ لیکن اگر ہماری التجاؤں کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور بل پاس ہوگیا۔ مجھے یقین نہیں۔ کہ یہاں کوئی ایسا شخص موجود ہو۔ جو اس ایجی ٹیشن میں شامل نہ ہو۔ اور پھر کہے۔ کہ میں اپنا فرض ادا کرتا ہوں"

تاہم باوجود زبردست احتجاج کے یہ تحریک منظور ہوگئی۔ کہ بل ایک سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ ایک ترمیم پیش کی گئی تھی۔ کہ اس بل کی بحث چھ ماہ تک ملتوی رکھی جائے۔ تاوقتیکہ موجودہ قانونی کونسل کی میعاد مقررہ پوری ہوجائے۔ لیکن اس ترمیم کو بھی ۶ فروری سنہ ۱۹۱۹ء کو شکست ہوئی۔ ۲۲ ووٹ ترمیم کے حق میں تھے۔ اور ۳۵ خلاف۔ ہم ذیل میں ان پینتیس کے نام لکھتے ہیں۔ جنہوں نے ترمیم کے خلاف اور اس لئے بل کے حق میں ووٹ دیئے۔ اور ان بائیس کے بھی نام ذیل میں درج ہیں جنہوں نے ترمیم کی تائید میں اور اس لئے بل کے خلاف رائے دی۔ یہ بات دیکھنے کے قابل ہے۔ کہ ان ۳۵ میں سے صرف ایک ہندوستانی کا نام ہے۔ اور وہ بھی وائسرائے انتظامی کونسل کا ہندوستانی ممبر ہے۔ وہ تو بغیر استعفا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیئے دوسری طرف کی تائید میں ووٹ دے ہی نہ سکتا تھا۔

ہاں - ۲۲

آنریبل سر گنگادھر چٹنویس
آنریبل بابو ایس این بینرجی
" راجہ صاحب محمود آباد
" ڈاکٹر ٹی پی سپرو
" پنڈت ایم ایم مالویا
" مسٹر ایس شاستری
" مسٹر بی این شرما
" میر اسد علی خاں بہادر
" مسٹر وی جے پٹیل
" مسٹر ایم اے جناح
" سر فضل بھائی کریم بھائی
" رائے سیتا ناتھ رائے بہادر
" راجہ سر رام پال سنگھ
" رائے کرشنا سہائے بہادر
" راجہ کنیکا
" مسٹر مظہر الحق
" خان بہادر میاں محمد شفیع
" خان ذوالفقار علی خاں

نہیں - ۳۵

ہز ایکسلنسی کمانڈر انچیف
آنریبل سر کلاڈ ہل
" " سنکرن نائر
" " جارج لونڈس
" " ولیم ونسنٹ
" " جیمس مسٹن
" " آرتھر اینڈرس
" مسٹر ڈبلیو اے آئرن سائٹر
" سر ورنی لوویٹ
" مسٹر ایچ ایف ہاورڈ
" سر جیمس ڈو بولے
" مسٹر اے ایچ لے
" مسٹر ایچ شارپ
" مسٹر آر۔ اے مانٹ
" میجر جنرل سر الفرڈ بنگلے
" سر گاڈفری فیل
" مسٹر ایف سی رہد
" مسٹر سی ایچ کیٹھون

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

،، مسٹر جی ایس کھاپرڈے
،، رائے بی ڈی شکل بہادر
،، کے۔ کے۔ چندا
،، مونگ باہ تُو
،، مسٹر ڈی ڈی ایس برے
،، لفٹننٹ کرنل آر ای ہالینڈ
،، سرجن جنرل ڈبلیو آر اڈورڈ
،، مسٹر جی آر۔ کلارک
،، مسٹر اے پی مڈی مین
،، مسٹر سی۔ اے بیرن
،، مسٹر پی۔ ایل مور
،، مسٹر ایم این ہاگ
،، مسٹر ٹی ایمرسن
،، مسٹر ای۔ ایچ سی والش
،، مسٹر سی۔ اے کنکیڈ
،، سر جان ڈانلڈ
،، مسٹر پی۔ جے فیگن
،، مسٹر جے ٹی مارٹن
،، مسٹر ڈبلیو جے ریڈ
،، مسٹر ڈبلیو۔ ایٹ پائیس
،، مسٹر مونکریف سمتھ

آخر ۱۸۔ مارچ کو یہ بل چند ترمیمات کے ساتھ پاس ہُوا۔ ان ترمیمات کو ایکے پیش کرنیوالے ممبر نے منظور کر لیا۔ اور ان سے بل کے مقصد و منشا پر کچھ بھی اثر نہ پڑتا تھا۔ اس بل کے پاس ہونیکا اثر یہ ہُوا۔ کہ ان تین قابل ذکر ممبروں نے استعفے داخل کر دیئے۔ پنڈت مدن موہن مالوی۔ مسٹر مظہر الحق

اور محمد علی جناح ؁
اب ہم رولٹ ایکٹ کی دفعات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ تاکہ یہ معلوم ہو۔ کہ جو وسیع اور بے نظیر ایجی ٹیشن اس ایکٹ کے متعلق ہوئی۔ وہ قرین انصاف تھی یا نہیں۔ پہلے پہل تو یہ ایک مستقل قانون بننے والا تھا۔ لیکن سلیکٹ کمیٹی میں یہ ترمیم منظور کی گئی۔ کہ یہ اختتام جنگ سے تین سال بعد تک ہی جاری رہے۔ ہمارا خیال ہے کہ میعاد کے اس تعین سے اصولاً اس قانون کی مخالفت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اس میں ۴۳ دفعات ہیں۔ اور یہ پانچ حصوں میں منقسم ہے۔ شروع میں جو غرض نفاذ لکھی ہے۔ وہ بجائے خود دلچسپ ہے۔ وہو ہذا:-

"ہرگاہ کہ ایسے قواعد کے مہیا کرنے کی ضرورت ہے۔ جن کے ماتحت بدنظمی اور انقلاب کی تحریکات کے تدارک کے لئے قانون فوجداری میں ایزادی کی جائے۔ اور گورنمنٹ حالات ضروری میں وقتی اختیارات استعمال کر سکے"

یہ قانون سارے ہندوستان پر حاوی ہے۔ اس کا پہلا حصہ گورنر جنرل کو یہ اختیار دیتا ہے۔ کہ اگر انہیں اس امر کا اطمینان ہو جائے۔ کہ برطانی ہند کے کسی حصے میں بدنظمی و انقلاب کی تحریکات نشوونما پا رہی ہیں۔ اور ان تحریکات کے ماتحت جرائم مندرجہ جدول اس حد تک پھیل رہے ہیں کہ ایسے جرائم پر سرعت کے ساتھ مقدمہ چلانے کی دفعات مہیا کرنا نہایت ضروری ہے۔ تو وہ اسکا اعلان کر دیں۔ چنانچہ اس وقت اس قانون کا پہلا حصہ رقبہ معینہ اعلان کے اندر نفاذ پذیر ہو جائیگا۔ اس قانون کے حامی جہاں یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حکومت انتظامی کے اختیارات بہت زیادہ کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں اس امر پر بھی بحث کرتے ہیں۔ کہ اس کا کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس کے نفاذ سے پہلے گورنر جنرل باجلاس کونسل جیسی اعلےٰ اتھارٹی کو اس امر کا یقین دلاتا ہے۔ کہ بدنظمی اور انقلاب کی تحریکات نشوونما پا رہی ہیں۔ اور انکے متعلق جرائم مندرجہ جدول اس حد تک پھیل رہے ہیں۔ کہ انصاف کے غلط استعمال کے خلاف معمولی طریقہ ہائے تحفظ کو واپس لے لینا قرین انصاف ہے۔

آؤ دیکھیں۔ کہ اس اعلےٰ اتھارٹی کو عام طور پر کس طرح اطمینان دلایا جاتا ہے آغاز ایک نہایت کم درجے کے پولیس مین سے ہوتا ہے۔ جو اکثر مجرمانہ تحریکات میں مبالغہ کرنے میں بہت دلچسپی لیتا ہے۔ اور چونکہ اکثر جاہل ہوتا ہے۔ اسلئے اپنے سامنے کے واقعات سے صحیح نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ اور اکثر رشوت خواری کا عادی ہوتا ہے۔ وہ اپنے افسر کو خبر دیتا ہے۔ کہ ایک انقلابی تحریک نشوونما پا رہی ہے۔ اور اسکے ماتحت جرائم کا ارتکاب بھی کیا جا رہا ہے۔ افسر تحقیقات کرتا ہے۔ آخر وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور اگر مطمئن نہیں ہوتا۔ تو وہ پولیس مین اور ثبوت پیش کرتا ہے۔ خواہ وہ ثبوت محض گھڑا ہی ہوا ہو۔ اس طرح وہ اطلاع خواہ ابتدا ہی میں داغدار یا مشکوک حیثیت کی ہو۔ اوپر کی طرف صعود کرتی ہے۔ اور دن بدن اہمیت حاصل کرتی جاتی ہے۔ آخرکار اس میں سے یہ شگوفہ پھوٹتا ہے۔ کہ گورنر جنرل باجلاس کونسل ایسی بنیاد پر جو کسی طرح مستحق اہمیت نہیں اس کے متعلق اعلان فرما دیتے ہیں۔ پنجاب کے واقعات کا مطالعہ یہ صاف طور پر واضح کر دیگا۔ کہ مذکورہ بالا سے ہماری کیا مراد ہے۔ افواہوں اور شبہات نے واقعی انقلابی تحریکات کی شکل کیونکر اختیار کی۔ اور بالکل بے گناہ لوگ تقریباً ہمیشہ بغیر کسی سبب کے اور بعض اوقات شرارت آمیز گرفتاری اور تکلیف و مصیبت کا شکار کیونکر ہے۔

آؤ۔ اب یہ دیکھیں۔ کہ جرائم مندرجہ جدول میں سے بعض جرائم کیا ہیں۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان میں یہ جرائم شامل ہیں۔ سب سے بڑا جرم بغاوت۔ مہلک ہتھیاروں سے مسلح ہو کر بلوہ کرنا۔ جماعتوں کے درمیان دشمنی بڑھانا۔ خطرناک اسلحہ سے ضرب شدید پہنچانا۔ کسی کی ملکیت چھین لینے یا کسی خلاف قانون فعل پر مجبور کرنے کے لئے ضرب پہنچانا۔ استحصال بالجبر کے لئے تخویف مجرمانہ۔ ڈاکہ وغیرہ + اس طرح اگر گورنمنٹ کے کسی قانون پر زور کی تنقید کی جائے تو ایک مذہبی بلوہ۔ ہندو مسلمانوں کا جھگڑا۔ انجمن کے مقاصد کے لئے استحصال بالجبر یا پیشہ ڈاکہ زنی سب جرائم کسی نہ کسی انقلابی تحریک کے ماتحت سمجھے جا سکتے ہیں۔ بس ایک شبہ پیدا ہونے کی کسر ہے۔ کہ ایسی تحریک موجود ہے +

اس سریع سماعت مقدمہ کی ہیئت کیا ہے۔ ہم اسے بل ہی کے محرک لفظوں میں بیان کرینگے۔ "ایسے مقدمات کا عملدرآمد نہایت جلد بغیر جیوری کے ہوگا اپیل کا کوئی حق نہ دیا جائیگا۔ اور مقدمہ کی کارروائی بند کمرے میں ہوگی" عدالت جس طرح پسندیدہ سمجھے۔ صوبے کے کسی مقام میں مقدمے کی پوری مدت یا اس میں سے کچھ عرصہ تک اجلاس کرے۔ اور ایڈووکیٹ جنرل کے کہنے پر ہائیکورٹ کی عام جائے اجلاس کے بجائے کسی اور جگہ بھی اجلاس کر سکتی ہے +

دفعہ ۷ کا منشا یہ ہے کہ ضابطہ مقدمات فوجداری جس حد تک قانون زیر بحث کے حصہ اول سے متفق نہ ہو اس حد تک اس کا اطلاق ان مقدمات پر نہ ہوگا۔ جو اس قانون کے ماتحت کئے جائیں + دفعہ ۸ نے اس کارروائی کو جو سزائے موت تک کے مقدموں میں اختیار کی جاتی ہے۔ تخفیف کر کے اس کارروائی کی مانند کر دیا ہے۔ جسے مجسٹریٹ وارنٹ کے مقدمات میں استعمال کرتے ہیں + ملزم کو صرف ایک دفعہ زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے لئے برخاستگی عدالت کی درخواست دینے کا حق دیا گیا ہے + دفعہ ۱۰ کے ماتحت ایکٹ شہادت کی دو نہایت اہم

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دفعات اُڑادی گئی ہیں ۔ ایکٹ شہادت ہند کی دفعات ۳۱ و ۳۳ کا منشا یہ ہے کہ ایک مرے ہوئے گواہ کا بیان بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسے گواہ کا بھی جس کے مالی حالات اس کے متقتضی ہوں اور اس پر پہلے جرح ہو چکی ہو ۔ یہ دونوں گنجائشیں دفعہ ۱۸ کے ماتحت اُڑادی گئی ہیں ۔ اگر مجسٹریٹ کے سامنے اظہار دینے والا شخص مرجائے یا تلاش سے نہ ملے ۔ یا گواہی دینے کے ناقابل ہو ۔ اور عدالت کو اس امر کا اطمینان ہو جائے کہ ایسی موت ۔ مفقود الخبری یا ناقابلیت ملزم کے مقاصد کی تائید میں واقع ہوئی ہے ۔ یہ ایک ایسی دفعہ ہے ۔ جس کا نتیجہ انصاف کی مکمل خامی کی صورت میں نکل سکتا ہے ۔ کسی عدالت کیلئے یہ معلوم کرنا سخت مشکل ہے کہ کس حالت میں مفقود الخبری یا ناقابلیت یا موت ملزم کے مقاصد کی تائید میں واقع ہوئی ہے ۔ لہذا جس شخص پر کبھی جرح نہیں ہوئی ۔ اس کے تائیدی بیان کی بنا پر ایک بے گناہ شخص کی زندگی نہایت آسانی سے خطرے میں پڑ سکتی ہے ۔ دفعہ ۱۷ کے ماتحت ایسے مقدمات کے فیصلے آخری قرار دئیے گئے ہیں ۔ نہ انکی اپیل کی جا سکتی ہے نہ نظر ثانی ۔ اس بات پر زور دیا گیا ہے ۔ کہ اگر ضابطہ مقدمات فوجداری یا ایکٹ شہادت کی مہیا کردہ رعایتوں کو جزوی طور پر موقوف کر دیا گیا ہے یا اپیل اور نظر ثانی کا حق چھین لیا گیا ہے تو اس کا نتیجہ بے اطمینانی نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ عدالت تین ممبروں پر مشتمل ہو گی ۔ جو ہائیکورٹ کے مستقل ججوں کی حیثیت سے کام کر چکے ہوں ۔ جیسا کہ ہم اپریل گزشتہ کے واقعات کی تنقیح کے دوران میں ظاہر کرینگے ۔ ہائیکورٹ کے ججوں کی خاص بنچ کے فوائد کتنے موہوم ہیں جس حالت میں کہ ہائیکورٹ کی صورت حالات باقی نہ رہے ۔ سب سے بڑے جج سے بھی یہ ممکن ہے کہ وہ شہادت لینے یا اس پر قانون کا اطلاق کرنے میں غلطی کر جائے خصوصاً اس وقت جب کہ اسے سوچ سمجھ کر وضع کئے ہوئے ضابطہ کارروائی مقدمہ یا قواعد شہادت

نے اقتدار کی امداد حاصل نہ ہو۔

یہ ہے ذکر رولٹ ایکٹ کے پہلے حصے کا۔ اس کی ہیئت تعزیری ہے۔ اور دوسرا حصہ انسدادی تدابیر پر مشتمل ہے۔ اس لئے جیسا کہ بل کے محرک نے عملاً تسلیم کیا حملے کی زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ جہاں حصہ اول جرائم مندرجہ جدول کے ارتکاب کا تصور کرتا ہے۔ وہاں حصہ دوم گورنر جنرل باجلاس کونسل کو اختیار دیتا ہے۔ کہ اگر اسے اس امر کا اطمینان ہو جائے کہ انقلابی تحریکات جو جرائم مندرجہ جدول کے ارتکاب کا باعث ہو سکتی ہیں۔ نہایت وسیع طور پر نشو و نما پا رہی ہیں۔ تو یہ اعلان کر سکے کہ حصہ دوم کی دفعات کا فلاں معینہ رقبے پر اطلاق ہوگا۔ نمبر دفعہ ۲۲ کے ماتحت لوکل گورنمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس حالت میں اس کے پاس یقین کرنے کی کافی وجوہ ہوں۔ کہ کسی شخص کا کسی انقلابی تحریک سے تعلق ہے۔ یا ہے تو وہ ایسے معاملے کے متعلق سارا مواد ایک ایسے جوڈیشل افسر کے سامنے پیش کرے جو ہائیکورٹ میں تقرر کی قابلیت رکھتا ہو۔ اور اس کی پاس سے رائے لے۔ اسکے بعد اگر لوکل گورنمنٹ کو اس امر کا اطمینان ہو۔ کہ حصہ دوم کے ماتحت کارروائی ضروری ہے تو وہ ایسے شخص سے اتنی مدت کے لئے جو ایک سال سے زیادہ نہ ہو۔ اس امر کی ضمانت لے کہ وہ کسی جرم مندرجہ جدول کا ارتکاب یا اقدام نہیں کریگا۔ گورنمنٹ کو اطلاع دیئے بغیر اپنی جائے سکونت تبدیل نہیں کریگا۔ وہ ایک خاص رقبے کے اندر مقید رکھا جائیگا۔ وہ وقت مقررہ میں نزدیک ترین پولیس سٹیشن میں اپنی موجودگی کی اطلاع دیگا۔

دفعہ ۲۴ کے ماتحت گورنمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے احکام کی تعمیل کرانے کے لئے تمام ایسے ذرائع استعمال کر سکے۔ جو معقول طور پر ضروری ہوں۔ اس طرح گویا محض شبہ کی بنا پر نہایت معزز آدمی کی سلامتی بھی بالکل

پولیس کے رحم پر ہوگی" اگر یہ حفظ ماتقدم ہے۔ تو مرض سے بھی بُرا ہے۔ اور خود حفظ ماتقدم کا نتیجہ ہی وہ مرض ہو سکتا ہے۔ جس کا انسداد منظور ہے"

یہ حصہ دوم ایک خاص مشینری مہیّا کرتا ہے۔ جس سے مدعا یہ ہے کہ مقامی گورنمنٹ کی کارروائی کی تنقیح کی جائے۔ وہ مشینری تحقیقاتی جماعت کہلاتی ہے اس کا کام یہ ہوگا۔ کہ گورنمنٹ کے اُن احکام پر نظر ثانی کرے۔ جو دفعہ ۲۲ کے ماتحت کئے گئے ہوں۔ اور اس مطلب کے لئے تحقیقات کرے۔ جس کی کارروائی اختیاری طور پر نہیں لازماً بند کمرے میں ہوگی" ایسی جماعت ہر معاملے میں شخص زیر بحث کو اپنی کارروائیوں کی کسی منزل پر اپنے سامنے حاضر ہونے کا ایک معقول موقع دے گی۔ اور اگر وہ شخص حاضر ہو۔ تو اس پر واضح کردے گی کہ اس کے خلاف کس قسم کا الزام لگایا گیا ہے"

دفعہ ۲۶ جس میں سے ہم نے خاص طور پر بعض مقامات نقل کئے ہیں۔ اسکا منشا یہ ہے۔ کہ جس شخص پر اس طرح الزام لگایا گیا ہو۔ اسے اپنا وکیل پیش کرنیکی اجازت نہ ہوگی" اور نہ لوکل گورنمنٹ ہی کو اس امر کا حق ہوگا" یہ دفعہ اس جماعت تفتیش کو ہدایت کرتی ہے۔ کہ "وہ شخص زیر بحث پر کوئی ایسی حقیقت ظاہر نہ کرے۔ جس کے ظاہر ہونے سے امن عامہ یا کسی خاص فرد کی سلامتی میں خلل پڑنے کا احتمال ہو" "اگر شخص زیر بحث" اور یہ خیال رہے کہ گو ایسے اشخاص کا ذکر کرتے ہوئے رد معمولی لفظ یعنی "ملزم" اس حصے میں استعمال نہیں کیا گیا۔ تاہم شخص زیر بحث کو مقدمے کے تمام نقصانات میں سے بغیر اسکی کسی حقیقی گنجائش کے گزرنا پڑتا ہے) "جماعت تفتیش سے یہ التماس کرے۔ کہ وہاں کسی خاص شخص کی حاضری یا کسی خاص دستاویز یا چیز کی موجودگی ضروری ہے۔ تو وہ جماعت ایسے شخص کو حاضر کرنے یا ایسی دستاویز یا چیز کے پیش کرنے کا انتظام کرائیگی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور اگر جماعت کے نزدیک یہ امر غیر ضروری ہو۔ تو اسکی وجوہ ضبط تحریر میں لائیگی" یہاں تک بھی گویا انصاف کی تضحیک مکمل نہیں ہوئی۔ لہذا دفعہ ۲۶ میں آگے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "تحقیقات میں جماعت تفتیش اس امر کی پابند نہ ہوگی کہ قانون شہادت کے "قواعد پر عمل کرے" ہم جرأت کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک انصاف کی روایات سے بھرا ہوا دماغ بھی غیر جانبدارانہ انصاف نہیں کرسکتا۔ جس حالت میں وہ ایسے بُرے حالات میں گھرا ہوا ہو جو مذکورہ بالا دفعہ نے پیدا کر دیئے ہیں۔

دفعہ ۲۷ میں ایسے قواعد مہیا کئے گئے ہیں۔ جن کے ماتحت جماعت تفتیش کی رپورٹ کے متعلق کارروائی کی جائیگی۔ اور اس دفعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس رپورٹ کا اثر گورنمنٹ کو پابند بنانے والا نہیں۔ اسی دفعہ میں گورنمنٹ کو یہ اختیار دیا گیا ہے۔ کہ ابتدائی حکم کی مقررہ میعاد مزید بارہ مہینوں کیلئے بڑھائی جاسکے۔ آخر کار جماعت تفتیش میں تین اشخاص ہونگے۔ جن میں سے دو ایسے ہونگے۔ جو کم از کم ڈسٹرکٹ یا سشن جج کے عہدے پر ممتاز رہے ہوں اور تیسرا ایسا شخص ہوگا۔ جو ہندوستان میں سرکاری ملازم نہ ہو۔

اگر حصہ دوم حصہ اول کی نسبت بُرا ہے۔ تو محرک کے قول کے مطابق حصہ سوم اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ دلاسے کے طور پر سرولیم ونسنٹ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ "یہ حصہ اسی وقت عمل میں لایا جاسکتا ہے جب کہ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو اس امر کا یقین ہو جائے۔ کہ جرائم مندرجہ جدول کا ارتکاب اس حد تک ہو چکا یا ہو رہا ہے۔ کہ وہ عوام کی سلامتی کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ حصہ اول اس وقت عائد ہوتا ہے۔ جب کہ جرائم مندرجہ جدول اس حد تک پھیل جائیں۔ کہ امن عامہ کی حفاظت کے لئے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایسے جرائم پر نہایت جلد مقدمہ چلانا و قواعد کا مہیا کیا جانا ضروری ہو + حصہ سوم اس وقت عائد ہوتا ہے - جب ایسے جرائم اس قدر عام ہو جائیں - کہ امن عامہ کو خطرے میں ڈال دیں + لہذا حد فاصلہ کا خط بہت باریک ہے - لیکن تاہم حصہ سوم کی دفعہ ۳۴ میں گورنمنٹ کو یہ اختیار دیا گیا ہے - کہ وہ مشتبہ شخص کے معاملے کو کسی جڈیشل افسر کے روبرو پیش کرے - اور اس افسر کی رائے پر غور کرنے کے بعد حصہ دوم کی دفعہ ۲۲ کے ماتحت کوئی حکم صادر کرے - اور اسکے بعد کسی مشتبہ شخص کی بلا وارنٹ گرفتاری کا حکم دیدے - اور اپنی خواہش کے مطابق حالات و قیود کے ماتحت اسکو قید کر دے - بشرطیکہ وہ قید ایسی نہ ہو - جو مجرم قیدیوں کے لئے خاص طور پر علیحدہ کی گئی ہو - اور گورنمنٹ کو یہ اختیار بھی ہوگا - کہ وہ اس مقام کی تلاشی کی ہدایت کرے - جس کا تعین حکم میں کیا گیا ہو + پھر جب احکام نافذ ہو جائیں - تو وہی طرز عمل اختیار کیا جائیگا - جس طرح حصہ دوم کے ماتحت کیا جاتا ہے اور اس طرح جماعت تفتیش کی "تحقیقات" کے ماتحت گرفتار شدہ آدمی کو بغیر کسی باقاعدہ مقدمے کے دو سال تک قید میں رہنا پڑیگا + اور پھر جب اس امر کا خیال کیا جائے - کہ یہ قانون کسی ایک مشتبہ شخص کو کسی موقع پر قید رکھنے کے لئے پاس نہیں کیا گیا - بلکہ اس کی ترتیب کا مدعا یہ ہے کہ فکر و تشویش کے زمانے میں لوگوں کی بڑی بڑی جماعتوں پر اسکا اثر پڑے - تو ہر شخص آسانی سے اس زمانے کا تصور کر سکتا ہے - جو امن انتظام کا نہیں - بلکہ باضابطہ خوف و بدامنی کا زمانہ ہوگا - گویا وہ مارشل لا ہوگا - اگرچہ اس کا نام یہ نہیں ہے +

حصہ چہارم ان اشخاص پر عاید ہوتا ہے - جن کے متعلق قانون تحفظ

کے ماتحت کارروائی ہو چکی ہے۔ اور جو اس حصے کے رُو سے خود بخود حصہ دوم کی دفعات کے ماتحت آجاتے ہیں + یہ اُن اشخاص پر بھی عائد ہوتا ہے جو "ضابطہ شاہی قیدیان بنگال" کی دفعات کے ماتحت مقید ہیں۔ اور وہ لوگ اس کی روسے حصہ سوم کے ماتحت آجاتے ہیں + اس حصے کے رو سے وہ لوگ جو قانون داخلہ ہند (انگریس انٹو انڈیا آرڈیننس) کے ماتحت یا خود ہیں۔ اس قانون کی میعاد ختم ہونے پر حصہ دوم کے ماتحت آجاتے ہیں +

اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ وہ اعلانات جو رقبہ زیر اثر کی بابت حصہ اوّل۔ دوم و سوم کے ماتحت جاری ہوئے ہوں۔ منسوخ کر دیئے جائیں تو حصہ پنجم یہ دفعہ مقرر کرتا ہے۔ کہ باوجود ایسی منسوخی کے "اگر کوئی مقدمہ یا تفتیش، یا حکم اس ایکٹ کے ماتحت جاری ہو۔ یا صادر کیا جائے۔ تو اس مقدمے تفتیش یا م[illegible]اری یا نافذ پذیر رکھا جائے۔ اور اس قسم کی تفتیش کی تکمیل کے بعد جو حکم دوسری حالت میں دیا جاتا۔ وہی حکم دیدیا جائے۔ اور اس پر اس طرح عملدرآمد کرایا جائے۔ گویا وہ اعلان ہنوز منسوخ نہیں ہوا"

حصہ پنجم یہ اختیار بھی دیتا ہے۔ کہ جو شخص حصہ سوم کے زیر اثر ہو۔ وہ برطانی ہند کے کسی ایسے علاقے میں بھی گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ جہاں حصہ سوم عاید نہ ہو سکتا ہو۔ اور جو ایسا شخص اس طرح گرفتار کیا جائیگا۔ اس پر وہی کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔ جو حصہ سوم میں مہیّا کی گئی ہے۔ گویا حصہ سوم اس کے لئے تمام وکمال برطانی ہند میں نفاذ پذیر ہے +

دفعہ ۴۲ کا یہ منشا ہے۔ کہ جو احکام اس ایکٹ کے ماتحت دیئے جائیں گے۔ ان کے متعلق کسی عدالت میں مقدمہ نہیں ہو سکتا۔ اور کسی ایسے شخص کے خلاف کسی ایسے عمل کے لئے جو اس نے نیک نیتی کے ساتھ

اس ایکٹ کے ماتحت کیا ہو۔ کوئی مقدمہ یا گرفتاری یا قانونی کارروائی عمل میں نہیں آئیگی"۔ آخری دفعہ کا یہ منشا ہے۔ کہ اس ایکٹ کے رو سے جو اختیارات دیئے گئے ہیں۔ وہ روز افزوں ہیں۔ اور مقامی گورنمنٹ کے اور اختیارات میں تخفیف کرنے والے نہیں +

یہ ہے وہ ایکٹ۔ جس کی مخالفت کا وہ طوفان مچا۔ جو اس سے پہلے ہندوستان نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ اس ایکٹ کے متعلق غلط فہمی اور مبالغہ کی باتیں مشہور ہو گئی تھیں۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ ایکٹ عام غلط فہمی کا شکار مشکل ہی سے ہو سکتا ہے۔ سرکاری پہلو پر اس کے متعلق فی الواقعہ غلط فہمی پھیلائی گئی۔ ایک خاص قسم کا مبالغہ جس کی شکایت ہم نے سنی ہے۔ یہ دبی ہوئی زبان سے کہا ہوا فقرہ ہے کہ نہ اپیل۔ نہ دلیل۔ نہ وکیل + اگر عوام کی طرف سے ایکٹ کا یہی سب سے بُرا نقشہ ہے۔ تو ہماری رائے میں یہ فقرہ ایکٹ کی بُرائیوں کو بجائے بڑھا کر بیان کرنے کے گھٹا کر ظاہر کرتا ہے + ہماری رائے میں کوئی اپنی عزت آپ کرنیوالا شخص ایسی چیز کو برداشت نہیں کر سکتا جو سوسائٹی پر ظلم ہو جب گورنمنٹ نے عوام کی متفق الرائے مخالفت کے باوجود بھی اس کے پاس کرنے پر اصرار کیا تو گورنمنٹ کا جرم مکمل ہو گیا + ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ حضور وائسرائے کو کافی اختیارات حاصل ہیں۔ جن کے ماتحت وہ آرڈیننسوں کے ذریعے سے غیر معمولی صورت حالات کا تدارک کر سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کا یہ فعل ہرگز ہرگز برداشت کے قابل نہیں تھا۔ کہ اس نے عین وسیع اصلاحات کے موقع پر ایک غیر معمولی اور عجیب مسودہ قانون پاس کر کے اسے شمار کرنے کے لئے کتاب القوانین میں رکھ دیا۔ گویا ہندوستان میں بے حد بدنظمی پھیل رہی ہے۔ حالانکہ یہاں اس کا

نام ونشان شاذو نادر ہے۔

فصل چہارم

ستیاگرہ

چونکہ رولٹ ایکٹ کی مخالفت کا بے نظیر طوفان ایوان کونسل میں ہندوستانی ممبروں کی طرف سے اور بیرون کونسل ہندوستانی اخبارات کی طرف سے برپا ہُوا تھا۔ لہذا اس قانون کا مقابلہ کرنے کے لئے مہاتما گاندھی نے اپنی تحریک ستیاگرہ شروع کی۔

لوگوں کو ستیاگرہ کا بہت دُھندلا سا تصوّر ہے۔ اور وُہ نہیں جانتے کہ یہ کس طرح عائد کیا جاسکتا ہے۔ اِس لئے ہم اسے اس کے موجد کے لفظوں ہی میں بیان کئے دیتے ہیں۔ جس نے ہمارے لئے اس کے متعلق خاص یادداشت تیار کی ہے۔

"گزشتہ تیس سال سے میں ستیاگرہ کا پرچار اور اس پر عمل کر رہا ہوں ستیاگرہ کے اصُول جیسا کہ انہیں میں آج جانتا ہوں۔ تدریجی ارتقا حاصل کرچکے ہیں۔

ستیاگرہ کی اِصطلاح میں نے جنوبی افریقہ میں اس طاقت کی تشریح کے لئے وضع کی تھی۔ جس طاقت کو وہاں کے ہندوستانیوں نے آٹھ سال تک استعمال کیا۔ اور یہ اِس لئے وضع کی گئی تھی۔ تاکہ اس میں اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اُس تحریک میں امتیاز ہو سکے۔ جو اس وقت سلطنت متحدہ اور جنوبی افریقہ میں "خاموش مقابلہ" کے نام سے کی جا رہی تھی +

اس کے لغوی معنی "راستی پر قایم رہنے" کے ہیں۔ یعنی سچائی کی طاقت میں اسے "محبت کی طاقت" اور "قوت روحانی" بھی کہتا ہوں۔ اس کے ابتدائی مدارج میں مَیں نے معلوم کیا۔ کہ سچائی کی تلاش اس بات کو پسند نہیں کرتی۔ کہ کوئی شخص اپنے دشمن پر تشدد کرے۔ بلکہ صبر اور ہمدردی کے ساتھ اسے غلطی سے باز رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ جو چیز ایک شخص کو راستی معلوم ہوتی ہے وہی دوسرے کو غلطی نظر آسکتی ہے + اور صبر سے مراد اپنے آپ پر سختی جھیلنا ہے۔ پس اس اصُول کا مطلب یہ ہوا۔ کہ دشمن کو تکلیف دیکر نہیں بلکہ اپنے آپ پر تکلیف جھیل کر راستی کی تائید کی جائے +

ستیاگرہ اور خاموش مقابلے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آخر الذکر کمزور کا ہتیار خیال کیا گیا ہے۔ اور کسی شخص کا اپنے مقاصد حاصل کرنیکے لئے طاقت جسمانی یا تشدد کا استعمال کرنا اس سے خارج نہیں ہے اور اول الذکر زبردست ترین آدمی کا ہتیار ہے۔ مگر کسی شکل یا کسی رنگ کے تشدد کا استعمال اسمیں داخل نہیں ہے +

جب دانیال نے میدیوں اور ایرانیوں کے ان قوانین کی جو اس کی ضمیر کے خلاف تھے کچھ پروا نہ کی۔ اور اپنی نافرمانی کی سزا عاجزی کے ساتھ برداشت کی۔ تو اس نے نہایت خالص ستیاگرہ کا نمونہ دکھایا تھا۔ سقراط ان باتوں کا پرچار ایتھنز کے نوجوانوں کے سامنے کرنے سے باز نہ رہا۔ جن کو وُہ راستی سمجھتا تھا۔ اور موت کی سزا بہادرانہ برداشت کی۔ وُہ ایسی حالت میں ستیاگراہی تھا۔ پرہلاد نے اپنے باپ کے حکموں کی نافرمانی

کی۔ کیونکہ وُہ انہیں اپنے ضمیر کے خلاف سمجھتا تھا۔ اس نے وُہ ظلم و تشدد جو اس
پر باپ کے حکم سے کئے گئے نہایت خوشی سے اور بغیر کسی شکایت کے
برداشت کئے + میرا بائی کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے اپنے ضمیر کی
پیروی کر کے اپنے شوہر کی نافرمانی کی۔ وہ اس سے جُدا رہنے پر مطمئن تھی
اور اس کو شوہر کی مرضی کی تابع بنانے کے لئے اس پر جو ظلم ڈھائے گئے۔ ان
سب کو اس نے خاموش وقار اور رضا و تسلیم کے ساتھ جھیلا + پرہلاد اور میرا
بائی دونوں نے ستیاگرہ پر عمل کیا۔ دانیال اور سقراط اپنی اپنی سلطنتوں
کے شہری ہونے کے لحاظ سے پرہلاد بیٹا ہونے کے لحاظ سے اور میرا
بائی بیوی ہونے کے اعتبار سے نمونہ سمجھے جاتے ہیں +

ستیاگرہ کا اصُول نیا نہیں ہے۔ بلکہ خانگی زندگی کے قاعدے کی سیاسی
کی جانب توسیع ہے۔ خاندانوں کے جھگڑے اور تفرقے عام طور پر قانون
محبت ہی کے مطابق فیصل کئے جاتے ہیں + تکلیف زدہ فرد کو دوسروں
کا اس قدر خیال ہوتا ہے۔ کہ وہ بغیر ادلہ کا بدلہ دینے اور ان لوگوں پر ناراض
ہونے کے جو اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے اصولوں کی خاطر تکلیف
اُٹھا لیتا ہے۔ اور چونکہ غصے کو دبانا اور خود تکلیف اٹھانا نہایت مشکل کام
ہیں۔ اس لئے وُہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑا درجہ دیکر اصُول نہیں بنا لیتا
بلکہ تمام غیر لازمی باتوں میں باقی خاندان کے ساتھ فوراً اتفاق رائے کر لیتا
ہے۔ اور دوسروں کے امن میں خلل ڈالے بغیر اپنے لئے امن کا بڑے سے
بڑا حصہ حاصل کرنے کا بندوبست کر لیتا ہے۔ اس طرح خواہ وُہ مقابلہ کرے
یا تسلیم و رضا سے کام لے۔ اس کے عمل کا نتیجہ یہی نکلا جاتا ہے۔ کہ وُہ خاندان
کی مشترکہ بہبودی میں اضافہ کر رہا ہے + یہی وُہ قانون محبت ہے۔ جو چھپ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جاپ لیکن یقینی طور پر تمام مہذب دُنیا کے غالب حصے میں خاندان پر حکومت کرتا ہے +

میں محسوس کرتا ہوں - کہ قومیں فی الحقیقت ایک نہیں ہو سکتیں - جب تک ان کے اعمال ساری جماعت انسانی کی مشترکہ بہبودی کی طرف منتج ہو سکتے ہیں - تاوقتیکہ قومی اور بین الاقوامی معاملات میں یا دوسرے لفظوں میں سیاسی پلیٹ فارم پر اس قانون خاندانی کا پورا پورا احترام اور اقرار نہ کر لیا جائے + قومیں صرف اسی حد تک مہذب کہلا سکتی ہیں - جس حد تک وُہ اس قانون کی تعمیل کریں +

یہ قانون محبت سوائے قانون راستی کے اور کچھ نہیں - راستی کے بغیر کوئی محبت نہیں + راستی کے بغیر وُہ شفقت کہلا سکتی ہے - جیسے کسی شخص کے ملک کی خاطر دُوسرے کو تکلیف پہنچانے کے متعلق - یا اسے جذبۂ دیوانگی کہہ سکتے ہیں - جیسے کوئی نوجوان شخص کسی لڑکی کے لئے دیوانہ ہو جاتا ہے یا وہ محبت غیر معقول اور اندھی ہوگی - جیسے جاہل ماں باپ اپنے بچوں کے ساتھ کرتے ہیں - محبت ہر حیوانیت سے ارفع و اعلیٰ ہے - اور کبھی جانبدارانہ نہیں ہوئی + لہٰذا ستیاگرہ کو ایک ایسے سکّے سے تشبیہ دی گئی ہے - جس کے چہرے پر تمہیں محبت دکھائی دے - اور الٹی طرف راستی نظر آئے + یہ ایک ایسا سکہ ہے - جو ہر جگہ رائج ہے - اور اس کی قیمت متعین نہیں ہو سکتی +

ستیاگرہ اپنے آپ پر منحصر ہے - اس کو عمل میں لانے کے لئے دشمن کی منظوری کی ضرورت نہیں - فی الحقیقت جب دشمن مقابلہ کرتا ہے - تو ستیاگرہ اور بھی روشن ہوتا ہے - لہٰذا اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا - ستیاگرہی نہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جانتا۔ کہ شکست کیا چیز ہے۔ کیونکہ وہ لغیر تکان کے سچائی کے لئے لڑتا ہے اس جنگ میں موت نجات ہے۔ اور قید خانہ آزادی کا دروازہ ہے +

اسے طاقت روحانی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اگر ستیاگراہی یہ یقین رکھے گا کہ موت کے معنی جدوجہد کا اختتام نہیں۔ بلکہ رفعت کا نام ہے تو روح اندرونی کا خاص احترام لازمی ہے + جسم محض اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا ایک آلہ ہے اور جب جسم کی موجودگی ایک رکاوٹ کا کام دے اور مخالف پر وہ سچائی ظاہر نہ ہونے دے۔ جس کے لئے ایک ستیاگراہی مستعد ہوتا ہے۔ تو وہ خوشی سے اپنے جسم کو چھوڑ دیتا ہے + وہ اپنے جسم کو اس یقینی اعتماد کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ کہ اگر کوئی چیز اس کے مخالف کے خیال کو بدل سکتی ہے۔ تو یہ کام اس کے بدن کی رضامندانہ قربانی ہی سے ہونا چاہیئے + اور چونکہ اسے یہ علم ہوتا ہے۔ کہ روح جسم کے بعد زندہ رہتی ہے۔ اس لئے وہ موجود جسم ہی میں سچائی کا بول بالا دیکھنے کے لئے بیقرار نہیں ہوتا + فی الحقیقت فتح و نصرت اس کوشش میں مرجانے کی قابلیت کا نام ہے۔ کہ مخالف کو وہ سچائی دکھادی جائے۔ جسے ستیاگراہی وقت موجودہ میں ظاہر کر رہا ہے +

اور چونکہ ستیاگراہی اپنے دشمن کو کبھی ضرر نہیں پہنچاتا۔ اور ہمیشہ یا تو حلیمانہ دلائل سے اس کی عقل کے سامنے یا اپنی قربانی سے اس کے دل کے روبرو دار طلب ہوتا ہے۔ اس لئے ستیاگرہ کی برکات دوگونہ ہیں۔ جو اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کو بھی یہ برکت دیتا ہے۔ اور جس کے خلاف یہ عمل میں لایا جاتا ہے۔ اس کو بھی برکت پہنچاتا ہے +

یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ ہمارے خیال میں ستیاگرہ پر چند منتخب آدمی ہی عمل کر سکتے ہیں + میرا تجربہ اس کے خلاف ثابت کرتا ہے۔ اگر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک دفعہ اس کے سادہ اصول (یعنی سچائی پر قایم رہنا اور مصیبت کشی سے اس پر اصرار کرنا) سمجھ لئے جائیں۔ پھر ہر شخص اس پر عمل کر سکتا ہے۔ یہ ویسا ہی مشکل یا آسان ہے۔ جیسے اور نیکیاں ہیں۔ اس پر عمل کرنے کے لئے یہ امر کہ ہر شخص کو اسکا پورا فلسفہ سمجھنا چاہیئے۔ ایسا ہی غیر ضروری ہے۔ جیسے نشوں سے پورا پورا پرہیز کرنے کے معاملے میں ہے۔

بہر حال اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ سچائی پر اس وجہ اصرار کرنا ضروری ہے۔ کہ دوسرے کو وہ سچائی نظر آ جائے۔ اور اس بات کا سمجھنا تو نہایت آسان ہے۔ کہ وحشیانہ طاقت سے دشمن کو اس سچائی کے قبول کرنے پر مجبور کرنا بدتہذیبی ہے۔ غلطی کے آگے سر جھکا دینا غیر مستحسن ہے۔ کیونکہ دلائل اس کے رد کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اور صرف ایک ہی سچا اور معجزنما طریق عمل ہے۔ کہ خواہ جان بھی جاتی ہو۔ اس کے آگے سر نہ جھکائے۔ اگر دنیا کبھی غلطیوں سے بالکل خالی ہو سکتی ہے۔ تو اس کا یہی ایک طریقہ ہے۔ جب کوئی غلطی ہستی اور جانی کو ضرر پہنچائے۔ تو اس کے ساتھ کوئی سمجھوتا نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن سیاسی میدان میں لوگوں کی جدوجہد اکثر ایسی غلطیوں کا مقابلہ کرنے پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو جابرانہ قوانین کی شکل میں ظاہر ہوں جب تم درخواستوں وغیرہ کے ذریعے قانون بنانے والے سے غلطی کا اعتراف کرانے میں ناکام رہو۔ تو اگر تم اس قانون کو تسلیم کرنا نہیں چاہتے۔ تو تمہارے ایک ہی راستہ کھلا ہے۔ وہ یہ کہ خود ذاتی طور پر تکلیفیں جھیل کر قانون بنانے والے کو اس امر پر مجبور کرو۔ کہ وہ اپنے عمل پر نظر ثانی کرے۔ ذاتی طور پر تکلیفیں جھیلنے کی یہ مطلب ہے۔ کہ قانون کی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خلاف ورزی کرکے اس کی سزا سہی جائے ۔ لہٰذا ستیاگرہ عوام میں سول نافرمانی یا سول مقابلے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے ۔ یہ مقابلہ سول ان معنوں میں ہے کہ مجرمانہ نہیں ۔

مجرم یعنی معمولی قانون شکن چوری چھپے قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے اور سزا سے بچ جانا چاہتا ہے ۔ لیکن سول مقابلہ کرنے والا ایسا نہیں کرتا ۔ وہ جس سلطنت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ۔ اس کے قوانین کی اطاعت سزا کے خوف سے نہیں کرتا ۔ بلکہ اس لئے کہ وہ انہیں سوسائٹی کی بہبودی کے لئے اچھا سمجھتا ہے ۔ لیکن بعض اوقات ایسے موقع بھی شاذونادر آہی جاتے ہیں ۔ جب کہ وہ بعض قوانین کو ایسا نامنصفانہ سمجھتا ہے ۔ کہ ان کی اطاعت کو ذلت تصور کرتا ہے ۔ تب وہ علی الاعلان اور سول طریق سے انکی نافرمانی کرتا ہے ۔ اور اس خلاف ورزی کی سزا خاموشی کے ساتھ جھیلتا ہے ۔ اور قانون بنانے والے کے عمل کے خلاف اپنے اظہار ناراضگی کو واضح کرنے کے لئے اس کو اختیار ہے ۔ کہ ایسے اور قوانین کی خلاف ورزی کرکے جن کی نافرمانی خلافِ اخلاق نہ ہو ۔ سلطنت کی طرف سے اپنا دست اعانت کھینچ لے میری رائے میں ستیاگرہ کی خوبصورتی اور طاقت اس قدر اعلیٰ ہے ۔ اور اس کے اصول اتنے سادہ ہیں ۔ کہ بچوں میں بھی اس کا پرچار کیا جاسکتا ہے ۔ میں نے ہزاروں مردوں عورتوں اور بچوں میں جن کو اجارہ دار ہندوستانی کہا جاتا تھا ۔ اس کا پرچار کیا تھا ۔ اور نہایت عمدہ نتائج ظہور میں آئے تھے ۔

جب رولٹ بل شائع ہوئے ۔ تو میں نے محسوس کیا ۔ کہ یہ قوانین انسانی آزادی کو اس قدر محدود و مقید کردینے والے ہیں ۔ کہ ان کا مقابلہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پوری طاقت سے ہونا چاہیئے + میں نے اس امر کا مشاہدہ بھی کیا - کہ اس کی مخالفت ہندوستانیوں میں عالمگیر ہے + میں یہ کہنا چاہتا ہوں - کہ کوئی سلطنت خواہ وہ خود مختار ہی ہو - ایسے قوانین پاس کرنے کا حق نہیں رکھتی - جو لوگوں کی ساری جماعت کی مرضی کے خلاف ہوں - چہ جائیکہ گورنمنٹ ہند جیسے آئینی رسوم و روایات کی رہنمائی حاصل ہے - میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ آئندہ ایجی ٹیشن کے لیئے خاص ہدایت کی ضرورت ہے - تاکہ نہ تو وہ رُک جائے - نہ سختی و تشدد کی حد تک پہنچ جائے +

لہٰذا میں نے ملک کے سامنے ستیاگرہ پیش کرنے کی جرأت کی - اور سِول مقابلے کے رُخ پر زور دیا + اور چونکہ یہ ایک باطنی اور پاک کرنے والی تحریک ہے اس لیئے میں نے نماز - روزہ (سندسیا - برت) اور ۶ - اپریل کے دن تمام کاروبار بند رکھنے کی تجویز کی + اس آواز کا جواب ہندوستان کے تمام طول و عرض میں نہایت شاندار ملا - اور چھوٹے چھوٹے دیہات میں بھی اس پر عمل کیا گیا - گو وہاں کوئی تنظیم نہ تھی - اور نہ پیشتر سے کوئی تیاری ہی کی گئی تھی + یہ خیال جو نہی سمجھ میں آیا - عوام کے سامنے پیش کر دیا گیا + ۶ - اپریل کو لوگوں نے کسی تشدد کا استعمال نہیں کیا - اور پولیس کے ساتھ کوئی قابل ذکر مقابلہ نہیں ہوا + ہڑتال بالکل اپنی مرضی سے اور خود بخود ہوئی - میں نے گزشتہ ۲۳ مارچ کو مدراس سے یہ پیغام شائع کیا - بس اس کے سوا اور کوئی تدبیر اس خیال کے ترقی دینے کے لیئے اختیار نہیں کی :-

"جیسا کہ میں نے کئی جلسوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے - ستیاگرہ ایک خالص مذہبی تحریک ہے - یہ پاکیزگی اور کفارہ کا عمل ہے - اس کا مقصد یہ ہے - کہ خود تکلیف جھیل کر اصلاحات حاصل کی جائیں - یا شکایات کا تدارک کرایا جائے - لہٰذا میں یہ تجویز کرنے کی جرأت کرتا ہوں - کہ جب حضور والا شہرائے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بل نمبر ۲ پر اپنی منظوری شائع کر دیں۔ تو اسکے بعد کے دوسرے اتوار کو عاجزی اور دعا کا دن منایا جائے۔ چونکہ اس دن کے منانے کی ہیئت کے ساتھ ایک مؤثر مظاہرہ عام ہونا چاہیئے۔ اس لئے میں مشورہ دیتا ہوں۔ کہ:-

(۱) چوبیس گھنٹے کا روزہ جو شب گزشتہ کے آخری کھانے سے شروع ہو۔ ہر بالغ کو رکھنا چاہیئے۔ بشرطیکہ مذہب یا صحت کے خیال سے ایسا کرنا ناجائز نہ ہو۔ اس روزے کو کسی شکل یا کسی رنگ میں بھوک کی سٹرائیک نہ سمجھا جائے۔ اور نہ یہ خیال کیا جائے۔ کہ یہ تجویز گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنے کیلئے کی گئی ہے۔ ستیاگراہی اسکو ایک ایسا ضروری اصول سمجھیں۔ جو انہیں اس سول نافرمانی کے قابل بناتا ہے۔ جس کا تصور ان کے معاہدہ میں کیا گیا ہے۔ اور تمام دوسرے لوگ اسے اپنے مجروح احساسات کی ایک چھوٹی سی نشانی سمجھیں۔

(۲) تمام کاروبار سوائے ایسے کام کے جو مقاصد عامہ کے لئے ضروری ہو۔ ایک دن کیلئے بند کر دیا جائے۔ منڈیاں اور تمام کاروباری مقامات بند کر دئیے جائیں۔ جن ملازموں کو اتوار کے دن بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ صرف اس حالت میں اپنا کام بند کر دیں۔ جب کہ پہلے ہی اس دن کی رخصت حاصل کر چکے ہوں۔

مجھے اس امر کی [illegible] کرنے میں تامل نہیں۔ کہ ان تجاویز کو سرکاری ملازم بھی اختیار کریں کیونکہ اگرچہ ان کے لئے یہی مناسب ہے۔ کہ وہ سیاسی مباحثات اور جلسوں میں حصہ نہ لیں۔ لیکن میرے نزدیک انہیں بلاشبہ یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ ایسے ضروری معاملات پر مجوزہ بالا محدود طریقے میں اپنے احساسات کا اظہار کریں۔

(۳) اس دن ہندوستان کے تمام حصوں میں یہاں تک کہ دیہات میں بھی عام جلسے منعقد کئے جائیں۔ جہاں ایسے ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔ جن میں گورنمنٹ سے التجا کی جائے۔ کہ وہ ان دونوں قوانین کا اجرا واپس لے لے۔

اگر میرا مشورہ قابل عمل خیال کیا جائے۔ تو انتظام کے ضروری کام کے لئے سب سے پہلے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

متعلقہ ستیاگرہ ایسوسی ایشنیں ذمہ وار ہیں - لیکن مجھے امید ہے - کہ دوسری تمام انجمنیں بھی اس مظاہرہ کو کامیاب بنانے میں مدد دیں گی"

مسٹر گاندھی - نے ستیاگرہ کے اصول کی جو تشریح کی ہے - وہ ایک اصولی و لفظی تجویز کی حیثیت سے واضح اور قریب الفہم معلوم ہوتی ہے - لیکن ہمارا خیال ہے کہ یہ تجویز جیسی کہ بادی النظر میں معلوم ہوتی ہے - زندگی کے ہر شعبے میں استعمال کرنی آسان نہیں - ایسی ستیاگرہ پر عمل کرنے کے لئے صبر اور خود ضبطی میں بہت بڑا ضبط و انتظام ضروری ہے - اور یہ ایسے اوصاف ہیں - کہ جہاں ان کی بہت ضرورت ہوتی ہے - وہاں عملی طور پر شاذ و نادر پائے جاتے ہیں + ستیاگرہ کو روزانہ زندگی کے اصول کی حیثیت میں بہت سے لوگ جبھی تسلیم کرینگے جب کہ اس پر عام نوع انسانی عمل کر سکے - لیکن عام طور پر متوسط آدمی جب کسی بُری بات کے ماتحت ناراض ہو - تو اس میں اپنی قربانی کرنے کی نسبت تشدد کی طرف مائل ہونے کا زیادہ احتمال ہے + مسٹر گاندھی کا جواب یہ ہے - کہ عام حیثیت کا آدمی اپنے خاندان کے دائرے میں ایسے صبر پر عمل کرتا ہے - اور وہ محض یہ چاہتے ہیں - کہ اس صبر کو سیاسی دائرے تک وسعت دے دی جائے +

بہر حال اسکا یہ موقع نہیں - کہ ہمیں اس اصول کے قابل عمل ہونے پر مزید بحث کرنیکی ضرورت ہو + اتنا تو بالکل واضح ہے - کہ اس قسم کے بے ضرر اصول کا پرچار سوسائٹی کے لئے صرف بہتری ہی کا باعث ہو سکتا ہے - اور سینکڑوں آدمیوں کے بیانات کی بنا پر ہمارا یہ پختہ عقیدہ ہے - کہ جن لوگوں نے ایجی ٹیشن میں حصہ لیا - ان میں اگر ستیاگرہ کی روح سرایت نہ کر گئی ہوتی - تو نتائج اس سے بھی زیادہ غیر محدود طور پر خوفناک ہوتے + ہندوستان کے دوسرے حصوں میں لوگوں نے جس قابل تعلیم خود ضبطی سے کام لیا - اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا - کہ وہ مزاج و طبیعت کے اعتبار سے پنجابیوں سے مختلف ہیں - بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے - کہ ستیاگرہ کا اثر اسقدر طاقتور تھا - کہ ہندوستان میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رولٹ بل عاید کرنے سے گورنمنٹ کے خلاف جو ناراضگی پھیل گئی تھی۔ اس کو رولٹ بل نے بے عنان نہیں ہونے دیا۔ اگر لوگ اس قابل ہوتے۔ کہ ضبط و وقار کو پس پشت ڈال دینے کے بغیر سلطنت کے قوانین کی نافرمانی کرنے میں اظہار ناراضگی کر سکیں۔ تو یہ اغلب ہے۔ کہ گورنمنٹ نے اب سے بہت پہلے لوگوں کی مرضی کے آگے سر جھکا دیا ہوتا۔

لیکن ستیاگرہ میں ضبط و تحمل کی جو طاقت ہے۔ وہ اس تشدد کی برابری نہ کر سکا۔ جو پنجاب گورنمنٹ نے اس پر ڈالا تھا۔ اگر سر مائیکل اوڈوائر ستیاگرہ کے سنجیدہ اثر کا احترام کرتے۔ اور لوگوں کی امداد کرتے۔ جیسے دوسرے صوبوں کی گورنمنٹوں نے کم و بیش کیا۔ تو پنجاب کی خوفناک مصیبتوں کا سدِ باب ہو جاتا۔ اور پچھلے چند مہینوں کی تاریخ اس سے بہت مختلف لکھی جاتی۔ جیسی اب لکھی گئی ہے۔

ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اگر ستیاگرہ پر مناسب طور سے عمل کیا جائے۔ تو لوگوں پر وحشیانہ طاقت سے حکومت کرنا ناممکن ہو جائے۔ اور اس لئے ان قوانین کا مؤثر نفاذ جنہیں لوگ پسند نہ کریں۔ اگر ناممکن نہیں۔ تو مشکل ضرور ہو جائے۔ لیکن یہ امر ایسی سلطنت میں باعث شکایت نہیں ہو سکتا۔ جس کے نظام آئینی میں یہ ضروری ہو کہ گورنمنٹ خاص طریقے سے محکوم لوگوں کی منظوری حاصل کرے۔

اب ہمارے لئے اس امر پر بحث کرنا باقی ہے۔ کہ آیا ستیاگرہ اس قتل و خونریزی اور تاخت و تاراج کا جو پنجاب میں واقع ہوئی ذمہ وار ہے۔ جیسا کہ ہم واضح کر چکے ہیں ستیاگرہ کے پرچار سے کسی صورت میں یا کسی شکل سے تشدد پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ تو تشدد کے طریقوں کا مانع ہے۔ ستیاگرہ کی جس شکل میں سول نافرمانی داخل ہے۔ اس کی غلط ترجمانی آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اس لئے اسے صرف احتیاط سے اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ہم اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ سول مقابلے پر عمل کرنے میں بہت کامل احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ تو بہت آسان ہے۔ کہ قانون کی عزت کی پوشیدہ طور پر مخالفت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی جائے۔ لیکن یہ اتنا آسان نہیں۔ کہ ان تکالیف کو پے در پے جھیلا جائے۔ جو کسی سلطنت کے قوانین کی سول یعنی بے تشدّد نافرمانی میں بڑی ضروری ہیں + لہذا سول مقابلہ کا وعظ اس وقت کہا جا سکتا ہے۔ جب کہ مصیبت کشی کے لئے زمین پہلے ہی سے تیار کی جا چکی ہو ہم یہ اشارہ کئے دیتے ہیں۔ کہ مسٹر گاندھی نے نہایت جرأت کے ساتھ بلکہ ہمارے نزدیک نہایت صداقت کے ساتھ اس امر کو تسلیم کر لیا۔ کہ عوام میں سول نافرمانی کی تحریک قبل از وقت تھی۔ اور اس اعتراف کے بعد انہوں نے فوراً اپنی تحریک ملتوی کر دی +

بہر حال پنجاب میں ستیاگرہ کی سول مقابلے کی صورت کو نہ کسی نے سمجھا۔ نہ اس کی خوبی کو پہچانا۔ اور اس پر نہایت کم عمل کیا + ہڑتال کا سول مقابلے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر یہ رضامندی سے کی جائے۔ سختی و تشدّد سے خالی ہو۔ اور اس کا مقصد ایک غلط کار کے افعال پر اظہار ناپسندیدگی ہو۔ نہ کہ اس کے خلاف بُرے خیالات ظاہر کرنا۔ تب ہڑتال بھی ستیاگرہ کا ایک حصّہ سمجھی جا سکتی ہے + مزید براں ہڑتال تو ہندوستان کی بہت قدیمی رسم ہے۔ اور لوگ اسے ایسی ہی حالتوں میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ جس حالت میں اپریل کے دوران میں پنجاب کے اندر استعمال کی + ستیاگرہ یا ہڑتال کا ہجوم عام کی حد سے بڑھی ہوئی حرکات سے کچھ تعلق نہیں۔ ان حرکات کا اصلی سبب کیا تھا۔ اس پر آئندہ صفحوں میں بحث کی جائے گی +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فصل پنجم

مارشل لاء

پہلا حصہ - عام

ہم نے سر مائیکل اوڈوائر کے دور حکومت پر اس امر کو مدنظر رکھکر بحث کی تھی۔ کہ ان کا سلوک تعلیم یافتہ طبقوں کے ساتھ تھا۔ اور ان کے بھرتی کے طریق کیسے تھے۔ ہم نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ سر مائیکل اوڈوائر نے پنجاب کی سب جماعتوں کو اپنے آپ سے بیگانہ بنا دیا۔ ہم نے رولٹ ایکٹ اور اس کے نتائج کو بھی نہایت تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ ہم نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ جو ایجی ٹیشن ہندوستان کے طول و عرض میں اس کی منسوخی کے لئے برپا ہوئی اس کی ہیئت کیا تھی۔ ہم نے ستیاگرہ کے اصول اس کے موجد کے لفظوں ہی میں درج کر دیئے ہیں۔ اور ہمارا خیال ہے۔ کہ ہم نے اس امر کو کافی طور پر واضح کر دیا ہے۔ کہ رولٹ ایکٹ کی ایجی ٹیشن جس نے ۶۔ اپریل کو عملی اختیار کی کسی تشدد کے فعل کا باعث نہیں بنی۔ اور ستیاگرہ اس کے موجد کے خیال و منشا کے استعمال کے مطابق تشدد کے طریقوں سے بالکل آزاد ہے۔ اور فی الحقیقت اس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی اشاعت وتسلیم کا نتیجہ زیادہ پرامن اور حفاظت جان و مال ہی ہو سکتا ہے۔ ہم نے یہ بھی دکھا دیا ہے۔ کہ رولٹ ایکٹ کی ایجی ٹیشن اور ستیاگرہ نے یکساں طور پر لوگوں کو اپنی حفاظت کرنے کا اندازہ کرنے کے قابل بنا دیا ہے۔ اور ان میں سرگرمی کی روح پھونک دی ہے۔ پنجاب کے لوگ اس گورنمنٹ سے بالکل محبت نہ رکھتے تھے جس کا نمونہ سر مائیکل اوڈوائر تھے۔ وہ نہایت غیر مطمئن تھے۔ یہ بے اطمینانی گرانی اور قحط سے اور بھی تیز ہو گئی۔ وہ بہرحال جنگ کے بعد اچھے زمانے کی توقع کرتے تھے۔ لیکن اس کے برخلاف لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ تو اس کی جگہ اسی مشتبہ حالت نے لی۔ اس طرح جو بے اطمینانی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ خلاف ایجی ٹیشن سے اور بھی زیادہ شدید ہو گئی۔ کیونکہ مسلمان ایک نہایت قرین انصاف مقصد کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کے ارادوں پر بے اعتماد ہو گئے تھے۔

اپریل گزشتہ کے واقعات کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے مندرجہ واقعات کو سامنے رکھ لینا ضروری ہے۔ جن کے متعلق یہ نہایت کم احتمال ہے۔ کہ کسی کو کچھ کلام ہو۔

پنجاب میں ۶۔ اپریل کو مکمل ہڑتال تھی۔ یہ ایسا نظارہ تھا جس کی نظیر پنجاب میں اور اس معاملے میں ہندوستان میں بھی اس دن لیڈر اور عوام اس طرح کام کرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ جیسے وہ ایک آدمی ہیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مکمل بھائی چارا اور اتحاد تھا۔ ہر جگہ رولٹ ایکٹ کے خلاف اور اسکی منسوخی کی استدعا کے ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ ۶۔ اپریل کا مظاہرہ لوگوں کے منشا کا ایک پرامن اظہار تھا۔

بہرحال یہ واقعہ سر مائیکل اوڈوائر کے لئے حد سے زیادہ تھا۔ ان کو ہڑتال اور ہندو مسلم اتحاد دونوں باتوں میں حکومت برطانیہ کے حق میں خطرہ نظر آتا تھا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان کے نزدیک یہ اتحاد برطانیہ کی مخالفت کے لئے تھا۔ اور اس کی شکستگی ہر تدبیر سے ضروری تھی۔ لاہور کے لیڈروں کی گرفتاری میں بھی اُن کے پُر امن افعال کو "سازش اور جنگ کرنے" کا لقب دیا گیا۔ مقدمہ لاہور کا خلاصہ جو عدالت اجلاس کنندہ نے تیار کیا۔ یوں ہے:۔ وہ قانون جو رولٹ بل کے نام سے مشہور رہا ہے۔ امپیریل کونسل میں ۱۸۔ مارچ ۱۹۱۹ء کو پاس کیا گیا۔ اس پر پنجاب کے باہر کے اشخاص نے ایک عام سازش کی۔ اور ان کے ساتھ ملزمان بھی مل گئے۔ اس سازش کا مقصد یہ تھا۔ کہ فساد انگیز جلسے منعقد کئے جائیں۔ اور گورنمنٹ کے خلاف عام لوگوں کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے ایک عام سٹرائک عمل میں لائی جائے۔ اور گورنمنٹ پر ایسا رعب ڈالا جائے۔ کہ وہ قانون کو نامنظور کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اس کے مطابق مذکورہ بالا سازشیوں نے جن میں ملزمان بھی شامل ہیں۔ ۳۰۔ مارچ کو ایک عام سٹرائک کا اعلان کیا۔ جسے عام طور پر ہڑتال کہتے ہیں۔ اس سٹرائک سے مقصد یہ تھا۔ کہ بدامنی کی ترغیب دلائی جائے۔ ملک کی مالی زندگی کو متزلزل کر دیا جائے۔ اور گورنمنٹ کے ساتھ مخالفت اور حقارت مشتعل کی جائے۔

اس کے بعد بہت سے جلسوں کا نام بیان ہے۔ جنہیں خلاصہ مقدمہ میں "ملزمان کا مجمع" کا لقب دیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد دو پیراگراف ہیں۔ جنہیں ہم سرکاری مسودہ نویس ہی کے لفظوں میں نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں:۔ ۹۔ اپریل کو اس سازش کے مطابق جو گورنمنٹ کے خلاف دشمنی اور مخالفت کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے تیار کی گئی تھی۔ اور رام نومی کے جلوس کے موقع پر ملزمان رام بھجدت گوکل چند دھرم داس سوری اور دونی چند وغیرہ نے اس گورنمنٹ کے خلاف جو بروئے قانون قایم ہے۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی حوصلہ افزائی کی۔ ۱۰۔ اپریل کو گورنمنٹ پنجاب نے امن و انتظام بحال رکھنے کے خیال سے سازشیوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں سے ایک شخص مسمی گاندھی کا داخلہ صوبے میں ممنوع قرار دیا۔ اور اسی تاریخ کو امرتسر کے دو اور سازشیوں مسمیاں کچلو اور ستیہ پال کی جلاوطنی کا حکم دے دیا گورنمنٹ کی ان تدابیر پیش بینی کو جو امن وانتظام کی حفاظت کے لئے کی گئی تھیں ان سازشیوں نے ملک معظم کے خلاف جنگ کرنے کا اشارہ ہی قرار دے لیا۔"

ہم ان پیراگرافوں کا حوالہ اپنے پیش کئے ہوئے نکات کو زوردار بنانے کے لئے دیتے ہیں۔ وہ نکات یہ ہیں۔ کہ ہڑتال۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد کے جلسے اور ہندو مسلمان کے اتحاد کو گورنمنٹ کے حق میں دھمکی پر محمول کیا گیا۔ ہڑتال اور اتحاد کے یہ معنی لینا بعید کا خیال نہیں ہے + سر مائیکل اوڈوائر نے ۷۔ اپریل کو صاف لفظوں میں اپنا خیال ظاہر کر دیا ہے۔ ہم ان کی اس تقریر کا خلاصہ درج کر چکے ہیں۔ جب انہوں نے اپریل رائے زادہ بھگت رام بیرسٹر جالندھر سے ملاقات کی۔ تو ان سے بھی ہڑتال کے متعلق اپنی سخت ناپسندی کا اظہار کیا۔ جیسا کہ اس بیان سے ظاہر ہوگا جو رائے زادہ صاحب نے دیا ہے +

رائے زادہ بھگت رام کہتے ہیں :-

"(پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے) جلسے کے بعد میں لفٹنٹ گورنر صاحب سے ملاقات کے کمرے میں ملا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ جالندھر میں کسی قسم کی ہڑتال ہوئی۔ میں نے جواب دیا کہ ہڑتال بالکل مکمل تھی۔ اور کسی قسم کا فساد نہیں ہوا۔ سر مائیکل نے مجھ سے پوچھا کہ آپ اسے کس بات کا نتیجہ سمجھتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میری رائے میں یہ مسٹر گاندھی کی قوت روحانی کا نتیجہ تھا۔ اس پر سر مائیکل نے اپنا گھونسا اٹھایا اور کہا۔ رائے زادہ صاحب۔ یاد رکھئے۔ ایک اور طاقت بھی ہے جو گاندھی کی قوت روحانی سے زیادہ بڑی ہے۔"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مارشل لاء

حصہ دوم

۱- امرت سر

ہم پہلے امرت سر کا ذکر کریں گے۔ کیونکہ یہی وہ مقام تھا۔ جہاں اشتعال دکھانے کا عمل واقعہ ہوا۔ امرت سر اہمیت کے لحاظ سے لاہور سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اگر بعض اعتبارات سے یہ لاہور سے بھی زیادہ اہم مقام ہے۔ اس کی آبادی ایک لاکھ ساٹھ ہزار کی ہے۔ سونے کا مندر اسی شہر میں ہے۔ جو سکھوں کی پوجا کی سب سے بڑی جگہ ہے۔ چونکہ پنجاب میں یہ سب سے بڑا تجارتی مرکز ہے۔ اور یہاں سنہری مندر (دربار صاحب) بھی واقعہ ہے۔ اس لئے پنجاب کے ہر حصے سے بلکہ باہر سے بھی مسافروں اور سیاحوں کی کشش کا موجب ہے +

وسط اپریل کے قریب ہندوؤں کا نوروز ہوتا ہے۔ اس دن امرت سر میں ایک میلہ مویشی بھی لگتا ہے۔ نوروز کو بیساکھی کہتے ہیں۔ یہ موقع مذہبی اور تجارتی دونوں حیثیات رکھتا ہے۔ ہر سال اس میں دور و نزدیک سے بے شمار لوگ آتے ہیں۔ بیساکھی سے پہلے رام نومی کا تیوہار ہوتا ہے +

امرت سر نے ۶- اپریل کا دن مکمل طور پر منایا۔ اور ہر طبقے کے مسلمانوں سکھوں اور ہندوؤں نے مکمل ہڑتال کی۔ ہڑتال رضامندی سے اور خود بخود ہوئی۔ ہجوم کے برتاؤ میں کوئی بری خصوصیت نہیں تھی۔ اور کوئی حادثہ ایسا نہ ہوا۔ جس کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

متعلق اظہار افسوس یا رپورٹ کرنے کی حاجت ہو +

۹۔ اپریل کو رام نومی کا دن تھا۔ اصولاً تو یہ ہندوؤں کا ایک مذہبی تہوار ہے۔ لیکن اس دفعہ اسے ہندو مسلمانوں کے اتفاق کے لیے استعمال کیا گیا۔ مسلمانوں نے اس میں بہت نمایاں حصہ لیا۔ ڈاکٹر کچلو اور ستیہ پال اس اتحاد کے منتظموں میں سے تھے۔ اس سے بہت پہلے یہ دونوں لیڈر اپنی خدمات عامہ کے سبب سے مشہور ہو چکے تھے +

ڈاکٹر سیف الدین کچلو ایک معقول پریکٹس رکھنے والے مسلمان بیرسٹر ہیں۔ وہ مانسٹر یونیورسٹی کے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اور کیمبرج کے گریجویٹ ہیں۔ وہ علی گڈھ کالج کے طالب علم بھی رہے ہیں۔ ان کی عمر ۳۵ سال کی ہے۔ شادی شدہ ہیں۔ دو بچے بھی ہیں۔ وہ سالہا سال سے ہندوستان کے اتفاق کی کوششوں میں مصروف رہے ہیں +

ڈاکٹر ستیہ پال ہندو ذات کے کھتری ہیں۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کے بی۔ اے ایم۔ بی۔ ہیں۔ ان کو زمانہ جنگ میں عدن کے مقام پر ایک سال کے لیے بحیثیت لفٹننٹ آئی۔ ایم۔ ایس۔ شاہی کمیشن کا اعزاز بھی حاصل رہا ہے۔ یہ صاحب ڈاکٹر کچلو کے ساتھ مل کر کام کرتے تھے۔ چونکہ پچھلے دنوں امرتسر ریلوے سٹیشن پر ہندوستانیوں کو پلیٹ فارم ٹکٹ ملنے بند ہو گئے تھے۔ اور ڈاکٹر ستیہ پال نے اس امر کے خلاف بہت کام یا ایجی ٹیشن کی تھی۔ اس لیے وہ ہر دلعزیز ہو گئے تھے۔ دونوں رولٹ ایکٹ ایجی ٹیشن کے دنوں میں بہت زیادہ ہر دلعزیز ہو گئے تھے۔ اور دونوں نے ستیا گرہ کا عہد لیا تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ اور مقامات کی طرح امرتسر میں بھی رولٹ ایکٹ کی ایجی ٹیشن میں حاضرین کی تعداد بہت زیادہ ہونے لگی تھی۔ اور جوں جوں ایجی ٹیشن طاقتور ہوتی گئی۔ اور ان دونوں نے متواتر اس کے متعلق کام کیا۔ اس لیے وہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لوگوں کے نزدیک قابلِ پرستش بن گئے تھے۔

ڈاکٹر ستیہ پال کو ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء کو گورنمنٹ پنجاب کے احکام کے تحت عام طور پر تقریر کرنے سے منع کر دیا گیا۔ اور وہ امرت سر میں نظر بند کر دیئے گئے۔

جیسا کہ پچھلے باب میں بیان کیا جا چکا ہے۔ ہندوستان کے بعض حصوں میں ۳۰ مارچ کو بھی ہڑتال کی گئی تھی۔ چنانچہ امرت سر میں بھی اس دن ہڑتال تھی۔ امرت سر کے جلسہ مورخہ ۳۰ مارچ کا جو بیان سرکاری طور پر فراہم کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس میں تیس پینتیس ہزار کے قریب اشخاص شریک تھے لیکن تمام بیانات اس پر متفق ہیں۔ کہ جلسہ بغیر کسی ناگوار واقعہ کے بخیر و خوبی ختم ہوا۔ جلسے کے مقرروں نے اس بات پر زور دیا۔ کہ یہ تقریب پر امن اور مذہبی ہے۔

ڈاکٹر کچلو کے افتتاحی الفاظ یہ ہیں:-

"ہم قومی مقاصد پر ذاتی مقاصد کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے مہاتما گاندھی کا پیغام آپ لوگوں کو سنا دیا گیا ہے۔ تمام اہل ملک مقابلے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اس مقدس شہر یا ملک میں خون کی ندیاں بہائی جائیں۔ مقابلہ خاموش و مجہول ہونا چاہئے۔ اپنے ضمیر کے مطابق عمل کرنے پر تیار ہو جاؤ۔ خواہ اس سے تمہیں جیل ہی میں کیوں نہ جانا پڑے یا تمہیں نظر بندی کا حکم ہی کیوں نہ پہنچ جائے"

مگر یوں کسی کو دکھ اور تکلیف نہ دو۔ امن کے ساتھ چپ چاپ گھروں کو چلے جاؤ۔ باغ میں سیر کر لو۔ کسی پولیس مین یا کسی غدار کے حق میں سخت الفاظ استعمال نہ کرو۔ جس سے اسے دکھ ہو۔ اور نقص امن یا بلوے کا امکان پیدا ہو جائے"

لیکن سر مائیکل اوڈوائر ہڑتال اور امرت سر کے جلسے سے بہت بے بس ہو گئے اس لئے انہوں نے ڈاکٹر کچلو کو بھی وہی حکم دیا۔ جو ڈاکٹر ستیہ پال کو دیا گیا تھا۔

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حکم پر ۳۰ مارچ کی تاریخ لکھی ہے۔ اور مضمون اس طرح ہے۔

"تم تاحکم ثانی:۔

(ا) شہر امرتسر کی میونسپل حدود کے اندر رہو۔ (ب) کسی اخبار کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ خط و کتابت کرنے سے محترز رہو۔

(ج) کسی عام جلسے کے منعقد کرنے یا اس میں شامل ہونے یا اس کو لکھ کر یا کسی اور طرح مخاطب کرنے سے پرہیز کرو"۔

پنڈت کوٹومل پنڈت دینا ناتھ اور سوامی انوبھوانند پر بھی ایسی ہی قیود لگائی گئیں اس میں شک نہیں۔ کہ ان احکام کا اثر عوام پر پڑا۔ مگر وہ ان احکام سے کمزور اور خاموش نہیں ہوئے۔ لہذا ۶۔ اپریل کو ایک اور مکمل ہڑتال ہوئی۔ اور ۳۰ مارچ والے جلسے سے بھی بڑا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ امرتسر کے ایک بیرسٹر مسٹر بدرالاسلام علی خاں اس جلسے کے صدر ہوئے۔ جس میں کہتے ہیں۔ کہ پچاس ہزار آدمی شریک ہوئے ہم پھر یہ سرکاری کاغذات سے اقتباس کر کے لکھتے ہیں۔ کہ جلسے میں ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ جس میں گورنمنٹ سے یہ التجا کی گئی تھی۔ کہ ڈاکٹر ستیہ پال اور دوسرے لوگوں کے خلاف احکام صادر ہوئے ہیں۔ وہ واپس لے لئے جائیں ان احکام کے متعلق تقریریں کیسی کی گئیں۔ یہ اندازہ ذیل کے فقرے سے ہو سکیگا۔ جس سے ہم اس رپورٹ سے اقتباس کرتے ہیں۔ جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔

"ان کا قصور صرف یہ ہے۔ کہ وہ ہم سب کو رولٹ ایکٹ کے اصل مدعا سے مطلع کرتے تھے"۔

رولٹ ایکٹ کی تنسیخ کی استدعا کرنے کے متعلق بھی ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ پریزیڈنٹ نے جلسے کی افتتاحی تقریر میں یوں کہا:۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دو آج کا جلسہ پچھلے اتوار سے بھی زیادہ کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ تمہارا مقصد اظہار رائے کے متعلق پورا ہو چکا۔ اس وقت لوگوں کو چاہیئے کہ جذبات کا اظہار نہ کریں۔ بلکہ صبر سے کام لیں۔ مہاتما گاندھی کی نصیحت یہ ہے کہ اس جدوجہد میں ہم رنج و افسوس کو صبر کے ساتھ جھیلیں گے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو حرکات مجرمانہ اور تشدد سے بچالیں گے۔ جھوٹ ناکام رہے گا۔ اور سچ کو فتح حاصل ہوگی اگر تم سکون دل اور صبر و تحمل سے کام لوگے۔ تو جلسے کا اثر بہت وسیع ہوگا۔ لیکن اگر ذرا بھی فساد ہوا۔ اور دو آدمی بھی آپس میں لڑ پڑے۔ تو اس کا نتیجہ خراب نکلیگا۔ اور جلسے کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ اس لئے حاضرین سے التماس ہے۔ کہ وہ جلسہ گاہ سے نہایت خاموشی اور سکون کے ساتھ چلے جائیں۔ اور کسی قسم کا جلوس نہ بنائیں"

جس رپورٹ سے ہم نے اوپر کا حصہ لیا ہے۔ اس پر ۸۔ اپریل کی تاریخ لکھی ہے اور آخر میں لکھا ہے۔ کہ عوام نے پریزیڈنٹ کی ہدایات پر پورا پورا عمل کیا"

۹۔ اپریل کو جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ رام نومی کا بڑا تہوار تھا۔ لیڈروں نے اس امر کا فیصلہ کر لیا تھا کہ اس موقع پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پورا اتحاد ہو۔ رام نومی عام طور پر ایک مذہبی تقریب ہے۔ لیکن جب مسلمانوں نے اس میں حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا۔ تو اس تہوار نے بے شبہ ایک زبردست امتیاز حاصل کر لیا ہے یہ ایک بہت بڑا جلوس تھا۔ جس میں کثیر التعداد مسلمانوں نے حصہ لیا۔ ڈاکٹر کچلو اور ڈاکٹر ستیہ پال نے مختلف مقامات سے جلوس دیکھا۔ اور جب بھی ان کے پاس سے جلوس گذرا۔ لوگوں نے انہیں دیکھکر خوب جوش سے نعرے لگائے۔ امرت سر کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی جلوس دیکھا۔ اور جب بینڈ باجے کی مختلف ٹولیاں انکے پاس سے ہو کر گزریں۔ تو انہوں نے "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کا گیت باجے میں سنایا۔ باوجود عظیم مظاہرہ کے کوئی قابل افسوس واقعہ یا حادثہ پیش نہیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آیا:-

یہ عام مظاہرہ اور قومی بیداری کا اظہار ایسا تھا۔ کہ ہر حاکم اسکے تحسین سے ہی
خوش ہو جاتا۔ اور عام جذبات کے ساتھ اسے ہمدردی پیدا ہو جاتی۔ مگر سر مائیکل
اوڈوائر اس سے غضبناک ہوئے۔ وہ اس بات پر ناراض تھے۔ کہ ان کے احکام نے
(جن کا حوالہ ہم دے چکے ہیں) لوگوں کو خوف زدہ کر دینے کی بجائے اور بھی دلیر اور اپنے
مطالبات پر زیادہ مصر کیوں بنا دیا۔ لہذا فی الواقع عین اس وقت جب کہ
عام مظاہرہ ایک باطریق اور پورے آئینی طریق سے عمل میں آرہا تھا۔ پنجاب
گورنمنٹ سکرٹریٹ میں ایک ایسا حکم تیار ہو رہا تھا۔ جو امن عامہ کو تباہ و برباد
کر دینے والا تھا۔ کیونکہ لفٹنٹ گورنر صاحب نے ڈاکٹر کچلو اور ڈاکٹر ستیہ پال
کو جلاوطن کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ احکام ۹۔ مارچ کو پچھلی رات امرت سر
پہنچ گئے۔ اور دس اپریل کو ڈپٹی کمشنر نے ڈاکٹر کچلو اور ڈاکٹر ستیہ پال کو بلا کر
حکم دکھایا۔ اور انہیں موٹر کار میں بٹھا کر کسی غیر معلوم جگہ بھیج دیا۔ یہ خبر امرت
میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ ایک ہجوم فوراً جمع ہوا۔ یہ ہجوم سوداگران کا تھا۔ ننگے سر
بہت سے ننگے پاؤں اور تمام لاٹھیوں یا چھڑیوں سے خالی تھے۔ یہ ہجوم اپنے پیارے
لیڈروں کی رہائی کی التجا کرنے کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب کی کوٹھی کی طرف جا
رہا تھا۔ وہ ہجوم امرت سر کے بازاروں میں سے گذرا۔ نیشنل بنک۔ ٹون ہال۔ اور
کرسچن مشن ہال کے پاس سے بھی گزرا۔ یہ وہ عمارتیں تھیں جو تھوڑے عرصے بعد
ان میں سے بعض لوگوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہونے والی تھیں۔ یہ ہجوم ریلوے
گاڑیوں کے پل کے پاس روک دیا گیا۔ پل پر فوجی پہرا تھا۔ لوگوں نے گزرنے کی
اجازت مانگی۔ اور کہا۔ کہ ہم ڈپٹی کمشنر کے بنگلے پر فریاد کرنے کے لئے جانا چاہتے ہیں
وہ آگے بڑھے فوجی پہرہ ذرا پیچھے ہٹا۔ جب وہ اور بڑھے۔ تو فوج نے فائر کرنے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شروع کئے ہجوم میں سے بعض ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس پر ہجوم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے بعد وہ پُر امن ہجوم نہ تھا۔ یہ ایک ایسا ہجوم تھا۔ جو اپنے لیڈروں کی رہائی حاصل کرنے کی کوشش میں مستغرق تھا۔ اور اپنے میں سے چند آدمیوں کے مقتول و مجروح ہونے سے غضبناک ہو گیا تھا۔ وہ غصے میں بھرے ہوئے لوگ ریلوے کے پیدل پل کی طرف گئے۔ اور بعض مقتولوں اور زخمیوں کو اٹھائے ہال بازار کی طرف آئے۔ جن شہریوں نے زخمیوں کو اور مرنے والوں کی لاشوں کو دیکھا۔ وہ اس نظارے سے مشتعل ہو گئے۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد ایک بڑا ہجوم پھر گاڑیوں کے پل اور پیدل پل کے نزدیک نظر آیا۔ اس دفعہ اُن لوگوں نے اپنے آپ کو چھڑیوں اور لکڑیوں سے مسلح کر لیا تھا۔ دونوں پلوں پر فوج کا پہرہ تھا۔

اسی اثنا میں جب وکلا نے یہ شور و غل سنا۔ تو انہوں نے اپنی خدمات ڈپٹی کمشنر کے حضور میں پیش کیں۔ کہ ہم بیچ میں پڑ کر فیصلہ کرا دیں۔ انہیں اس معاملے میں دخل دینے کی اجازت دے دی گئی۔ جب وہ پہنچے تو مسٹر پلومر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس امرتسر نے ان کو بتایا کہ ایک بڑا ہجوم ریلوے کے احاطے کی طرف گیا ہے۔ لہذا کچھ وکلا تو اسی طرف چلے گئے۔ اور کچھ پلوں کے پاس رہے۔ جو ریلوے کے احاطہ میں گئے تھے۔ وہ ہجوم کو احاطے میں سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن گاڑیوں کے پل کے نزدیک صورت حال بہت مشکل تھی۔ مسٹر سلاریا۔ اور مسٹر مقبول محمود ایک طرف تو ہجوم کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف حکام کو گولی چلانے سے روک رہے تھے۔ ایک وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہجوم کے سمجھانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن ہجوم میں سے بعض آدمیوں نے پتھر یا لکڑیوں کے ٹکڑے فوج کے سپاہیوں پر پھینکے۔ فوج والوں نے فوراً فائر کئے۔ جس سے بیس آدمی مرے۔ اور کئی

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زخمی ہوئے۔ مسٹر سلاریا اور مسٹر مقبول محمود خود بال بال بچے۔ انفیسر انچارج نے افسوس بھی ظاہر کیا۔ کہ جس حالت میں آپ لوگ ہجوم کو منتشر ہونے کی نصیحت کر کے حکام کو مدد دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایسے وقت میں فائر کر دینے کے متعلق مجھے افسوس ہے۔ اس کے بعد مسٹر مقبول محمود سول اسپتال گئے۔ اور ڈاکٹر دھنپت رائے کو بلا لائے۔ تاکہ وہ زخمیوں کی فوراً دیکھ بھال کریں۔ اسپتال سے مردے اور زخمی اٹھانے کی چارپائیاں لائی گئیں۔ مگر کہا جاتا ہے۔ کہ مسٹر ملیور نے یہ کہہ کر انہیں واپس کر دیا۔ کہ لوگ اپنے انتظام خود کر لیں۔ کچھ زخمی ڈاکٹر کدار ناتھ کے مکان پر پہنچائے گئے۔ وہ زنانہ اسپتال کے بالکل قریب رہتے تھے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب مسز ایسڈن نے زخمیوں کو دیکھا۔ تو وہ ہنسی اور کہا۔ کہ ہندو مسلمان نے وہی سزا پائی۔ جس کے وہ مستحق تھے۔ اس پر ایک گروہ اسپتال میں زبردستی داخل ہو گیا۔ اور مسز ایسڈن کو تلاش کرنے لگا۔ لیکن اس اثنا میں اسے مسز بنجمن نے چھپا دیا۔ بس اس طرح وہ ہجوم سے بچ گئی۔ جوش میں بھرے ہوئے ہجوم نے نیشنل بنک کو برباد کر دیا۔ اور اس کے مینجر مسٹر سٹورٹ اور اکونٹنٹ مسٹر سکاٹ کو قتل کر دیا۔ جو لوگ گڈس شیڈ میں گئے تھے۔ انہوں نے مسٹر رابنس ریلوے گارڈ کو قتل کر دیا۔ ہجوم نے الائنس بنک پر حملہ کیا۔ اور جب اس کے مینجر نے [illegible] دیسے گولیاں چلائیں۔ تو لوگوں نے غضب ناک ہو کر اسے قتل کر دیا۔ اس کی لاش کو زمین پر پھینک کر بنک کے [illegible] سے اس کی لاش جلا دی۔ سرجنٹ رولینڈ چھاؤنی کا ماہر برقیات ریلوے پل کے پاس مارڈالا گیا۔ ٹاؤن ہال، ڈاک خانہ اور مشن ہال جلا دیئے گئے۔ اور اسی طرح بھاگتا نوالہ ریلوے سٹیشن کا ایک حصہ بھی شعلوں کی نذر کر دیا گیا۔ چارٹرڈ بنک پر بھی حملہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر اس کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچایا۔ کیونکہ بنک کے ہندوستانی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عملے نے صورت حالات کو سنبھال لیا۔ مس شیرووڈ جو سائیکل پر جا رہی تھی۔ اس پر وحشیانہ حملہ کیا گیا۔ لیکن اس کی ایک شاگرد لڑکی کے باپ نے اسے چھڑا لیا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ عوام میں بدمعاش عنصر بھی موجود تھا جس نے موقع پا کر نیشنل بنک کے گوداموں کو لوٹنے کا ارادہ کر لیا۔ ہم یہاں ذکر کئے دیتے ہیں کہ اس وقت سے بعض پولیس مینوں پر شبہ ہوا ہے۔ کہ بنکوں میں سے چرائی ہوئی چیزیں ان کے قبضے میں موجود ہیں۔ یہ تمام تباہی اور لوٹ ۱۰ اپریل کو پانچ بجے شام کے ختم ہو گئی۔

امرت سر کے لوگوں کو ان کے پیارے لیڈروں کی جلاوطنی سے جو جوش دلایا گیا وہ بہت سخت اور غیر ضروری تھا جب ہجوم کو اس کے پرامن کوچ سے روکا گیا اور اس کے مصر ہونے پر گولیاں چلائی گئیں۔ تو وہ جوش دوگنا ہو گیا۔ یہاں اس امر کو دوبارہ یاد دلانا اور اس پر زور دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ گاڑیوں کے پل تک پہنچنے اور گولی چلنے کے وقت تک ہجوم نے کوئی شدید مجرمانہ حرکت نہ کی تھی۔ یہ کہنا بہت مشکل ہے۔ کہ اگر ہجوم کو ڈپٹی کمشنر کے بنگلے کی طرف جانے کی اجازت دے دی جاتی۔ اور وہاں اس کی التجا رد کر دی جاتی (جس کی توقع تھی) تو کیا ہوتا۔ یہ تو زیادہ تر اس برتاؤ پر منحصر ہوتا۔ جس برتاؤ سے ڈپٹی کمشنر صاحب اُن لوگوں سے پیش آتے۔ یہ تو تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہجوم معقول حالت میں تھا۔ اور اگر حکام کا یہ خیال تھا۔ کہ ہجوم "تشدد" کے طریقے پر عمل کرے گا۔ تو ہم اس کی پیش قدمی کو روکنے میں حکام پر کوئی الزام نہیں دھرتے۔ مارشل لا کمیشن کے سامنے جو شہادتیں دی گئیں۔ لارڈ ہنٹر کمیٹی کے سامنے جو شہادتیں دی گئیں۔ اور جو شہادتیں ہم نے جمع کی ہیں۔ اُن سے تو ہم یہی نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ فائر کرنے سے پہلے آگاہ نہیں کیا گیا۔ فوراً ہی ہجوم نے اصرار کیا۔ اور

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اندھیرے ڈائر کا حکم دے دیا گیا۔ اسی ملک میں یہ ایک رسم ہو گئی ہے۔ کہ صیغہ انتظامی اور فوج کسی خطرہ میں پڑنا نہیں چاہتے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ ہندوستانی زندگی بہت سستی سمجھی گئی ہے"

مسٹر مقبول محمود وکیل ہائی کورٹ جو مسٹر سلاریا کے ساتھ ہجوم کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ دوسری دفعہ گولی چلنے کے متعلق یہ کہتے ہیں:-

سلاریا اور میں دونوں نے ڈپٹی کمشنر اور دیگر افسروں سے پکار کر کہا۔ کہ پیچھے ہٹ جائیے۔ اور فائر نہ کیجئے۔ کیونکہ ابھی ہم کو امید ہے۔ کہ ہم ہجوم کو پیچھے ہٹا لیں گے۔ ہجوم میں سے بعض لوگوں نے فوجی سپاہیوں پر لکڑیاں اور پتھر پھینکے۔ سپاہیوں نے بغیر کسی تنبیہ یا اطلاع کے گولیوں کی ایک باڑ ماردی۔ گولیاں میرے دائیں بائیں شائیں شائیں کر رہی تھیں۔ ہجوم منتشر ہو گیا۔ اور کوئی بیس یا پچیس مقتول و مجروح ہوئے۔ جب فائر بند ہوئے۔ تو میں سپاہیوں کے پاس گیا۔ اور ان سے پوچھا۔ کہ تمہارے پاس کوئی ایمبولینس موٹر کار ہے۔ یا ضروری مدد کا کچھ سامان موجود ہے؟ پاس ہی اسپتال تھا میں نے چاہا کہ بھاگ کر جاؤں۔ اور وہاں سے امداد طلب کروں۔ لیکن سپاہیوں نے مجھے اجازت نہ دی۔ آخر مسٹر سیمور نے مجھے جانے دیا۔ . . . .

جب فائر کئے گئے ہیں۔ تو خود ڈپٹی کمشنر صاحب وہاں موجود تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سلاریا اور میں بار کے ممبر ہیں۔ اور لوگوں کو واپس شہر لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ایک اتفاق ہی تھا۔ کہ ہماری جانیں بچ گئیں۔ میں اب تک یقین کرتا ہوں۔ کہ اگر حکام ذرا اور صبر سے کام لیتے۔ تو ہم ہجوم کو ہٹانے میں کامیاب ہو جاتے۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ کہ جب حکام نے فائر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تو بھی کسی ایمبولینس موٹر کار یا زخمیوں کی فوری مدد

کا کوئی انتظام نہ کیا۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اگر وقت پر طبی مدد پہنچ جاتی۔ تو بعض زخمی ضرور بچ جاتے۔ پہلی چند گولیوں کے بعد ہجوم پیچھے کی طرف بھاگا۔ لیکن فائر اُن کے بھاگنا شروع کرنے کے بعد بھی جاری رہے۔ بہت سے لوگوں کی پشت پر گولیاں لگی ہیں۔ بہت سے زخمیوں کو پٹی سے اوپر چہرے پر یا سر پر گولیاں لگی ہیں (بیان ۵۵ صفحہ ۳۰ و ۳۱)

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ابھی ہجوم حد سے تجاوز کرنے میں مصروف نہیں ہوا تھا۔ اس لئے اس بے صبری۔ تغافل یا سنگدلی کا کوئی موقع نہ تھا۔ جس کا حال اس شہادت سے ظاہر ہے۔

لہذا جہاں ہم جلاوطنی کے حکم اور گولی چلانے پر افسوس کرتے ہیں۔ اور دونوں کو غیر منصفانہ سمجھتے ہیں۔ اور ایمبولینس کار کی عدم موجودگی کو خلاف انسانیت جانتے ہیں۔ لیکن ہجوم نے بھی جو بے گناہ جانوں اور مالوں کی تباہی کی۔ اس کی کسی طرح تائید نہیں کی جا سکتی۔ بنک کے مینیجر بالاستحقاق ہر دلعزیز تھے۔ دوسرے لوگ جو قتل ہوئے۔ ہجوم ان کو بالکل نہ جانتا تھا۔ اور وہ بالکل بے گناہ تھے۔ مس شیروڈ ایک پُر خلوص عیسائی معلمہ تھی۔ اور مسز ایسیڈن نے خواہ کیسے ہی قابل اعتراض ریمارک کئے ہوں۔ ان پر ہجوم کو یہ نہ چاہئے تھا۔ کہ چڑھ دوڑتا۔ عمارتوں کی بربادی بھی سخت مجنونانہ حرکت تھی۔ اور ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس سے پیشتر امرتسر والوں کے تعجب انگیز ضبط سے جو بہتری ہوئی تھی۔ اسکو ہجوم کے اس وحشیانہ اور نامناسب افعال نے بالکل ملیامیٹ کر دیا۔

کیا ان حد سے بڑھی ہوئی حرکتوں کو روکا جا سکتا تھا؟ کیا بے گناہ جانیں بچائی جا سکتی تھیں؟ پولیس کیا کر رہی تھی؟ کوتوالی اسی عمارت کا ایک حصہ ہے جس میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ٹون ہال واقعہ ہے۔ کوتوالی میں پولیس کے کافی جوان موجود تھے۔ ہجوم نے کوتوالی کو ہاتھ تک چھوا تک نہیں۔ حالانکہ انہوں نے اسکے ساتھ ہی ٹون ہال کو بے دھڑک جلا دیا۔ پولیس کو اس واقع کی بھی اطلاع تھی۔ کہ بنکوں کو آگ لگا دی گئی ہے پولیس کا واضح طور پر یہ فرض تھا۔ کہ وہ نکلتے۔ اور خواہ انہیں اپنی جانیں خطرے میں ڈالنی پڑتیں۔ وہ اُن انگریزوں کو بچاتے جو قتل کر دیئے گئے تھے۔

یہ قتل و خونریزی حکام پر اس طرح دفعتہً آئی۔ کہ وہ اس وقت کے لئے بالکل بے دست و پا ہو گئے۔ لفٹننٹ گورنر نے مسٹر کچن کو نہایت سرعت کے ساتھ لاہور سے بھیجا۔ مسٹر کچن نے لارڈ ہنٹر کی کمیٹی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے لوگوں کو سڑک پر دیکھا۔ انہوں نے لاہور سے امرتسر تک ۳۵ میل کا فاصلہ موٹر پر طے کیا۔ اور ان پر کسی قسم کا حملہ نہیں کیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۰ اپریل ۴ بجے شام کا ہے۔ رات کے کوئی گیارہ بجے ایک فوجی ٹرین میں میجر میک ڈانلڈ کے ماتحت ایک فوج آئی۔ اور مسٹر کچن نے اُن سے کہا۔ کہ صورت حالات ہمارے بس کی نہیں رہی۔ اور آپ ایسی تدابیر اختیار کریں۔ جن کی فوجی مصلحت مقتضی ہو۔ اس سے آگے وہ اپنی شہادت میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے میجر کو یہ صلاح دی۔ کہ آپ ایک کافی فوج شہر میں بھیجیں۔ اور معلومات حاصل کریں۔ یا بچے ہوئے لوگوں کو لائیں۔ اور اس صلاح پر عمل کیا گیا۔ لارڈ ہنٹر نے پوچھا۔ کہ سول مجسٹریٹ کو کیوں نہ بھیج دیا گیا؟ مسٹر کچن نے جواب دیا کہ مجھے اس امر کی توقع تھی۔ کہ شاید فوج کو لڑ بھڑ کر اپنا راستہ نکالنا پڑے۔ اور ایسی حالت میں سول مجسٹریٹ کی موجودگی سے ایک خالص فوجی عمل میں قدرتاً خلل پڑیگا۔ پس ماندہ لوگ لائے گئے۔ اور کوتوالی کو کمک پہنچائی گئی۔ اور یہ سب کچھ مزاحمت یا جنگ کے بغیر عمل میں آیا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مسٹر کچن ۱۱ - کو لاہور واپس آگئے۔ مسٹر مائیلز ارونگ نے شہر کا چارج فوج کے سپرد کر دیا۔ لاہور پہنچتے ہی مسٹر کچن نے اس امر کی اطلاع لفٹنٹ گورنر کو دی۔ اور لفٹنٹ گورنر نے اسکو پسند کیا۔ دوسرے دن صبح کو مسٹر کچن پھر موٹر پر امرتسر آئے۔ لیکن اس وقت انہیں فساد کا کوئی نشان نظر نہ آیا۔ اسی اثنا میں جرنیل ڈائر پہنچ گئے تھے اور انہوں نے رام باغ میں اپنا صدر بنا کر شہر کی پوری نگرانی اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔

پہلا کام جو جرنیل ڈائر نے کیا۔ وہ گرفتاریاں تھیں۔ وہ شہر میں داخل ہوئے۔ اور بارہ آدمیوں کو گرفتار کیا۔ لیکن کوئی مقابلہ یا مزاحمت نہیں کی گئی۔

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس دوران میں لوگ کیا کر رہے تھے۔ ۱۰کی رات کو شہر اسی طرح چھوڑ دیا گیا۔ لیکن اس دن کوئی رہزنی یا لوٹ مار نہیں ہوئی۔ ۱۱- تاریخ علی الصباح انہوں نے چاہا کہ مردوں کو تجہیز و تکفین کریں۔ پہلے تو حکام فوجی اجازت نہ دیتے تھے۔ کہ ہر میت کے ساتھ چار سے زیادہ آدمی ہوں۔ لوگوں کو اس سے سخت بے اطمینانی ہوئی۔ وہ ماتمی جلوس نکالنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے مقصد کی وکالت کے لئے اپنے قائم مقام بھیجے۔ آخر کار بہت سے بحث مباحثہ کے بعد اجازت دے دی گئی۔ لیکن ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا۔ کہ جلوس دو بجے سے پہلے پہل واپس آ جائے۔ جلوس بہت بڑا تھا۔ لیکن احکام کی نہایت سختی سے تعمیل کی گئی۔ اور وقت مقررہ سے پہلے کل کام ختم کر لئے گئے۔ ۱۲- اپریل کو ہنس راج نے جو بعد میں مقدمہ سازش امرتسر کا بڑا سرکاری گواہ بن گیا تھا۔ ڈھاب کھٹیکاں پر ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور اعلان کیا۔ کہ دوسرا جلسہ جلیانوالہ باغ میں ۱۳- اپریل کو لالہ کنہیا لال کی صدارت میں ہوگا لالہ کنہیا لال خود اس امر سے انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انہیں کبھی جلسے پر پریذیڈنٹی کے لئے نہیں کہا گیا۔ اور نہ انہوں نے منظور کیا۔ یہ صاحب بہت طویل تجربے کے معزز

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وکیل ہیں۔ ۵۷ سال کی عمر ہے۔ اور بہت ہر دلعزیز ہیں۔ (بیان ۲۹ع) ہمیں ان کے بیان کی صداقت میں کچھ شک نہیں۔ ہمارا یہ یقین ہے۔ کہ اُن کا نام بہت سے ہجوم کی کشش کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔

اس کے بعد جو واقعہ ہوا۔ اسے سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ امرتسر کا وہ نقشہ ذہن میں رکھ لیا جاوے۔ جو وہیں کے ایک باشندے نے بیان کیا ہے۔ اور جو چند روز کے لئے امرتسر سے باہر گیا ہوا تھا۔ یہ نقشہ لالہ گردہاری لال، پنجاب کے ایوان تجارت (چیمبر آف کامرس) کے ڈپٹی چیئرمین اور امرتسر فلور اینڈ جنرل ملز کے مینیجنگ ڈائرکٹر نے کھینچا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ:۔

میں کانپور سے کلکتہ میل میں سوار ہو کر ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۹ء کوئی ساڑھے گیارہ بجے امرتسر پہنچا۔ امرتسر کے قریب نہر کے پل پر سے اور پل کے اوپر سے میں نے دیکھا۔ کہ پولیس کے وکٹے ریلوے لائن پر پہرہ دے رہے ہیں۔ جب ٹرین ریلوے سٹیشن میں داخل ہوئی۔ تو سارا مقام ایک باقاعدہ فوجی پوسٹ دکھائی دیتا تھا۔ اور سپاہی اور ان کی بندوقیں ہر جگہ پھیلی ہوئی تھیں۔ کوئی قلی یا کوئی سواری سامان نہیں مل سکتا تھا۔ جونہی میں پلیٹ فارم سے باہر آیا۔ سردار بکرم سنگھ مجھ سے ملے۔ اور انہوں نے مجھے مشورہ دیا۔ کہ یا تو جہاں سے آئے ہو۔ وہیں واپس چلے جاؤ۔ یا یوں کرو۔ کہ شہر میں ہرگز داخل نہ ہونا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے میرے ساتھ زیادہ باتیں بھی نہ کیں۔ کوئی بیس منٹ تک انتظار کرنے کے بعد ایک ریلوے ملازم کی مہربانی سے بہت مشکل کے ساتھ مجھے ایک قلی ملا۔ کہ میرا اسباب دربار صاحب کے سنہری مندر تک لے جائے۔ ریلوے کے پیدل پل پر چند گوروں کا پہرہ تھا۔ اور وہ لوگ تمام چیزوں کی اچھی طرح تلاش لئے بغیر کسی شخص کو شہر میں داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ ہر شخص سے ہر قسم کی چھڑیاں چھین لی گئیں۔ جب میری تمام چیزوں کی پوری پوری

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تلاشی لے لی گئی - تو مجھے آگے بڑھنے کی اجازت دی گئی - کسی شخص کو گاڑیوں کے پل
پر سے گزرنے کی اجازت نہ تھی - یہ عمل کئی دنوں تک اور غالباً ۱۵ - اپریل تک جاری
رہا - شہر کے باہر ہر ہر قدم پر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے سوائے اسکے اور کچھ نظر نہ آتا
تھا - کہ فوج اور پولیس کے آدمی بندوقیں اور سنگینیں لئے کھڑے ہیں - شہر کے اندر
کسی جگہ ایک پولیس مین بھی ڈیوٹی پر کھڑا دکھائی نہ دیتا تھا ...... شہر میں داخل
ہونے ہی پہلے پہل جس امر سے مجھے سخت حیرانی ہوئی - وہ یہ تھا کہ پانی کے نل بالکل بند
کر دیئے گئے تھے .... اس کے بعد شام کو مجھے معلوم ہوا کہ خاص شہر کے اندر
بجلی کا سلسلہ بھی منقطع کر دیا گیا ہے - جہاں تک مجھے یاد ہے یہ تکلیف بھی کوئی کم
سے کم ۱۸ یا ۱۹ - اپریل تک جاری رہی - دربار صاحب کے سنہری مندر کی طرف جاتے
ہوئے میں نے عوام کے تشدد کے علامات بھی دیکھے - ٹیلیگراف کے تار بھی کاٹے گئے
تھے اور کچھ عمارتیں بھی جلا دی گئی تھیں" (بیان ۱۰ صفحہ ۱۰۲)
سرکاری تصدیق سے بھی ظاہر ہے کہ پانی اور بجلی کی روشنی تین چار دن
تک بند رہی - اور یہ بالکل ظاہر ہے - کہ یہ بے رحمانہ کارروائی ان افعال تشدد پر بطور
سزا کے عمل میں لائی گئی تھی - جن افعال میں تھوڑے سے آدمی ہی حصہ لے سکتے ہونگے
اور جیسا کہ لارڈ ہنٹر نے بھی ایک گواہ سے یہ کہا تھا - امن پسند شہری کسی طرح
روک نہ سکتے تھے -
۱۲ - اپریل کی صبح کو ساڑھے نو بجے کے قریب جنرل ڈائر ایک فوجی دستے
کے ساتھ شہر میں داخل ہوا - اور اس نے ایک اعلان جاری کیا - جرنیل نے لارڈ ہنٹر
کمیٹی کے سامنے جو شہادت دی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے - کہ اس اعلان کے تین
حصے تھے - اس میں صرف آخری حصہ ایسا ہے - جو اس موقعہ پر عائد ہوتا تھا - وہ حصہ
ایسا ہے کہ کسی قسم کے جلوس کو شہر میں یا شہر کے کسی حصے میں یا شہر کے باہر کسی وقت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پھرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر چار آدمیوں کا بھی کوئی جلوس یا مجمع ہوا۔ تو وہ مجمع خلاف قانون قرار دیا جائے گا۔ اور اگر ضروری ہوا۔ تو بزور اسلحہ منتشر کر دیا جائیگا + جنرل ڈائر سے اس امر کے متعلق بہت گہرے سوالات پوچھے گئے۔ کہ "اگر ضروری ہوا" کی حدود کا تعین کیونکر کیا گیا۔ اور لفظ "مجمع" کو لفظ "جلوس" کے پہلو بہ پہلو لانے کے کیا معنی ہیں + "اگر ضروری ہوا" کے صرف یہ معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ "اگر ایسا مجمع کسی اور طریق سے منتشر نہ ہو سکا" اور "مجمع" کے صرف یہ معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ کسی "عام بازار میں مجمع" کیا جائے۔ ورنہ گھروں کے اندر چار آدمیوں سے زیادہ کا جمع ہونا بھی اعلان کے الفاظ کے مطابق مجمع خلاف قانون سمجھا جائے گا +

جوں جوں جرنیل ڈائر شہر میں آگے بڑھتے گئے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ایک ترجمان اس اعلان کو پنجابی اور اردو میں پڑھ کر سناتا گیا۔ جنرل ڈائر کا بیان ہے۔ کہ دو تین گھنٹے تک شہر میں پھرتا رہا + لوگوں کو جمع کرنے کے لئے ڈھول بجایا گیا + ایک نقشہ بھی جرنیل ڈائر کو دیا گیا۔ جس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ شہر کے کن کن مقامات میں اعلان سنایا گیا ہے۔ اب جرنیل اس امر کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ وہ اعلان شہر کے بہت سے حصوں میں نہیں سنایا گیا + ہم نے شہر کا وہ نقشہ بھی دیکھا ہے۔ جس میں جرنیل ڈائر کا راستہ دکھایا گیا ہے۔ شہر کا آدھے سے زیادہ اور نہایت اہم بلو حصہ جرنیل ڈائر نے بالکل یونہی چھوڑ دیا۔ اس امر کے بیشمار ثبوت موجود ہیں۔ کہ بہت کم لوگوں کو اس اعلان کی خبر ہوئی۔ مزید براں جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ ۱۳ اپریل کو بیساکھی یعنی ہندوؤں کا نوروز تھا۔ اور اردگرد کے دیہات سے بہت سے لوگ شہر میں داخل ہوئے۔ جنہیں اس اعلان کی بالکل خبر نہ تھی + ایسے لوگ آئے۔ اور انھوں نے اعلان کے متعلق کچھ نہ سنا۔ اس امر کو سرکاری گواہوں نے بھی تسلیم کیا ہے +

اس اعلان کے وقت یا اس کے قریب قریب ایک لڑکا امرتسر کے بازاروں میں ٹین کا ایک پیپہ بجا بجا کر یہ منادی کر رہا تھا۔ کہ چار بجے جلیانوالہ باغ میں ایک جلسہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوگا۔ اور اس کے صدر لالہ گھنیا لال ہونگے۔ یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ اس لڑکے کی منادی کا صحیح وقت کیا تھا۔ بہرحال جو شہادتیں ہمارے روبرو ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ منادی جنرل ڈائر کے اعلان سے کچھ پہلے ہوئی تھی۔ لالہ گھنیا لال کہتے ہیں کہ میں نے سنا۔ کہ چند آدمیوں نے (جن کے متعلق اب تک مجھے کوئی پتہ نہیں چلا) یہ اعلان کیا ہے۔ کہ میں جلیانوالہ باغ میں لیکچر دوں گا۔ اس سے لوگوں نے یہ خیال کیا۔ کہ میں اس وقت کے حالات پر انہیں کوئی مناسب اور صحیح مشورہ دوں گا۔

(بیان ع۲۹ صفحہ ۱۷۷)

۱۲ بج کر چالیس منٹ پر جنرل ڈائر کو یہ خبر ملی۔ کہ آج ہی ساڑھے چار بجے بعد دوپہر جلیانوالہ باغ میں ایک بہت بڑا جلسہ ہونے والا ہے۔ جنرل ڈائر اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ اس نے جلسے کو روکنے کی کوئی تجویز نہیں کی۔ لارڈ ہنٹر نے پوچھا کہ میں تم سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تم نے لوگوں کو جلیانوالہ باغ میں جمع ہونے سے روکنے کی تدابیر کیوں نہ اختیار کیں۔ جنرل نے جواب دیا۔ "جہاں تک جلد مجھ سے ہو سکا میں وہاں گیا۔ مجھے اپنی فوج کی ترتیب کرنی تھی۔ اور معاملے پر غور کرنا تھا میرا خیال تھا۔ کہ میں نے انہیں جلسہ منعقد نہ کرنے کی کافی تنبیہ کر دی ہے۔" لارڈ ہنٹر نے پوچھا۔ کیا ترتیب کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ آپ نے ایک بجے سے لیکر چار بجے تک وقت صرف کیا جائے۔" جنرل ڈائر نے جواب دیا۔ "مجھے یقین نہ تھا۔ کہ جو کچھ میں نے صبح کیا ہے۔ اس کے بعد بھی وہ درحقیقت کوئی جلسہ کریں گے۔ مجھے یہ خیال بھی نہیں آیا۔ کہ میں اور فوج شہر میں بھیجوں۔ اور لوگوں کو تنبیہ کروں۔ کہ وہ جلسے میں نہ جائیں" آخر چار بجے اسے قطعی اطلاع پہنچ گئی۔ کہ جلسہ فی الحقیقت ہو رہا ہے۔ اس کے بعد جلدی ہی اس نے پہرہ والے دستوں کو ساتھ لیکر جن میں ۲۵ گورکھے اور ۲۵ سکھ تھے شہر کی طرف کوچ کیا۔ اس کے ساتھ چالیس اور گورکھے بھی کھکھریوں سے مسلح تھے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور وہ اپنے ساتھ دو مسلح موٹریں بھی لے گیا۔ وہ معمولی ٹہلنے کی رفتار سے وہاں گیا۔ لارڈ ہنٹر نے سوال کیا۔ کہ تم نے یہ کیوں نہ خیال کیا۔ کہ زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ بڑھنے کی ضرورت ہے" اس پر جرنیل نے جواب دیا۔ "نہیں صاحب گرمی بہت تھی ہم معمولی کوچ کی رفتار سے گئے"! آخر وہ شام کے پانچ یا سوا پانچ بجے باغ میں پہنچ گیا۔

جلیاں والہ باغ کیا ہے؟ لفظ باغ غلط العام مشہور ہو گیا ہے۔ "جلے" اُس کے ابتدائی مالک کی ذات کا نام ہے۔ "والا" اضافت کی نشانی ہے۔ اور باغ کے معنی ظاہر ہیں۔ یہ سفید زمین کا ایک کھلا ہوا قطعہ ہے۔ اور ہر طرف مکانوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس وقت یہ قطعہ زمین بہت سے آدمیوں کی مشترکہ جائداد تھی۔ اس باغ کا جو خاکہ کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ یہ ایک بے ڈھنگا سا چوکور قطعہ ہے۔ جس کے اردگرد کی دیواریں بے ترتیب کی سی ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر اسکے اردگرد کے مقامات کی پچھلی دیواریں ہی اس چوکور قطعے کی حدود ہیں۔ اس عمارتوں سے گھرے ہوئے مربع میں تین درخت ہیں۔ ایک ٹوٹی پھوٹی سمادھ ہے جس پر ایک گنبد اور ایک کنواں ہے اس میں داخل ہونے کا بڑا راستہ اتنا تنگ ہے۔ کہ اس میں سے مسلح موٹریں آسانی سے نہیں گذر سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی داخل ہونے کے باقاعدہ راستے نہ تھے۔ لیکن چار پانچ جگہیں ایسی تھیں۔ جہاں پر تنگ راستوں میں سے باہر نکل جانا ممکن تھا۔ داخل ہونے کے راستے کے قریب کی زمین کچھ اونچی ہے۔ اور سپاہیوں کو کھڑا کرنے۔ اور سامنے کے ہجوم پر گولیاں چلانے کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اسلئے جب جرنیل ڈائر اپنے نوے سپاہیوں کو ساتھ لے کر داخل ہوا۔ ہجوم کے لئے باہر نکلنا آسان نہ تھا۔

جو شہادت ہمارے روبرو پیش ہوئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جرنل ڈائر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے پہنچنے سے پہلے ہنس راج کے پاس اتنے حاضرین تھے جن کی تعداد کا اندازہ
پچیس ہزار لگایا گیا ہے۔ وہ اور چند اور آدمی اس بنائے ہوئے پلیٹ فارم پر کھڑے
تھے جس کا نشان خاک میں دبا گیا ہے۔ فوج کے پہنچنے سے پہلے ایک ہوائی جہاز
جلسے کے اوپر منڈلا رہا تھا۔ ہنس راج نے اہل جلسہ سے کہا۔ کہ وہ بالکل خوف نہ کریں
حاضرین میں بہت سے لڑکے اور بچے بھی تھے۔ اور بعض لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو
گود میں اٹھائے ہوئے آئے تھے۔ لوگوں کے پاس لاٹھیاں نہیں تھیں۔ سی آئی
ڈی۔ کے آدمی بھی جلسے میں موجود تھے۔ اور اُن میں سے وہ ہنس راج سے باتیں کرتے
ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ جنرل ڈائر نے اس مستطیل جگہ کے شمال کی طرف اونچی زمین
پر پچیس سپاہی دائیں طرف اور پچیس بائیں طرف کھڑے کئے۔ اس کے بعد کیا ہوا
یہ جنرل ڈائر کے اپنے ہی لفظوں میں نقل کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

سوال۔ جب تم باغ میں داخل ہوئے تو تم نے کیا کیا؟

جواب۔ میں نے فائر کرنے شروع کئے۔

سوال۔ کیا فوراً؟

جواب۔ اسی وقت۔ میں نے معاملے پر غور کر لیا تھا۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اس
بات کو سوچنے کے لئے میرا فرض کیا تھا تیس سیکنڈ سے زیادہ خرچ نہیں ہوئے۔

سوال۔ ہجوم اس وقت کیا کر رہا تھا؟

جواب۔ بس وہ جلسہ کر رہے تھے درمیان میں ایک اونچی جگہ پر ایک آدمی کھڑا
تھا۔ اس کے بازو ہل رہے تھے۔ ظاہر ہے۔ کہ وہ تقریر کر رہا تھا۔ جہاں تک
میں اندازہ کر سکتا ہوں۔ وہ اس چوکور قطعہ کے بالکل مرکز میں تھا۔ جہاں میں نے
اپنے سپاہیوں کو کھڑا کیا۔ اس سے کوئی پچاس ساٹھ گز کے فاصلے پر ہوگا۔
جنرل ڈائر نے اس امر کو تسلیم کیا۔ کہ بہت سے ایسے لوگ بھی ہونگے جنہوں نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس کا اعلان نہیں سنا۔ اس پر لارڈ ہنٹر نے پوچھا" یہ فرض کرتے ہوئے۔ کہ شائد بعض لوگوں نے تمہارے اعلان کو نہیں سنا۔ کیا تمہیں یہ خیال نہ آیا۔ کہ گولیاں چلانے سے پہلے لوگوں کو منتشر ہوجانے کا حکم دینا مناسب تھا؟

جواب۔ نہیں۔ اس وقت مجھے کوئی خیال نہیں آیا۔ میں نے محض یہ محسوس کیا کہ میرے احکام کی تعمیل نہیں کی گئی۔ اور مارشل لا کی توہین کی گئی ہے۔ اور میرا فرض ہے۔ کہ میں فوراً بندوق کی گولیاں چلاؤں +

سوال۔ اس سے پیشتر کہ تم نے ہجوم کو منتشر کیا۔ کیا ہجوم نے کوئی کارروائی کی؟

جواب۔ نہیں صاحب ان میں سے چند بھاگ گئے تھے۔

سوال۔ کیا انہوں نے بھاگنا شروع کردیا تھا؟

جواب۔ ہاں۔ جسوقت میں نے فائر کرنے شروع کئے۔ تو جو بڑا ہجوم مرکز میں تھا اس نے قریب قریب دائیں طرف بھاگنا شروع کیا +

سوال۔ مارشل لا کا اس وقت تک اعلان نہیں ہوا تھا۔ اس سخت کارروائی کرنے سے پہلے کیا تم نے یہ مناسب خیال نہ کیا۔ کہ ڈپٹی کمشنر سے مشورہ کرلوں۔ جو کہ اس وقت ایک سول حاکم کی حیثیت سے شہر کے امن کا ذمہ وار تھا؟

جواب۔ اس وقت کوئی ڈپٹی کمشنر نہ تھا۔ جس سے میں مشورہ کرتا۔ میں نے کسی شخص سے مزید دریافت کرنا دانشمندی خیال نہ کیا۔ مجھے تو فوراً یہ فیصلہ کرلینا تھا۔ کہ میرا عمل کیا ہونا چاہیئے۔ میں نے فوجی نکتہ خیال سے یہی ضروری سمجھا۔ کہ مجھے فوراً گولیاں چلانی چاہئیں۔ اور یہ کہ اگر میں ایسا نہ کرونگا۔ تو ادائے فرض میں ناکام رہونگا۔۔۔۔۔۔

سوال۔ کیا گولیاں چلانے سے تمہارا منشا انہیں منتشر کرنا تھا؟

جواب۔ نہیں جناب۔ میں نے اسوقت تک گولیاں چلاتے کا ارادہ کرلیا تھا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by ...

جب تک وہ منتشر نہ ہو جائیں۔

سوال۔ جس وقت تم نے فائر کئے کیا ہجوم اسی وقت منتشر ہونے لگا؟

جواب۔ اسی وقت۔ فوراً۔

سوال۔ کیا تم نے فائر جاری رکھے؟

جواب۔ ہاں۔

سوال۔ جس وقت ہجوم کے طرز عمل سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ منتشر ہو رہے ہیں۔ تو تم نے گولیاں چلانی بند کیوں نہ کیں؟

جواب۔ میں اس امر کو اپنا فرض خیال کرتا تھا۔ کہ جب تک وہ لوگ منتشر نہ ہو جائیں میں برابر گولیاں چلاتا رہوں۔ اگر میں تھوڑی سی گولیاں چلاتا تو گولیاں چلانا ہی بالکل فضول تھا۔

اس کے بعد چند سوالوں کے جواب میں جرنیل ڈائر نے کہا۔ کہ میں نے دس منٹ تک فائر جاری رکھے۔ اور مجھے مجمعوں کے منتشر کرنے کے طریقوں کا کوئی فوجی تجربہ حاصل نہ تھا۔ "میں شاید انہیں بغیر گولیاں چلائے بھی منتشر کر سکتا تھا" لیکن میں نے گولیاں چلائیں۔ کیونکہ اگر میں ایسا نہ کرتا۔ تو وہ لوگ واپس آجاتے۔ میری ہنسی اُڑاتے، اور میں خود ہی بے وقوف بنتا۔ ایک اور سوال کے جواب میں اس نے گولیاں چلانے کی یہ وجوہ بیان کیں:۔

مجھے خیال آیا۔ کہ وہ لوگ مجھ پر اور میرے سپاہیوں پر دفعتہ حملہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان سب کی حالت سے یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ یہ ایک وسیع تحریک ہے جو امرتسر تک محدود نہیں۔ اور صورت حال ایک وسیع فوجی صورت معاملات ہے۔ جو امرتسر ہی تک محدود نہیں" جرنیل نے ۱۶۵۰ گولیاں چلائیں۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا۔ کہ اگر مسلح موٹر کاریں باغ کے اندر جا سکتیں تو میں انہیں

بھی لے جاتا۔ اور اُن سے فائر کرتا۔ میں نے گولیاں چلانی اس لئے بند کیں
گولی بارود کا ذخیرہ ختم ہو گیا تھا۔ اور ہجوم بہت گنجان تھا۔ میں نے زخمیوں کو
طبی امداد دینے۔ یا انہیں وہاں سے اٹھانے کا کوئی بندوبست نہیں کیا تھا
امداد پہنچانا میرا فرض نہ تھا۔ یہ ایک طبی مسئلہ تھا۔ جونہی فائر بند ہوئے
واپس چلا گیا۔ وقتاً فوقتاً میں سپاہیوں کو فائر کرنے سے روک لیتا۔ اور د
فائر کرنے کی ہدایت کرتا۔ جہاں ہجوم بہت زیادہ ہوتا۔ اور یہ میں نے اس
نہیں کیا۔ کہ وہ تیزی سے بھاگ نہیں رہے تھے۔ بلکہ اس لئے کہ میں
انہیں جلسہ منعقد کرنے کی سزا دینے کا مصمم ارادہ کر رکھا تھا"

اب ہم اس نظارے کی مزید تفصیلات مہیا کرتے ہیں۔ جو چشم دید گواہو
حاصل ہوئیں ہم لالہ گردہاری لال کے بیان کا ابھی حوالہ دے چکے ہیں۔ اتفاق
اس وقت لالہ صاحب موصوف اس نظارے کو باغ کے قریب ایک مکان پر سے
رہے تھے۔ "میں نے دیکھا کہ سینکڑوں آدمی اس مقام پر مارے گئے۔ اس
واقعہ کا بدترین حصہ تھا۔ کہ فائر اُن دروازوں کی طرف کرائے جا رہے تھے۔ جن
سے لوگ باہر بھاگ رہے تھے۔ باہر جانے کے کل چار یا پانچ چھوٹے چھو
راستے تھے۔ اور ان تمام دروازوں میں لوگوں پر گولیاں فی الواقع برس ر
تھیں۔ اور . . . . بہت سے لوگ بھاگتے ہوئے ہجوم کے نیچے کچل
مر گئے۔ خون ندیوں بہ رہا تھا۔ جو لوگ زمین پر چت لیٹ گئے تھے۔ وہ بھی گولیو
مار دیے گئے۔ . . . . . . حکام نے مردوں اور زخمیوں کی دیکھ بھال کے لئے
انتظامات نہ کئے تھے۔ . . . . پھر میں نے زخمیوں کو پانی پلایا۔ اور جہاں تک
ممکن تھا۔ ان کی امداد کی۔ . . . . . . میں اس ساری جگہ میں پھرا۔ اور قر
سب کو وہیں پڑا دیکھا۔ مختلف جگہوں پر مردوں اور زخمیوں کے ڈھیر لگے ہوئے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

.... بڑے آدمیوں اور نوجوان لڑکوں کی نعشیں بھی تھیں۔ بعض کے سر پھٹ گئے تھے۔ بعض کی آنکھوں پر گولیاں لگی تھیں۔ اور ناک، سینہ، بانہیں اور ٹانگیں اڑ گئی تھیں .... میرا خیال ہے کہ اس وقت باغ میں ہزار سے زیادہ نعشیں ہونگی .... میں نے دیکھا کہ بعض لوگ بھاگے جاتے ہیں۔ اور بعض اپنے مردوں اور زخمیوں کو چھوڑے جا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ ڈرتے تھے۔ کہ کہیں آٹھ بجے کے بعد ان پر بھی گولیاں نہ چلا دی جائیں" (بیان ع۱ صفحات ۱۰-۱۱)

ہم یہاں یہ بھی بیان کر دیتے ہیں کہ جو اعلان ۱۳ اپریل کو ڈھنڈورے کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اس کا دوسرا حصہ یہ تھا:۔

"کوئی شہر کا باشندہ آٹھ بجے شام کے بعد اپنے گھر سے باہر نکلنے کا مجاز نہیں جو شخص آٹھ بجے کے بعد بازار میں پایا جائیگا۔ اسے گولی مار دی جائیگی"

اس کے بعد گواہ نے بیان کیا ہے "کہ زخمیوں میں بہت سے ایسے تھے جو کسی نہ کسی طرح باغ سے بھاگ گئے اور زخموں سے چور ہو کر راستے ہی میں گر پڑے۔ اور بازاروں اور گلیوں میں مر گئے۔ بس اس طرح امرت سر کے لوگوں نے بیساکھی کا میلہ منایا"

مردوں کی فہرست کے معاملے میں یہ اشارہ کرنا بہت دلچسپ ہے کہ (گورنمنٹ کے اپنے بیان کے مطابق) گورنمنٹ نے ۲۰ اگست تک کوئی تحقیقات شروع نہ کی یعنی اس واقعہ کے چار ماہ بعد تک غافل رہی۔ اس کے بعد مسٹر تھامس نے اعلان کیا کہ ۲۹۰ سے زیادہ نہیں مرے اب گورنمنٹ نے سیوا سمتی کے فراہم کردہ اعداد و شمار یعنی ۵۰۰ کو عملی طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ یہ اصلی تلاش و تحقیق پر مبنی ہیں اور کم سے کم تعداد یہی ہے۔ صحیح تعداد تو کبھی معلوم نہ ہو گی۔ لیکن نہایت احتیاط

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے تفتیش کرنے کے بعد ہمارا خیال ہے۔ کہ لالہ گردھاری لال نے جو ایک ہزار کا اندازہ
لگایا ہے۔ وہ کسی طرح مبالغہ آمیز نہیں۔ اگر ایک محدود رقبے میں گنجان ترین
ہجوم پر اور بیس ہزار آدمیوں پر گولیاں چلا کر سپاہی لوگ ایک ہزار آدمی بھی نہ
مار سکے۔ تو وہ نہایت نا قابل نشانہ باز ہونگے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قلعہ کے
پر دائیں طرف جو تنگ سی گلی ہنستی کے نام پر مشہور ہے۔ اس میں اور اس کے اوپر
سے بھی گولیاں چلائیں گئیں۔ ہم نے اس گلی کے مقابل میں ایک شہ نشین
پر بھی گولیوں کے نشانات دیکھے ہیں۔ اور ہمارے سامنے جو شہادتیں گذریں
ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ باغ کے باہر نکلنے کے مقامات پر بھی سپاہی کھڑے
کر دیئے گئے تھے۔ اور جو لوگ ان مقامات میں سے باہر نکل بھاگنے کی کوشش
کر رہے تھے۔ ان کو بھی گولی ماردی گئی۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ کہ جنرل ڈائر
کی تجویز بہت زیادہ تعداد کو مار ڈالنے کی تھی۔ اور اگر مقتولوں کی تعداد ہزار سے
زیادہ نہیں۔ تو یہ اس کا قصور نہیں ہے۔ اس کے پاس گولی بارود ختم ہو گیا
تھا۔ اور چونکہ داخل ہونے کا راستہ تنگ تھا۔ اس لئے وہ اپنی مسلح موٹریں بھی
اندر نہ لا سکتا تھا؟ یہ ممکن نہیں کہ ۱۳ تاریخ کے واقعات اور (بقول جسٹس
رنگن) اس کی "ہولناکی" پوری خوفناک تفصیلات کے ساتھ بیان کی جا
سکے۔ اسکو پوری طرح سمجھنے کے لیے ساری سرکاری شہادات اور وہ بیانات
جو ہم نے شایع کئے ہیں۔ پڑھنے چاہئیں۔ ۱۰ اپریل کے افعال تشدد سے انگریز
حکام ناراض ہو گئے تھے۔ اور شاید انکی ناراضگی بجا تھی۔ وہ لوگ بھی جن کے
ساتھ انگریز حکام نہایت تہذیب و مدارات سے پیش آتے تھے۔ اب انہیں برے
معلوم ہوتے تھے۔ امرت سر کے ایک مشہور آدمی لالہ ڈھولن داس بھی ایسے
ہی اشخاص میں سے تھے۔ لیکن جب حکام نے ان کو ملاقات کے لئے بلایا۔ تو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

لالہ صاحب موصوف نے انکو نہایت غصے کی حالت میں پایا۔ "سب جوش کی حالت میں تھے۔ یہاں تک کہ مسٹر سیمور کے ان الفاظ کی اطلاع پہنچی ہے۔ کہ ہر ایک یورپین جان کے لئے ایک ہزار ہندوستانیوں کی جانیں قربان کی جائینگی کسی نے شہر کو بم کے گولوں سے اڑا دینے کی تجویز پیش کی۔ اس پر لالہ ڈولن داس نے حکام سے یہ کہہ دیا۔ کہ اگر کسی طریقہ سے دربار صاحب کے کسی حصے کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔ تو پھر فساد کبھی ختم نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ مندر تمام پنجاب بھر میں مقدس مانا جاتا ہے۔ (بیان ۱۲ صفحہ ۷)

مسٹر محمد صادق بیرسٹر اور لوگوں کے ساتھ ۱۱۔ اپریل کو حکام کی ملاقات کو گئے۔ تاکہ مردوں کی تجہیز و تکفین کے متعلق بات چیت کریں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حکام سے جو گفتگو کی اس سے مجھے معلوم ہوا کہ یورپین قتل کئے گئے ہیں۔ ان کے خون کا انتقام ضرور لیا جائیگا۔ اور اگر ذرا بھی مزاحمت یا نافرمانی یا نقص امن ظہور میں آیا تو طاقت کا کافی مقدار میں استعمال کیا جائیگا۔ اور اگر ضروری ہوا تو شہر پر گولہ باری بھی کی جائیگی۔ (بیان ۱۵) ڈاکٹر بالمکند سب اسسٹنٹ سرجن کہتے ہیں کہ ۱۱۔ اپریل کو کرنل سمتھ سول سرجن نے کہا کہ جرنل ڈائر آرہا ہے۔ اور وہ شہر کو گولوں سے اڑا دیگا۔ سول سرجن صاحب نقشے کھینچ کھینچ کر ہمیں بتا رہے تھے کہ شہر پر کس طرح گولہ باری کی جائیگی۔ اور کس طرح آدھ گھنٹے میں اسے زمین کے برابر کر دیا جائیگا۔ میں نے کہا۔ کہ میں شہر میں رہتا ہوں۔ اور اگر گولہ باری ہوئی تو میں کیا کرونگا۔ سول سرجن نے جواب دیا۔ کہ اگر تم اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہو تو بہتر ہے تم شہر چھوڑ دو۔ اور اسپتال میں رہو۔ (بیان ۲۰ صفحہ ۵۶)

اس طرح ہم کو معلوم ہوا کہ ۱۳۔ اپریل کی "بھولنا کی" کیوں اور کس طرح وجود میں آئی۔ ایک مشتعل کر دینے والی ضرب لگائی جانے کو تھی۔ لیکن یہ ظاہر ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ گولہ باری کا خیال ترک کر دیا گیا تھا۔ ۱۳ تاریخ کے جلسے نے ایک فوری موقع بہم
اور جنرل ڈائر نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ مسٹر سی ایف اینڈریوز نے اس وا
قتل عام کا بلکہ گلینکو کے قتل عام کا لقب دیا ہے۔ اگر خلاف انسانیت افعال
متعین کرنے کے لئے کوئی درجے ہو سکیں۔ تو ہمارا خیال ہے۔ کہ گلینکو کا قتل عا
باغ کے قتل عام کی نسبت بہت برا تھا۔ لیکن صحت کے جس درجے کا آجکل مطالبہ
ہے۔ وہ درجہ گلینکو کے قتل عام کے زمانے کے فوجی قواعد میں قائم نہیں کیا گیا
ہمارے خیال میں تو جن لوگوں نے اعلان سنا بھی تھا۔ وہ بھی اس کے حقیقی
معنی یا اس کی اہمیت کو نہیں سمجھے + کوئی شخص اس اعلان کی کھلم کھلا مخالفت
پر اس جلسے میں نہیں گیا۔ فوجی حکام کو کوئی طیش نہیں دلایا گیا تھا۔ اور کوئی چیز
میں اور نہ اس سے باہر۔ قتل عام کو قرین انصاف قرار نہیں دیتی تھی + یہ فعل مسلمہ طو
خلاف انسانیت تھا۔ اور اگر ہندوستان کی برطانی حکومت کو اس ناقابل معافی غلطی
کرنا منظور ہو۔ تو جنرل ڈائر کو اس کے عہدے سے فوراً موقوف کر دینا چاہئیے۔ اور اس
مقدمہ چلانا چاہیئے +

اس نے لارڈ ہنٹر کی کمیٹی میں بیان کیا ہے۔ کہ سر مائیکل اوڈوائر نے اس ک
فعل پر اظہار پسندیدگی کیا۔ ہم اس امر کا خیال بھی نہیں کر سکتے۔ کہ جو شخص پنجاب
باشندوں کا محافظ تھا۔ اس نے ایک خلاف انسانیت فعل کی تائید کی ہو + ما
کے ماتحت بھی بطور مناسب یا قانون کے ماتحت کمانڈنگ افسروں پر چند ا
اعتدال عائد ہوتے ہیں۔ ہم یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔ کہ جنرل ڈائر نے ان
کو بالکل پس پشت ڈال دیا + ہم پھر اس بات کا اعادہ کرتے ہیں۔ کہ ہم کسی
یا کسی رنگ میں بھی انگریزوں کے قتل اور خونریزی کی طرفداری یا اس کی اہمی
کو کم کرنے کی خواہش نہیں رکھتے + ہمارا یقین ہے۔ کہ وہ افعال طرفداری کے قا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں ہیں۔ لیکن ایک مشتعل ہجوم کے افعال خواہ کیسے ہی بزدلانہ کیوں نہ ہوں
ایسے نہیں ہو سکتے۔ کہ ان کی وجہ سے ایک بے گناہ ہجوم کو ذبح کر ڈالا جائے
جیسا کہ جرنیل ڈائر نے کیا"

۱۴ اپریل کے دن لوگ زخمیوں اور مردوں کو اٹھانے میں مصروف رہے
اور مردوں کی تجہیز و تکفین میں لگے رہے۔ اس مطلب کے لئے اجازت حاصل کرنی
پڑی۔ اور یہ مختصر اعلان شائع کیا گیا: "باشندگان جس قدر جلد چاہیں۔ اپنے مردوں
کو جلائیں یا دفن کر لیں۔ کسی قسم کا مظاہرہ ہرگز نہ ہو"

جب لارڈ ہنٹر نے ایسے سوالات کئے۔ جن کا مطلب یہ تھا۔ کہ ۱۴ تاریخ کو
شہر کی حالت کیا تھی۔ تو جنرل ڈائر نے جواب دیا۔ کہ "میں یہ دیکھنے کے لئے کہ
میرے احکام کی تعمیل ہوئی ہے یا نہیں۔ تمام شہر میں پھرا۔ اور پکٹ پہروں
کا ملاحظہ کیا۔ ہر طرح امن وامان تھا"

۲ بجے بعد دوپہر کے قریب مقامی باشندوں۔ میونسپل کمشنروں مجسٹریٹوں
اور سوداگروں کا ایک جلسہ کوتوالی میں کیا گیا۔ جہاں کمشنر نے یہ تقریر کی: "تم
لوگ جنگ چاہتے ہو یا امن؟ ہم ہر طرح تیار ہیں۔ گورنمنٹ بڑی طاقتور ہے
سرکار نے جرمنی کو فتح کر لیا۔ اور سب کچھ کر سکتی ہے۔ آج جرنیل صاحب بہادر
تم کو احکام سنائیں گے۔ شہر ان کے قبضے میں ہے۔ میں کچھ نہیں کر سکتا۔
تم کو حکموں کی تعمیل کرنی ہوگی" (بیان ۱۰ صفحہ ۱)

اس کے بعد مسٹر کچن کمشنر چلے گئے۔ جنرل ڈائر مسٹر
مائلز ارونگ۔ مسٹر ریہل۔ مسٹر پلومر اور فوجی گارد کو ساتھ لے کر
کوئی پانچ بجے شام کے آن پہنچے۔ وہ کمرے میں گھس آئے۔ اور ان
کے پیچھے دوسرے بھی آ گئے۔ سب کے سب نہایت غصے میں تھے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جرنیل نے اُردو میں تقریر کی۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

تم لوگ جانتے ہو کہ میں سپاہی ہوں۔ اور فوجی آدمی کہو۔ تم لڑائی چاہتے ہو یا امن واماں۔ اگر تم لڑنا چاہتے ہو۔ تو گورنمنٹ لڑنے کے لئے بھی تیار ہے۔ اور اگر تم امن واماں چاہتے ہو۔ تو میرا حکم مانو۔ تمام دوکانیں کھول دو۔ ورنہ گولی سے اڑا دوں گا۔ میرے لئے فرانس کا میدان جنگ۔ اور امرتسر دونوں ایک سے ہیں۔ میں فوجی آدمی ہوں۔ سیدھا چلوں گا۔ نہ دائیں طرف پھروں گا نہ بائیں طرف۔ بولو اگر تم لڑنا چاہتے ہو + اگر تم امن واماں چاہتے ہو۔ تو میرا حکم ہے۔ کہ تمام دوکانیں اس وقت کھول دو۔ تم لوگ گورنمنٹ کے خلاف باتیں کرتے ہو۔ اور جو لوگ جرمنی اور بنگال میں بڑھ آئے ہیں۔ وہ بغاوت پھیلاتے ہیں۔ میں ان تمام باتوں کی رپورٹ کروں گا۔ حکم مانو۔ ہمیں اور کچھ نہیں چاہئے۔ میں تیس سال سے فوج میں نوکر ہوں۔ میں ہندوستانی سپاہیوں اور سکھ سپاہیوں کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تم کو امن واماں سے رہنا ہوگا۔ ورنہ دوکانیں زبردستی اور بندوقوں سے کھلوائی جائیں گی۔ تمہیں بدمعاشوں کی بابت مجھے ضرور بتانا ہوگا۔ میں ان کو گولی ماردوں گا۔ میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اور دوکانیں کھول دو۔ اگر تم لڑنا چاہتے ہو۔ تو بولو۔" جرنیل صاحب کے بعد مسٹر مائلز ارونگ ڈپٹی کمشنر نے تقریر کی۔ اُن کی تقریر سے ہم یہ دو فقرے درج ذیل کرتے ہیں:-

"تم نے انگریزوں کو قتل کیا۔ بہت برا کیا + اس کا بدلہ تم سے اور تمہارے بچوں سے لیا جائیگا۔"

۱۵ تاریخ کو دوکانیں کھول دی گئیں۔ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ ۱۳ تاریخ کی سزا۔ اور ۱۴ کی تقریروں اور دوکانیں کھول دینے کے بعد معمولی سول قانون

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

پھر جاری ہو جائیگا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا + ابھی تک پورا پورا پتہ نہیں لیا گیا تھا
لہذا مارشل لا کا اعلان کیا گیا۔ اور جو بات عام اصطلاح کے مطابق سچ تھی۔ قانوناً
درست ہو گئی + مارشل لا ۹ جون تک جاری رہا۔ اور مختلف طریقوں سے باشندگان
امرتسر کی زندگی اجیرن کر دی گئی +

۱- جس کوچے میں مس شیروڈ پر حملہ کیا گیا تھا۔ اس کو اس امر کیلئے مخصوص کر دیا گیا۔ کہ اس میں لوگوں کو بید لگائے جائیں۔ اور آنے جانے والوں کو پیٹ کے بل رینگ کر چلنا پڑے +

۲- سب کو حکم تھا۔ کہ سلام کیا کرو۔ لفظی طور پر تو یہ مراد تھی۔ کہ انگریز افسروں کو سلام کیا جائے۔ لیکن عملی طور پر اس کے یہ معنی تھے۔ کہ ہر ایک انگریز کو سلام کیا کرو۔ ورنہ گرفتار کیے جاؤ گے۔ اور ذلتیں برداشت کرنی پڑیں گی +

۳- نہایت معمولی باتوں کے لئے گذرگاہ عام میں یا اور طرح بید لگائے جاتے +

۴- شہر کے تمام وکلاء کو بلا وجہ خاص کانسٹیبل بنایا گیا تھا۔ اور ان سے معمولی قلیوں کی طرح کام لیا جاتا تھا +

۵- حیثیت اور رتبے کے خیال کے بغیر بلا امتیاز لوگوں کو گرفتار کیا جاتا تھا۔ اور حوالات کے دوران میں ان سے جبراً اقبال جرم کرانے یا گواہی حاصل کرنے یا محض ذلیل کرنے کے لئے ان کی سخت توہین کی جاتی تھی۔ تکلیف پہنچائی جاتی تھی۔ اور ناقابل بیان ظلم روا رکھے جاتے تھے +

۶- جرائم کے مقدمات کی سماعت کے لئے خاص عدالتیں قائم کی گئی تھیں۔ جن میں قانون کے نام سے سخت ناانصافی ہوتی تھی اور سزا یافتگان کو اپیل کرنے کا حق بھی نہ دیا جاتا تھا +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اب ہم اس جبر پر بحث کریں گے۔ جسے "رینگنے کا حکم" کہتے ہیں۔ جس کوچے میں رینگ کر چلا کرتے تھے۔ وہ ایک تنگ سی گلی ہے۔ آبادی گنجان ہے۔ اور یہ دومنزلہ مکانات ہیں۔ اور اس کوچے میں بے شمار چھوٹی چھوٹی گلیاں آملتی ہیں۔ جن میں آنے جانے کا راستہ صرف اس کوچے میں سے ہی ہے۔ اور ان گلیوں میں بھی بہت سے مکانات ہیں۔ اگر اس کوچے میں رہنے والوں کو شہر میں جانے یا خرید و فروخت کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ تو ان کو اس گلی کے کسی نہ کسی حصے میں سے گذرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اس لئے آتے جاتے وقت پیٹ کے بل رینگنا پڑتا تھا۔ حفظان صحت والے ہوں۔ یا حکیم یا ڈاکٹر۔ پیٹ کے بل رینگنے ہی کی شرط پر مریض کے کام آسکتے تھے۔ جس کوچے میں اس حکم کا نفاذ تھا۔ وہ کوئی ڈیڑھ سو گز لمبا ہوگا۔ تصویر میں دیکھو اس کوچے کے درمیان میں ایک مستطیل ٹکٹکی ہے۔ جو بید لگانے کے لئے خاص طور پر قایم کیا گیا تھا۔ یہ حکم آٹھ روز تک جاری رہا۔ اگرچہ جنرل ڈائر نے رینگ کر چلنے کو گھٹنوں کے بل چلنا کہا ہے۔ اور اخبارات نے "ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنے کا حکم" لکھا ہے۔ لیکن عملی طور پر یہ اس طرح ہوتا تھا۔ کہ چلنے والے پیٹ کے بل سانپ لیٹ جاتے تھے۔ اور بالکل رینگنے والے جانوروں کی طرح رینگا کرتے تھے۔ جہاں کسی نے گھٹنے کو ذرا اونچا کیا۔ یا ذرا اچھکایا۔ وہیں بندوق کا کندہ رینگنے شخص کی پیٹھ پر پڑتا تھا۔ لہٰذا یہ ساری حرکت پیٹ اور بانہوں کو ہلا ہلا کر کرنی پڑتی تھی۔ یہ کوچہ ہندوستان کے کوچوں کی طرح گندا اور کوڑے کرکٹ اور غلاظت سے بھرا ہوا ہے۔ اور اس میں کنکر پتھر بھی ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ حکم محض زبانی دیا گیا تھا۔ اور افسران بالا کے احکام کے بعد واپس لے لیا گیا تھا۔ اس حکم کی توجیہ جنرل ڈائر اس طرح کرتے ہیں:-

میں نے محسوس کیا کہ میموں کو پیٹا گیا ہے۔ ہم عورتوں کو مقدس سمجھتے ہیں یعنی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خوفناک امور کے لئے مناسب سزا سوچنے میں بہت دماغ لڑایا۔ مگر میری سمجھ میں
آیا۔ کہ کیا کروں۔ اب اس میں ایک ذرا سا واقعہ پیش آگیا۔ میں پکٹ پہروں کا
معائنہ کرنے کے لئے گیا۔ وہاں پہنچا۔ اور حکم دیا۔ کہ ٹکٹکی لگادی جائے۔ میں نے سوچا
کہ یہ کوچہ مقدس سمجھا جانا چاہیئے۔ اس لئے میں نے کوچہ کے دونوں دروازوں پر
پہرے مقرر کر دیئے۔ اور ان کو حکم دیا۔ کہ کسی دیسی کو یہاں سے گذرنے نہ دیا جائے
اس وقت میں نے یہ بھی کہا۔ کہ "اگر انہیں گزرنا ہی ہو۔ تو وہ گھٹنوں کے بل چلیں"
میرے دماغ میں یہ بات کبھی نہیں آئی۔ کہ کوئی سمجھدار یا عقلمند آدمی موجودہ حالات
میں رضا و رغبت سے اس کوچے میں سے گذریگا۔ یہ سزا ناعاقبت اندیشی اور بیہودگی
کی بے نظیر مثال ہے۔ مس شیروڈ پر تو دس تاریخ کو حملہ کیا گیا۔ اور یہ حکم دیا جاتا ہے
اور تعمیل کرائی جاتی ہے۔ ان لوگوں سے جنہوں نے مس شیروڈ کو کبھی دیکھا بھی
ہو۔ امرتسر کے کثیر التعداد باشندوں نے مس پر بزدلانہ حملے پر اظہار تاسف کیا ہے۔
اس کوچے کے لوگ بھی افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے لوگ تھے جن کو یہ سزا بھگتنی پڑی
ایسے دل و دماغ والے آدمی کے کیریکٹر کے متعلق حکم لگانا مشکل ہے۔ جو ایسی سزا دے
اور عائد کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ جس کا مدعا محض اعزاز انسانی کو ذلیل کرنا ہے
پہروں کو ۶ بجے لیکر آٹھ بجے شام تک تعینات کیا جاتا تھا۔ لہذا جب لارڈ ہنٹر نے
جنرل ڈائر سے پوچھا۔ کہ جو لوگ اس کوچے میں جائز طور پر سکونت رکھتے ہیں۔ انکو تم نے
گھر سے باہر آنے جانے کے وقت رینگنے کا جو حکم دیا۔ اس کی کیا معقول وجوہ تمہارے
پاس ہیں؟ تو جرنیل ڈائر نے جواب دیا۔ کہ "وہ باقی وقت میں آ جا سکتے تھے" (یعنی رات
کے دس بجے کے بعد سے لیکر صبح ۶ بجے تک (۱۵)۔ تاریخ سے ۸ بجے کی بجائے دس
بجے تک ... ب چلا کرتی تھی) جرنیل صاحب یہ بھول گئے تھے۔ کہ ان کے بیان کے خلاف
ایک اور حکم بھی جاری تھا۔ جس کے رو سے کوئی شخص دس بجے کے بعد باہر نہیں رہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سکتا تھا۔ اور اگر رہتا۔ تو وہ گولی سے اڑا دیئے جانے کا مستوجب تھا۔ بایں ہمہ
جواب میں جرنیل صاحب نے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ میرا خیال تو نہیں۔ کہ اس حکم سے
انہیں کچھ زیادہ تکلیف ہوئی ہو۔ اگر کچھ تکلیف ہوئی بھی ہو۔ تو مارشل لا کے ماتحت ا
کوئی حرج نہیں۔ وہ کھانے پینے کی چیزیں اور طریقے سے بھی لا سکتے تھے۔ اگر ان
کوئی معمولی سی تکلیف برداشت بھی کرنی پڑی۔ تو اس کا علاج ہی کیا تھا۔ لارڈ ہنٹر
نے کہا۔ کہ یہ تو تم تسلیم کرو گے۔ کہ گڑبڑ کے دنوں میں امن پسند شہریوں کے لئے
فسادات کو فرو کرنے میں مدد دینا مشکل بات ہے۔ تو کیا اس بنا پر یہ قرین انصاف
نہیں۔ کہ پابند قانون شہریوں کو خاص امتیاز دیکر صرف ہجوم ہی کا انتہائی علاج کیا
جنرل ڈائر نے جواب دیا "جی ہاں۔ وہ فی الواقعہ پابند قانون شہری تھے۔ لیکن
خیال میں اسوقت شریروں کو سزا دینے کی فکر میں تھا۔

سوال۔ لیکن یہ وہ کوچہ نہ تھا۔ جس میں وہ لوگ اکثر آتے جاتے ہوں۔ جنہوں نے
مس شیروڈ کو پیٹا تھا۔

جواب۔ جی نہیں۔ لیکن میں نے کوچہ کے درمیان میں ایک چبوترہ بنایا تھا۔ اور
سوچا یہ تھا۔ کہ جب مجھے وہ لوگ مل جائیں گے۔ جنہوں نے مس صاحب کو پیٹا
تو میں انہیں خوب بید لگواؤں گا۔ بس میں تو انہیں بید لگوانا چاہتا تھا۔

اب ذرا غور کیجئے کہ فی الحقیقت کیا ہوا۔ لالہ ایشر داس امرتسر کی ایک انگریزی
فرم میں ملازم ہیں۔ وہ ۱۸ اپریل کو لالہ لاجپت چند کے مکان پر گئے تھے۔ اس مکان
میں اتفاقاً کچھ دفعتہً مسٹر پلومر فوجیوں کو ساتھ لئے کوچے میں آ پہنچے۔ لالہ ایشر داس اور
اُن کے دوست کھڑکی میں سے دیکھ رہے تھے۔ مسٹر پلومر نے اپنی شکاری چھڑی اُن کی
طرف ماری۔ اور اُن کو کھڑے ہو جانے۔ اور سلام کرنے کا حکم دیا۔ لالہ لاجپت چند کو
حکم دیا گیا۔ کہ وہ اپنے سکونتی مکان کا ایک حصہ فوجیوں کے رہنے کے لئے خالی کر دیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس گواہ کا بیان ہے۔ کہ کوئی چار بجے بعد دوپہر ایشر داس پنا لال میلا رام اور میں اپنے گھر کی طرف جانے لگے۔ لیکن پولیس نے جانے کی اجازت نہ دی۔ ہم نے پھر اجازت مانگی۔ تو اس شرط پر اجازت دی گئی۔ کہ ہم پیٹ کے بل چل کر گلی میں سے گزریں۔ چنانچہ ہم سب کو پیٹ کے بل رینگ کر گلی میں سے گذرنا پڑا۔ اور کسی راستے سے ہم اپنے گھروں کو نہیں جا سکتے تھے۔ (بیان ۱۰ صفحہ ۱۶۳)

دیکھنا یہ ہے کہ اس حکم کا پہلا دن تھا جو نہ تو زبانی سنایا گیا۔ اور نہ تحریر کے ذریعہ بتایا گیا۔ جب اس پر عملدرآمد شروع ہوا۔ لوگوں کو معلوم ہوتا گیا۔

ایک اور گواہ لالہ میگھا مل بزاز ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میرا مکان کوچہ کوڑ یچاں میں ہے۔ (یہ گلی اس کوچے کی ایک شاخ ہے جس میں رینگ کر چلنے کا حکم جاری تھا) اور میری دوکان گورو بازار میں ہے۔ پہلے ہی دن جو صوبہ کوریچاں میں سپاہی تعینات کئے گئے۔ تو جب میں شام کو پانچ بجے گھر واپس آ رہا تھا۔ مجھ کو سپاہیوں نے روکا۔ اور پیٹ کے بل رینگنے کا حکم دیا۔ مگر میں بھاگ گیا۔ اور سپاہیوں کے چلے جانے تک غائب رہا۔ اس روز میں ۹ بجے رات کے گھر پہنچا۔ دیکھا۔ کہ بیوی بخار سے بیمار پڑی ہے۔ گھر میں پلانے کے لئے پانی نہ تھا۔ کوئی حکیم تھا نہ ڈاکٹر۔ نہ کوئی دوائی ہی تھی بہت رات گئے مجھے خود جا کر پانی لانا پڑا۔ اس دن کے بعد سات روز تک میری بیوی بغیر علاج کے پڑی رہی۔ کیونکہ کوئی ڈاکٹر پیٹ کے بل رینگ کر چلنا پسند نہ کرتا تھا۔ (بیان ۱۱۱)

اس کوچے میں ایک جینین سبھا مندر ہے اس میں کچھ سادھو رہتے ہیں۔ لالہ رلیا رام ٹھیکیدار افیون کا ایک مکان مندر کے پاس ہے۔ جب وہ اپنی دکان کو جا رہے تھے۔ تو ان کو پیٹ کے بل رینگنے پر مجبور کیا گیا۔ کہتے ہیں۔ کہ جب میں رینگ رہا تھا۔ تو فوجیوں نے بوٹوں کی ٹھوکریں ماریں۔ اور اپنی بندوقوں کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کندوں سے بھی مارا۔ اس روز میں اپنے گھر کھانا کھانے واپس نہ آیا۔ اس لئے کہ ان گھروں کی غلاظت اٹھائی نہیں گئی۔ پاخانے صاف نہیں کئے گئے بھشتی جھیور بھی غیر حاضر رہے۔ ہم کو نہ ترکاری ملتی تھی نہ کھانے کی اور چیزیں (بیان ۱۱۷)

جین مندر کے لالہ گنپت رائے جو اس گلی میں رہتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ جو لوگ پوجا پاٹ کرنے کے لئے جین مندر میں آیا کرتے تھے۔ ان کو بھی اسی طرح پیٹ کے بل چلنا پڑتا تھا۔ (بیان ۱۲۲)

لالہ دیوی داس ساہوکار کو بھی اپنے پیٹ کے بل رینگنے کا حکم دیا گیا۔ اس نے اپنے گھر واپس جانا پسند کیا۔ لیکن ان کو پیٹ کے بل رینگنے پر مجبور کیا گیا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے پہلے پہل اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنے کی کوشش کی۔ لیکن مجھ کو سنگین سے ڈرایا گیا۔ پس مجھے پیٹ کے بل رینگنا پڑا (بیان ۹۹)

کاہن چند بیس سال سے نابینا ہے۔ اسکو بھی رینگنے پر مجبور کیا گیا۔ اور ٹھوکریں ماری گئیں۔ (بیان ۱۰۵)

عبداللہ ایک مدرس ہے اسکو بھی رینگ کر چلنا پڑا۔ جب راستے میں ذرا سستانے لگا ٹھوکریں لگائی گئیں۔ اور بندوق کا کندا مارا گیا۔ (بیان ۱۰۹)

جس زمانے میں رینگنے کا حکم جاری تھا۔ اس وقت مقدس کبوتروں اور دوسرے پرندوں کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ گلیوں میں کوئیں ہیں۔ سپاہی ان کے نزدیک پاخانہ پیشاب کرتے تھے۔ اور ان کو ناپاک کرتے تھے۔

سرکاری بیان یہ ہے۔ کہ پچاس آدمیوں کو رینگنے کے وحشیانہ اور خلاف انسانیت عمل کا شکار ہونا پڑا۔

جن کو جبری سلام کی ذلت اٹھانے کا کبھی موقع نہیں ہوا۔ وہ نہایت مشکل سے اس درد و ذلت کی شدت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جو جبری سلام کرنے والوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو برداشت کرنی پڑی۔ ہم نے اُن لوگوں کے صرف بیانات ہی سنے ہیں۔ جنکو
سلام کرنے پر مجبور کیا گیا۔ ہم ان بیانات سے محض معمولی سا اندازہ لگا سکتے
ہیں۔ کہ لوگوں پر کیا بیتی ہوگی۔ سلام کرنے کا حکم جو ایک ایسے شہر پر عائد کیا گیا تھا
جس میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار کی آبادی ہو۔ معمولی بات نہ تھی۔ اس حکم کے معنی یہ تھے
کہ کھڑے ہو جاؤ۔ اور اپنے دائیں ہاتھ سے مقررہ حرکتیں کرو۔ تعجب نہیں۔ اگرچہ گواہ ایسے
موجود ہیں۔ جو یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کو درست طریق پر سلام نہ کرنے کے جرم میں گرفتار
کر لیا گیا۔ خاص طریقے پر سلام کرا لینے تک ہی اس حکم کے اثر کا خاتمہ نہ ہوتا تھا۔
خلاف ورزی کرنے والوں کو مختلف قسم کی سزائیں بھگتنی پڑتی تھیں۔

۱۸۔ اپریل کو لالہ ہرگوپال کھنہ بی اے اپنے چند احباب کے ساتھ اس کوچہ
میں سے گذر رہے تھے۔ انہوں نے چند پولیس کے سواروں کو دیکھا جن کے پیچھے
جرنیل ڈائر آرہے تھے۔ جرنیل نے لالہ صاحب موصوف کو اشارے سے بلایا۔ وہاں
پہنچتے ہی لالہ ہرگوپال نے فوجی سلام کیا۔ اس پر ان کو کہا گیا۔ کہ ان کو سلام کرنا
نہیں آتا۔ اور اُن کو کہا گیا۔ کہ کل رام باغ میں حاضر آؤ۔ وہ فوجی سلام کر کے
جرنیل صاحب سے رخصت ہوئے۔ اور مسٹر پلومر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سے پوچھا
کہ میں رام باغ میں کہاں حاضر ہوں۔ مسٹر پلومر نے کانسٹیبل کو فی الفور حکم دیا کہ
انہیں کوتوال صاحب کے پاس لے جاؤ۔ جب وہاں پہنچے تو ان کو گیلے فرش پر
دو تین اور آدمیوں کے ساتھ پنجوں کے بل بیٹھنا پڑا۔ سات بجے شام تک اور آدمی
بھی ان میں آملے۔ اور دو دو کی قطاروں میں کوتوالی کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں
انہیں کھلے میدان میں لیٹ کر یا بیٹھ کر رات گذارنی پڑی۔ ان پر ایک گورکھا گارڈ
تعینات کر دی گئی۔ اگلے روز ساڑھے آٹھ بجے انہیں رام باغ لے گئے۔ سب کو دھوپ
میں کھڑا رکھا گیا۔ پھر ایک فوجی سارجنٹ آیا جس نے ان کو سلام کرنا سکھایا۔ پھر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان سب کو چھوڑ دیا گیا۔ (بیان ۹۵ و ۹۶)

میاں فیروز الدین آنریری مجسٹریٹ کہتے ہیں۔ کہ جرنیل صاحب اور مسٹر بلوسر کو کھڑے ہو کر سلام نہ کرنے کے جرم میں لوگوں کے بید لگائے جاتے تھے۔ جو سلام نہیں کرتے تھے۔ ان کو بعض وقت گرفتار کر لیا جاتا تھا۔ میں نے بچشم خود دیکھا کہ اس وجہ سے لوگوں کے بید لگائے گئے۔ اور انہیں گرفتار کیا گیا۔ لوگ ایسے خوف زدہ ہو گئے تھے۔ کہ بہت سے تو تقریباً تمام دن کھڑے رہتے تھے۔ تاکہ ان سے کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ اور وہ سزا سے بچے رہیں۔ میں نے تقریباً تمام دن کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے۔ کہ لوگوں کو موٹر کی آواز سنتے ہی ہر وقت کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ میں خود بھی کرتا تھا۔ (بیان ۲)

شارع عام میں بید لگوایا جانا صرف ذلت کا باعث ہی نہ تھا۔ بلکہ نہایت ظالمانہ تھا۔ اور سرکاری شہادتوں کے ماسوا یہ بات معلوم کرنا بہت مشکل ہے کہ بید لگوائے ہی کیوں گئے۔ سرکاری شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ فوجی انتظام کی مفروضہ خلاف ورزی کے لئے بید لگوائے جاتے تھے۔ اور ان لوگوں کے متعلق جن پر مس شیروڈ پر حملہ کرنے کا شبہ کیا جاتا ہے۔ جنرل ڈائر نے تسلیم کیا ہے کہ وہ انہیں رینگنے کی گلی میں بید لگوانا چاہتے تھے۔ خاکے میں جس ٹکٹکی کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ اس پر چھ لڑکوں کو بید لگائے گئے۔ ان میں سے ایک لڑکا سندر سنگھ جو تھے بید کے لگتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ ایک سپاہی نے اس کے منہ میں کچھ پانی ٹپکایا۔ اسے کچھ ہوش آیا۔ تو پھر بید لگانے شروع کر دیئے گئے۔ پھر وہ بے ہوش ہو گیا لیکن بید لگتے ہی چلے گئے۔ حتیٰ کہ تیس پورے لگائے گئے۔ جب اسکو ٹکٹکی پر سے اتارا۔ تو اس کے جسم میں سے خون بہہ رہا تھا۔ اور وہ بالکل بے ہوش تھا۔ اور لڑکوں سے بھی ایسا ہی سلوک کیا گیا۔ اور انہیں سے اکثر بید لگتے وقت بے ہوش ہو گئے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان سب کے ہتھکڑیاں لگا لی گئیں۔ چونکہ وہ چند قدم بھی چلنے کے ناقابل تھے۔ اس لئے پولیس والے انہیں گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور قلعہ میں پہنچا دیا۔ (بیان ۱۱۵ ص ۱۱۷ و ۱۱۸)

جرنیل ڈائر نے اپنی شہادت میں کہا ہے۔ کہ "قانون پیشہ کانسٹبلوں" نے مفید خدمات انجام دیں۔ مسٹر کچن نے کہا ہے۔ کہ انہوں نے تو بلکہ اسے پسند بھی کیا ہے۔ آؤ ہم دیکھیں۔ کہ وکلا خود اپنی تعیناتی اور اُن خدمات کی نوعیت کی بابت جو انہیں انجام دینی پڑیں کیا کہتے ہیں۔ ہم ابھی گھنیا لال کا ذکر کر چکے ہیں۔ وہ امرتسر کے نہایت کہنہ سال وکیل ہیں۔ اس امتیاز سے وہ بھی نہ بچ سکے۔ وہ کہتے ہیں۔ "مزید براں مجھے یہ کہنا ہے۔ کہ مقامی وکلا کے ساتھ مجھ کو بھی سپیشل کانسٹبل کا کام کرنے پر مجبور کیا گیا۔ یہ تقرر ۲۲ اپریل کو کیا گیا۔ جب کہ شہر میں امن و امان قایم رکھنے کے لئے اس تقرر کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس کام کے لئے پولیس بہت کافی تھی۔ اور در حقیقت ان ایام میں شہر میں امن و امان تھا۔ مجھے اس بڑھاپے میں قلیوں کی طرح کام کرنے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ کرسیاں لے جانے میزیں اٹھانے اور جلتی دھوپ میں شہر کے اندر گشت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ ہم پر جو گالیاں برسائی گئیں۔ اور جو ذلتیں ہم کو اٹھانی پڑیں۔ انہوں نے ہماری تکلیفات میں بہت کچھ اضافہ کر دیا۔ میں یقین نہیں کر سکتا۔ کہ ہماری تعیناتی امن و امان قایم رکھنے کے لئے ضروری تھی۔ اس حکم کا مطلب یہ تھا۔ کہ ہم لوگوں کو سزا دی جائے مقامی وکلا امور عامہ میں حصہ لیتے ہیں۔ اور رولٹ ایکٹ کے خلاف ایجی ٹیشن میں ممتاز حصہ لیا تھا۔ یہی تو وجہ ہے کہ تمام وکلا کو اس طریق سے سزا دی گئی"

لالہ مکند لال بھاٹیا وکیل ہائی کورٹ میونسپل کمشنر سپیشل کانسٹبلوں کے تقرر کی رسم کو بیان کرتے ہوئے۔ کہتے ہیں۔ کہ ان سب کو زمین پر بٹھایا گیا اور یہ وہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وقت تھا۔ جب اُن کو دو شہر والوں کو ٹکٹکی سے بندھے بید لگتے دیکھنے کے لیئے بلایا گیا تھا۔ ہمیں اس نظارہ کو دیکھنے کے لیئے خاص طور پر حکم دیا گیا تھا۔ شام کے وقت تمام وکلار کو ایک قطار میں کھڑا کیا گیا۔ لفٹنٹ فیومن کو ہمارا انچارج مقرر کیا گیا۔ اس لفٹنٹ نے ایک وکیل کو ٹھوکروں سے مارنے کی دھمکی دی۔ دن میں تین دفعہ حاضری دیئے۔ اور باقی دن بھر شہر میں گشت کرنے کا حکم دیا گیا۔ مسٹر بھاٹیا کہتے ہیں۔ کہ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمیں تمام دن حاضر رہنا ہوتا تھا۔ خواہ شہر میں ہوں۔ یا باغ میں۔ ہم کو بار بار یہ یاد دلایا جاتا تھا۔ کہ ہم محض کانسٹبل ہیں۔ اور ہماری کسی غفلت کی سزا صرف بید لگنا یا قید ہی نہیں ہے۔ بلکہ پھانسی بھی ہے۔ ہم کو بہت سے لوگوں کے سامنے جو ہماری عزت کرتے تھے قلیوں کا کام کرنا پڑتا تھا۔ میزیں اور کرسیں اٹھانے کا حکم دیا جاتا تھا۔ اگرچہ ایسے کاموں کے لیئے اردلی موجود ہوتے تھے۔ اور کافی نوکر چاکر بھی تھے۔ وکلار کو سلام کرنا خاص طور پر سکھایا گیا تھا۔ ۱۲ مئی کو ان کو چھٹی دے دی گئی۔ مسٹر بھاٹیا کو بھی لالہ کھنیالال کی اس رائے سے اتفاق ہے۔ کہ مدنظر محض یہی تھا۔ کہ وکلار کو سزا دی جائے (بیان ۹۱)

پنڈت راجندر مصر اور دیگر وکلار مذکورہ بالا بیانات کی تائید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اگرچہ انہوں نے حکام کو مدد دی۔ لیکن ان کی بھی اسی طرح ہتک اور توہین کی گئی۔ (بیان ۹۴)

اپنے کاروبار معمولہ سے محروم ہونے کے سبب سے جو مالی نقصان بلا وجہ اور بلا ضرورت اٹھانا پڑا۔ اس کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ ۹۳ وکلار کو اس طرح اور ذلت برداشت کرنی پڑی۔

مارشل لا کے دوران میں جو ایک دم بہت سی گرفتاریاں اور حوالات سے

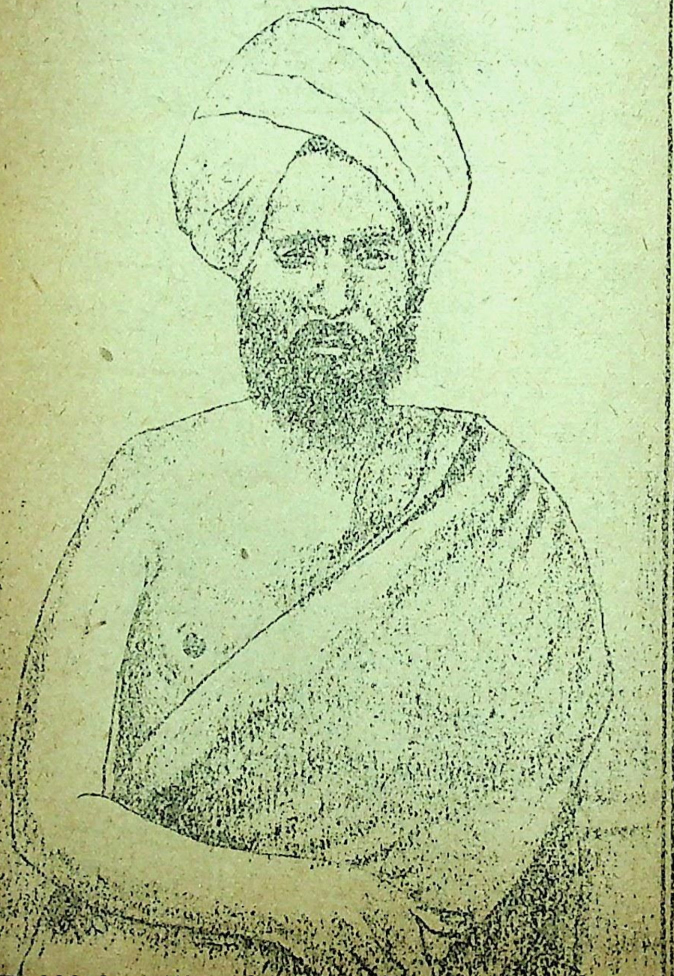
ایام میں گرفتار شدہ لوگوں سے جو سلوک ہوا۔ وہ شاید سزا کی سب سے زیادہ خوفناک شکل تھی۔ جس سے ان ایام میں جب گرفتاریاں عمل میں آ رہی تھیں۔ شہر کا کوئی باشندہ اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھتا تھا۔ لالہ گردھاری لال کہتے ہیں۔ کہ جہاں تک مجھ کو یاد ہے ۱۲۔ اپریل سے لوگوں نے پولیس کو گرفتار کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہی رہا۔ اور ہر طبقے کے لوگ اپنے اپنے کاموں میں نہایت امن و امان سے مشغول ہونے کے باوجود روز بروز گرفتار ہوتے گئے۔ یہ بتایا نہیں جاتا تھا کہ جرم کیا ہے۔ فی الفور ہتھکڑی لگائی جاتی تھی۔ حوالات میں ڈال دیا جاتا تھا۔ دو دو اور مہینوں وہیں پڑے رہتے تھے۔ اور ان کو یہ بتایا ہی نہ جاتا تھا۔ کہ جرم کیا ہے اپنے رشتہ داروں اور احباب سے ملنے اور مشورہ کرنے کا موقع بھی نہ دیا جاتا تھا۔

جب مسٹر بدرالاسلام علی خاں گرفتار کئے گئے۔ تو عوام کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ شہر کے ان تمام لوگوں کو اس طرح گرفتار کیا جائیگا۔ جو کانگرس سے تعلق رکھتے ہیں۔ لالہ گردھاری لال ۷۔ اپریل کو امرت سر سے گئے تھے۔ اور کانپور میں ایک عزیز کو سخت بیمار چھوڑ کر ۱۱۔ کو امرت سر آ گئے تھے۔ وہ کانپور جانا چاہتے تھے۔ بعد از خرابی بسیار ان کو پروانہ راہداری ملا۔ اور وہ امرتسر سے جا سکے ۲۱۔ اپریل کو کلکتہ میل سے روانہ ہوئے۔ دریائے بیاس کے پل پر گاڑی روک لی گئی۔ اور ہندوستانی مسافروں کے سامان کی تلاشی نہایت غور سے ہونے لگی۔ انہوں نے کچھ عرصے کے بعد یہ سنا۔ کہ امرت سر کے حکام نے ان کو بلوایا ہے۔ وہ کانپور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے روبرو جا حاضر ہوئے۔ صاحب نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ اور ان کو پہرہ میں امرت سر بھیج دیا۔ چونکہ ان کے انچارج سب انسپکٹر نے اجازت دے دی تھی۔ اس لئے ان کے ہاتھ میں ایک اخبار تھا۔ امرت سر پہنچ کر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے لئے اخبار کا ہونا بہت کچھ ہوا۔ لیکن سب انسپکٹر نے نہایت سکون کے ساتھ صاحب بہادر سے کہا۔ کہ اس نے

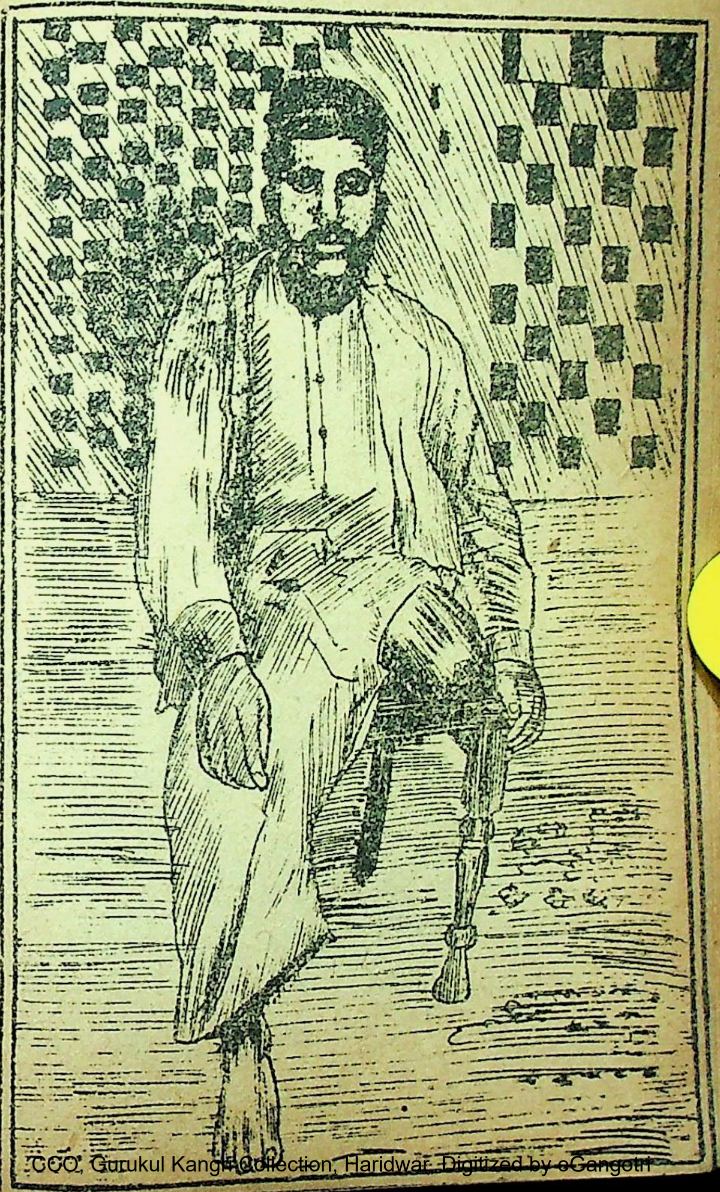
CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خود لالہ گردہاری لال کو اخبار خریدنے کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ اس کو اپنے افسر کی طرف لالہ گردہاری لال کی آزادی کو اس درجہ تک محدود کرنے کی کوئی ہدایت نہیں دی گئی تھی۔ لالہ گردہاری لال کو ہتھکڑی لگائی گئی۔ اور جب انہوں نے پوچھا۔ کہ مجھے کیوں گرفتار کیا گیا ہے۔ تو کوئی جواب نہ ملا۔ ۲۲۔ اپریل کو گیارہ بجے سے لیکر اگلے آٹھ بجے صبح تک کھانا نہیں ملا۔ ان کو ایک چھوٹے سے کمرے میں جس میں دس گیارہ آدمی اور تھے بند کر دیا گیا۔ کمرے کے ایک گوشے میں ایک پاٹ رکھا تھا۔ جس سے تعفن آرہا تھا۔ دوسرے دن صبح کے وقت چند منٹ کے لئے حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرنے کی اجازت دیگئی۔ اور پھر بند کر دیا گیا۔ نہ تو ان کو نہانے کی اجازت تھی۔ نہ کپڑے بدلنے کی۔ جب کوئی مخیر کانسٹیبل پاس ہوتا تھا۔ اس وقت بھی نہایت مشکل سے پانی مل سکتا تھا۔ مئی کے مہینے میں بے حد گرمی ہوتی ہے۔ اور یہ آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایسے کمرے میں جس میں سامان بھی ہو۔ اور بہت سے آدمی بھی۔ کس قدر دقت اور بے آرامی ہوتی ہوگی۔ آخر کار لالہ صاحب کو چند حکام کے سامنے لے گئے۔ ان میں سے ایک نے ان کے متعلق توہین آمیز اور دل آزار باتیں کہیں۔ ۲۴۔ مئی کو انہیں حوالات سے نکال کر امدادی جیل خانے میں لے گئے۔ جو خوراک دی جاتی تھی۔ وہ انسان کے کھانے کے قابل تو تھی نہیں۔ ۲۷۔ مئی کو انہیں اور انکے ساتھیوں کو دو دو کو یکجا ہتھکڑی لگا کر لاہور لے آئے۔ کسی کو ان کے نزدیک آنے کی اجازت نہ تھی جنہوں نے ان سے گفتگو کرنے کی جرأت کی۔ ان کو اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔ انہیں لاہور ریلوے سٹیشن سے کچہری تک پا پیادہ جانا پڑا۔ یہ راستا کوئی دو میل کا ہوگا۔ انسپکٹر پولیس نے راستے میں انہیں پانی پینے سے منع کر دیا۔ کچہری میں پہنچے پر ان کو تمام دن کمرہ عدالت کے باہر انتظار کرنا پڑا۔ پھر ان کو سنٹرل جیل لے گئے۔ جہاں ہر ایک کو ایک ایک آہنی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri



CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

پنجرے میں جو سات فٹ لمبا۔ دو فٹ چوڑا اور چار فٹ اونچا تھا بند کر دیا گیا۔ نہانے کے لئے جو انتظام کیا گیا تھا۔ وہ نہایت گندہ تھا۔ نہانے کے لئے انہیں چھوٹی سی بدر رو بتائی گئی تھی۔ جس کا پانی ہر ایک مطلب کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ ۲۰ کو وہ چند اشخاص جن کے رشتہ داروں نے ان کے لئے کچھ روپیہ رشوت کے طور پر دے دیا تھا۔ ذرا اچھے کمروں میں تبدیل کر دیئے گئے۔ اور انہیں کھانا بھی تھوڑا سا اچھا ملنے لگا۔ صرف اسی جگہ انہیں لباس تبدیل کرنے کی اجازت دی گئی۔ ۱۸ مئی کو انہیں بورسٹل جیل میں تبدیل کر دیا گیا۔ ۳ جون کو امرتسر کے قیدیوں میں سے چند مقدمے کی سماعت کے لئے بھیجے گئے۔ بعض اور قیدیوں کو یہ کہا گیا۔ کہ تم ہوا کے نام لکھ دو۔ حالانکہ ان کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ ان کے جرم کی نوعیت کیا ہے۔ ۶ جون کو لالہ گردھاری لال رہا کر دیئے گئے۔ نہ تو ان پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور نہ ہی ان کو اب تک معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ قید میں کیوں ڈالے گئے تھے۔ اس طرح امرتسر کے سرکردہ اصحاب میں سے ایک صاحب کو جس کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ گرفتار کیا گیا۔ اور ان سے ایسا سلوک کیا گیا۔ جو ایک معمولی مجرم سے بھی کیا گیا کمتر تھا۔ کیونکہ دوران مقدمہ میں ہر ایک قیدی کو اپنے رشتہ داروں کو ملنے اور اپنے وکلاء سے مشورہ کرنے۔ اور حسب دلخواہ کھانا کھانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ میاں فیروز الدین جو کئی سال سے آنریری مجسٹریٹ ہیں۔ اور امرتسر کے رئیس اعظم ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان ایام میں جب کہ امرتسر کے ذی عزت اصحاب کو اس طرح تنگ کیا جا رہا تھا۔ شہر کے مشہور بدمعاشوں کو تقریباً ہاتھ نہیں لگایا گیا۔

یہ تو یاد ہوگا۔ کہ مسٹر مقبول محمود وکیل ہائی کورٹ نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ۱۰ اپریل کے دن مجمع کو پل کے نزدیک واپس بھیجنے کی کوشش کی تھی۔ ان کو بعد میں اسی سبب انسپکٹر نے گرفتار کر لیا۔ اور تھانے لے گیا۔ اور یہ سمجھایا۔ کہ یہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کر دو۔ کہ میں رابنسن اور رولینڈ کے قاتلوں کو پہچان سکتا تھا۔ اور پہچان لوں گا۔ میں نے پولیس کو بتا دیا۔ کہ میں نے ایک تحریری بیان بھیجدیا ہے۔ جس میں میں نے یہ بیان کر دیا ہے۔ کہ میں کسی کو پہچان نہیں سکتا۔ اس پر پولیس والے وہ بیان میرے پاس لائے۔ اور مجھ سے کہا۔ کہ اپنے ہاتھوں سے اس کو پھاڑ ڈالوں۔ اور ایک نیا بیان لکھ دوں۔ جس میں ان لوگوں کے نام لکھوں۔ جن کو پولیس والوں نے مجرم قرار دیا ہے۔ میں نے اس مطالبہ کے پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو مجھے دھمکیاں دی گئیں۔ مگر مجھ کو بعد میں چلے آنے کی اجازت دے دی گئی۔ پھر اُن کا نام ملزموں کی طرف سے گواہوں میں لکھ دیا گیا۔ سردار سکھا سنگھ نے ان سے کہا۔ کہ بہت سے لوگوں نے ملزموں کی طرف سے گواہی دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور آپ بھی اسی طرح کیجئے۔ مسٹر مقبول محمود نے کہا۔ کہ میں بھی ضمیر رکھتا ہوں۔ اس پر سردار سکھا سنگھ نے جواب دیا۔ کہ ان دنوں میں کسی کا ضمیر نہیں ہے۔ اور جن کا ہے۔ وہ سزا بھگت رہے ہیں۔ سکھا سنگھ نے یہ بھی کہا کہ یاد رکھو تمہارا اسلحہ کا لائسنس بھی ضبط ہو جائیگا اور تمہیں مشکلوں میں پھنسنا پڑے گا۔ (بیان ۵)

۲۰۔ اپریل کو ڈاکٹر کدار ناتھ بھنڈاری سینیر اسسٹنٹ سرجن (عمر باسٹھ سال) سے سردار سکھا سنگھ نے کہا۔ کہ اس مجمع میں سے کسی آدمی کا نام لے دو۔ جو ۱۰۔ اپریل کو مس ایڈن پر حملہ کرنے گیا تھا۔ ڈاکٹر کدار ناتھ نے کہا۔ کہ میں تو ایسا نہیں کر سکتا۔ اس پر سردار سکھا سنگھ مسٹر بلھو مراد اور مسٹر مارشل نے چلا کر یہ کہا۔ کہ اگر تم گورنمنٹ کی مدد نہیں کرتے۔ تو تم بھی گرفتار کر لئے جاؤ گے۔ اس پر ڈاکٹر نے جواب دیا۔ کہ میں کسی ایسے شخص کا نام نہیں لے سکتا۔ جس کو میں نے دیکھا نہ ہو۔ اور تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ اس پر سردار سکھا سنگھ نے ڈاکٹر سے کہا۔ کہ ان کے پاس ڈاکٹر کی گرفتاری کا حکم موجود ہے۔ وہ اپنے آپ کو زیر حراست سمجھیں۔ حکم دکھایا نہیں گیا۔ اور ان کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور ان کے اسسٹنٹ کو حوالات میں بھیج دیا گیا۔ دونوں کو ۲۷ اپریل تک حوالات میں
رکھا گیا۔ اور اسی روز ان کو امدادی جیل خانے میں بھیج دیا گیا۔ امدادی جیل کوئی
ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ پیدل چلنا پڑتا۔ چونکہ انہیں عارضۂ قلب لاحق تھا۔
انہوں نے سواری مانگی۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ دوسروں کے ساتھ ہتھکڑیاں لگا کر
اور شہر میں پھرانے سے ان کے دل کو صدمہ ہوگا۔ بایں ہمہ ان کو باسٹھ اور قیدیوں
کے ساتھ جیل تک پا پیادہ ہی چلنا پڑا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ چونکہ گرمی بہت شدت کی تھی
جیل خانے پہنچتے ہی میں بے ہوش ہو گیا۔ لیکن ایک پولیس والے کی مہربانی سے جس
نے پینے کے لئے پانی لا دیا۔ جلدی ہوش میں آ گیا۔ ان کو ایک کوٹھڑی میں بند
کر دیا گیا۔ اور کھانے کو جو روٹی دی گئی۔ اسے وہ کھا نہ سکتے تھے۔ ایک دوست نے
درخواست دی۔ کہ باہر سے کھانا پہنچانے کی اجازت دی جائے۔ مگر منظور نہیں
ہوئی۔ کپڑوں سے بو آتی تھی۔ پسینے سے بھرے ہوئے تھے۔ جوئیں پڑی ہوئی تھیں۔ لباس
تبدیل کرنے کی اجازت مانگی گئی۔ یہ بھی اس طرح نامنظور ہوئی۔ ۲ مئی کو ڈپٹی کمشنر
صاحب جیل خانے میں آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا۔ کہ مجھے کیوں قید کیا گیا ہے
جواب ملا کہ تمہارے خلاف سوائے اس کے اور کوئی جرم نہیں۔ کہ تم نے مسٹر ایسٹن
کی جان کو بچانے کی کوشش نہیں کی جب کہ ہجوم ان پر حملہ کر رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب
نے اس امر کے دلائل پیش کرنے کی کوشش کی۔ کہ ایسا کرنا ان کے امکان میں نہ تھا
کیونکہ انہیں معلوم ہی نہ تھا۔ کہ ہجوم مسٹر ایسٹن کے پاس کب گیا۔ مگر ان دلائل
سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ۱۲ مئی کو وہ اور ان کا اسسٹنٹ دونوں رہا کر دیئے گئے
مگر ان کو یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ ان کے خلاف خاص جرم کیا تھا۔ ۲۰ اور ۲۷ اپریل
کے درمیانی ایام میں جب وہ کوتوالی کی حوالات میں تھے۔ تو ایک شخص دو دفعہ ان
کے پاس آیا۔ اور کہا آپ مفت میں تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ اگر آپ [illegible] روپیہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چند آدمیوں کے نام لکھوا دیں۔ آپ فوراً رہا کر دیئے جائیں گے (بیان ع ۱۳)+
مسٹر محمد امین گیلانی اس محمد اکرم کے والد ہیں۔ جسے مسٹر الیسٹن پر حملہ کرنے کے
اقدام کے ضمن میں پھانسی کا حکم دیا گیا تھا۔ جو بعد میں پانچ سال قید سخت میں تبدیل
کر دیا گیا تھا۔ ان کا دعویٰ ہے۔ کہ مسٹر الیسٹن سے ان کی ذاتی دوستی ہے
اور اپنے بیان شامل ہذا میں وہ یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ان کا بیٹا جو مسٹر الیسٹن کو
اپنی جان تصور کرتا تھا۔ بالکل بے گناہ ہے۔ ۲۰ اپریل کو انہیں اور ان کے بیٹے
اور بھائی کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور کوتوالی لے گئے + وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک کانسٹیبل
حوالات کے دروازے پر لے گیا۔ اگرچہ وہ کمرہ بہت چھوٹا تھا۔ لیکن اس میں کوئی
تیس بد قسمت آدمی بھرے ہوئے تھے۔ یہ نہایت ہولناک نظارہ تھا۔ کہ
وہ لوہے کی سلاخوں میں سے اپنے ہاتھ باہر نکالے پانی مانگ رہے تھے۔
مجھے اس نظارے کو دیکھ کر غش آنے لگا + میں نے ایک پولیس مین سے
کہا۔ کہ مجھے اس کے اندر جانے میں کوئی اعتراض نہیں۔ مگر میں تم سے یہ کہے
دیتا ہوں۔ کہ میں یہاں اس میں پندرہ منٹ بھی نہ جی سکونگا + یہ سنکر وہ انسپکٹر
کے پاس گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد واپس آ کر مجھے ایک اور کمرے میں لے گیا۔ جہاں
میں نے ڈاکٹر بشیر اور ڈاکٹر بدر الاسلام علی خاں کو پایا۔ اس کمرے میں چند آدمی باہر نکالے گئے
اور ہم چھ نو وارد انکے بجائے داخل کر دئے گئے + میں نے اپنی زندگی بھر میں کبھی ایسی گندی جگہ
نہ دیکھی تھی۔ ہم میں سے اکثر نے بیٹھے ہی بیٹھے رات کاٹ دی۔ ہم نے التجا کی۔ کہ صرف
آج شام ہی کا کھانا ہمیں اپنے گھروں سے منگا لینے کی اجازت دیدی جائے۔ مگر انکار
کر دیا گیا۔ ہم نے چادریں مانگیں۔ مگر وہ بھی نہ دی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد ہماری جو گی
ہی میں ایک شخص گامے کے پاس آیا۔ اور اس سے کہنے لگا۔ کہ تم اپنی جان خطرے میں کیوں
ڈالتے ہو۔ چار پانچ آدمیوں کے نام لے دو جنکے ساتھ تمہاری دشمنی ہو اور ہم تمہیں گواہ بنا لینگے + گامے نے کہا

کہ میری کسی سے دشمنی نہیں ہے"۔ پورا سپاہ ہنا چلا گیا۔ لیکن ہناد منٹ کے بعد پھر نمودار ہوا۔ اور اس سے کہنے لگا۔ کہ دیکھو۔ ایک تو قائم کا نام بتا دو۔ اور باقی لوگوں کے متعلق جو چاہو کہہ دو" جس طریقے سے پولیس والے جھوٹی شہادتیں تیار کر رہے تھے۔ ہم میں سے بہت خوف زدہ ہو گئے۔ اور ہم نے خیال کیا کہ ہم بھی محفوظ نہیں ہیں" گواہ نے جیل کے اندر کی حالت بیان کی ہے۔ کہ انہیں دو دو کو یکجا ہتھکڑی ڈال کر کوٹھڑیوں میں رکھا گیا۔ اور پاخانے میں بھی اسی طرح لے گئے۔ جب وہ درحقیقت پاخانوں میں پہنچ گئے۔ تو ہتھکڑیاں اتار دینے کی استدعا کی۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ ان کو سخت دھوپ میں چکر لگانے پر مجبور کیا گیا۔ (شاید ورزش کے لئے) ان کو چھتیس گھنٹے تک کھانا نہیں دیا گیا۔ اور انہیں خالی فرش پر سلایا گیا۔ اس کے بعد ہتھکڑیاں اتار لی گئیں۔ جو خوراک ہم کو کھانے کو دی گئی وہ کیا تھی ایک کونے میں تو چنوں کی چھوٹی سی ڈھیری تھی۔ اور دوسرے کونے میں پانی کی ایک بالٹی۔ اور پاس ہی ایک دوسرے کو پانی دینے کے لئے ٹین کا ایک برتن رکھا تھا۔ ہم وہ خوراک نہ کھا سکے۔ اس سے دن بھر بھوکے رہے۔ اگلے دن حالت ذرا بہتر ہو گئی۔ ان کو اپنی غذا کھانے اور کپڑے بدلنے کی اجازت دے دی گئی۔ یوں وہ قلعہ میں بائیس دن تک رہے۔ ۱۲- مئی کو انہیں مقدمے کے لئے لاہور لے آئے۔ باون آدمی ایک زنجیر میں بندھے تھے۔ لاہور میں انہیں بغیر کھانے اور پینے کے سارا دن باہر بیٹھنا پڑا۔ انہیں لاہور سٹیشن سے عدالت تک۔ اور عدالت سے سنٹرل جیل تک جلتی دھوپ میں پیدل چلنا پڑا۔ آخر ۲۷- مئی کو وہ یعنی مسٹر محمد امین اور انکے بھائی بری کر دیئے گئے۔ (بیان ۱۴۲)

مسٹر جیلی بغمن سب اسسٹنٹ سرجن مسز ایسڈن کی دوست ہیں۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے مسز ایسڈن کو حملے سے بچانے کے لئے چھپایا۔ وہ کہتی ہیں۔ کہ جب تحقیقات ہو رہی تھی۔ تو مجھے دو موقعوں پر کوتوالی لے گئے۔ مجھ سے یہ بیان کرنے کو کہا گیا۔ کہ میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے محمد امین کو ہجوم میں دیکھا ہے۔ جب میں نے کہا۔ کہ یہ بات تو سچ نہیں۔ تو مسٹر
پومر نے مجھے جیل میں بھیج دینے کی دھمکی دی۔ جو کچھ میں جانتی تھی۔ وہ تو میں نے ان
سے کہہ دیا۔ لیکن جھوٹی گواہی دینے سے انکار کیا۔ انہوں نے مجھے یہ ترغیب دلائی
کہ اگر میں محمد امین کی موجودگی کے متعلق مسز ایسڈن کی کہانی کی تائید کر دوں۔ تو سرکار
مجھے انعام دیگی۔ میں نے پھر انکار کر دیا" (بیان ۱۶)

سیٹھ گل محمد ایک سوداگر شیشہ آلات ہے۔ وہ ۲۰۔ اپریل کو نماز پڑھتے ہوئے
گرفتار کیا گیا۔ اور اسے کوتوالی لے گئے۔ اس سے کہا گیا۔ کہ وہ جھوٹی گواہی دے۔
انسپکٹر جواہر لال نے اس کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ اور ایسے سخت تماچے لگائے۔ کہ کچھ دیر کے
لیے اسکے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اسکے بعد انسپکٹر نے اس سے کہا۔ کہ تم یہ بیان دو۔
کہ ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر کچلو نے مجھے ۶۔ تاریخ کو ہڑتال کرانے کی ترغیب دی۔ اور
انہوں نے یہ کہکر مجھے حوصلہ دلایا۔ کہ وہ انگریزوں کو ملک سے نکال دینے کے لیے بم
کے گولے استعمال کریں گے۔ گواہ نے یہ بیان کرنے سے انکار کیا۔ اسکے بعد انسپکٹر
نے اپنے ماتحتوں سے کہا۔ کہ اسکو الگ لے جاکر ٹھیک کرو۔ اس کے بعد چند کانسٹیبل
اسے انسپکٹر کی میز سے چند قدم دور لے گئے۔ اور اس سے کہا۔ کہ جو کچھ جواہر لال کہتے
ہیں۔ وہ کر کے انہیں خوش کر دو۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ پس انہوں نے گواہ کا ہاتھ
پکڑا۔ اور ایک پلنگ کے پائے کے نیچے دبا دیا۔ اور اس پلنگ پر آٹھ کانسٹیبل بیٹھ
گئے۔ گواہ بیان کرتا ہے۔ کہ جب درد ناقابل برداشت ہو گیا۔ تو میں چلایا۔ کہ میرا
ہاتھ چھوڑ دو۔ جو کچھ کہتے ہو۔ میں کئے دیتا ہوں۔ اس کے بعد اسکو پھر جواہر لال کے
پاس لے گئے۔ لیکن گواہ نے پھر دونوں ڈاکٹروں پر بہتان لگانے سے انکار کر دیا۔ لہذا
گواہ کو اس دن ایک کمرے میں بند رکھا گیا۔ اس کے بعد کے دو دنوں میں اسے پیٹا گیا۔
تماچے مارے گئے۔ اور بید لگائے گئے۔ اسے جتا دیا گیا کہ تجھ کو مجرم قرار دیکر پھانسی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پر لٹکا دیا جائیگا۔ یہ مار پیٹ آٹھ دن تک جاری رہی۔ آٹھویں دن اس نے حسب مطلوبہ بیان دینے کا اقرار کر لیا۔ پھر اسے آغا ابراہیم مجسٹریٹ کے روبرو لے گئے۔ اور وہاں اس نے وہی جھوٹا بیان دیا۔ جو پولیس نے اس سے طلب کیا تھا۔ ہنس راج سرکاری گواہ بھی کوتوالی میں موجود تھا۔ اس نے اس کو صلاح دی۔ کہ جس طرح پولیس کہے۔ اسی طرح کرو۔ اس دن کی حوالات کے بعد اسے اس شرط پر چھوڑ دیا گیا۔ کہ وہ ہر روز کوتوالی میں حاضر ہوا کرے۔ اس نے یہ معمول ۹ جون تک جاری رکھا۔ اس دن اسے لاہور لے گئے۔ ۱۰ جون کو وہ مارشل لا کی عدالت خاص میں پیش کیا گیا۔ وہاں اس نے ساری باتیں صاف صاف بیان کر دیں۔ اور ججوں کو بتا دیا۔ کہ اسے نہایت سخت تکلیفیں دی گئی ہیں۔ (بیان ۲۱)

برج لال چودہ سال کا ایک لڑکا ۹ دن تک حوالات میں رکھا گیا۔ نو دن بعد وہ ہنس راج کے حوالے کر دیا گیا۔ اور اسے ترغیب دی گئی۔ کہ وہ مارشل لا کی عدالت خاص کے سامنے جھوٹا بیان دے۔ وہ بیان اس نے اس شہادت میں واپس لے لیا ہے۔ جو ہمارے سامنے دی گئی ہے۔ (بیان ۲۲)

سردار آتما سنگھ سوداگر شراب ۱۳ اپریل کو جرنیل ڈائر کے سامنے گرفتار کیا گیا۔ اس کو جلوس کے ساتھ چلنے پر مجبور کیا گیا۔ اس نے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے میرے ایک بازو سے ایک قسم کا کپڑا باندھا۔ اور اپنے ساتھ شہر کے کئی بازاروں میں مجھے گھسیٹتے پھرے۔" ایک گورے سپاہی نے اسے پینے کے لئے پانی لینے سے روک دیا اس دن بھر میں کچھ اور لوگ بھی گرفتار کئے گئے۔ اور ان میں نو آدمیوں کو ہتھکڑیاں لگا کر بغیر خوراک دیئے ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ ۱۵ تاریخ کو ان کو جرنیل کے سامنے لے گئے۔ اور ایک درخت کے ساتھ باندھ دیئے گئے۔ ان کو بے دریغ گالیاں دی گئیں۔ اور ان کی ہنسی اڑائی گئی۔ جب جرنیل لنچ کھا چکا۔ تو وہ اسکے سامنے پیش

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کئے گئے۔ پھر سردار آتما سنگھ کو آٹھ دن کے کوارٹر گارد کی سزا دی گئی۔ اسے یہ بالکل نہیں بتایا گیا۔ کہ اس پر کیا جرم لگایا گیا ہے۔ اس کی قید کے دوران میں ایک سارجنٹ نے اس سے ایک سونے کی انگوٹھی اور ایک ویسٹ اینڈ ہنٹنگ گھڑی چھین لی جس پر اس کا نام کھدا ہوا تھا۔ (بیان [illegible])

محمد اسمٰعیل قصائی ۱۰/۱۸ اپریل کے قریب گرفتار کیا گیا۔ اس کا باپ بھی گرفتار کیا گیا۔ دونوں کو پیٹا گیا۔ اور انہیں اس وقت چھوڑا گیا۔ جب اس کا بھائی دینا حاضر کیا گیا۔ دینا کو بھی نو دن تک روک رکھا گیا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس کو بھی نہایت بے رحمی سے پیٹا گیا۔ (بیان [illegible])

عبد العزیز سبزی فروش اس لئے گرفتار کیا گیا۔ کہ اس نے ایک خانساماں کے روبرو قسم کھائی تھی۔ اس بات کے متعلق اس نے انکار بھی کیا۔ اسے جرنیل کے روبرو پیش کیا گیا۔ دو دن تک حوالات میں رکھا گیا۔ دس کوڑے لگائے گئے۔ اور حکم دیا کہ وہ چودہ دن تک اپنی دوکان بند رکھے۔ (بیان ۱۲۳)

لالہ ریلیا رام پنشنر ۵۸ سال کی عمر کے آدمی کو ایک سب انسپکٹر نے کہا۔ کہ تم لوگوں کے نام بتاؤ جنہوں نے مسٹر شیروڈ کو پیٹا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں وہاں موجود نہ تھا۔ اس لئے مجھے اس معاملے کے متعلق کچھ خبر نہیں۔ اس پر اسے بید سے پیٹا گیا۔ اس کی داڑھی پکڑ کر کھینچی گئی۔ اسے گلی میں ادھر سے ادھر پھرایا گیا۔ اور شام کو چھوڑ دیا گیا۔ (بیان ۱۰۷)

لالہ داود مل کو پیٹا گیا۔ اور رینگ کر چلایا گیا۔ وہ اور اس کا بیٹا گرفتار کئے گئے۔ پھر وہ چھوڑ دیا گیا۔ اور دوبارہ گرفتار کیا گیا۔ اور آخر کار جب اس نے بازار کے چودھری کی معرفت پولیس کو سو روپیہ دیا۔ تو رہا کر دیا گیا۔ لیکن پھر گرفتار کیا گیا۔ اور اسے مجبور کیا گیا۔ کہ وہ پچاس روپے اور دیکر اپنی رہائی خرید لے۔ پولیس والے اس کی دوکان

بہجاتے۔ اور اپنے استعمال کے لئے اس سے ملائی وغیرہ زبردستی لے لیا کرتے تھے
اس کے بیٹے کو آٹھ دن زیرِ حراست رکھا گیا۔ اس کے بعد تیس کوڑے لگائے گئے
اگرچہ کوڑے لگانے کے اثنا میں وہ بے ہوش ہو گیا ہے اس نے اور لوگوں کو بھی
بید لگتے دیکھے۔ اور اس نے بیان کیا ہے۔ کہ وہ لوگ درد سے چیخیں مارتے تھے۔ اور
سب کے بدنوں سے خون نکل رہا تھا۔ (بیان ۱۱۶)

لالہ رکھا رام نے دھنی رام کو دیکھا۔ کہ اسے بٹھا کر اس کی ٹانگوں کے نیچے سے
ہاتھوں کو لا کر کان پکڑوائے گئے تھے۔ (بیان ۱۱۸)

غلام قادر شپ گر کو اپریل کے تیسرے ہفتے میں امیر خاں سب انسپکٹر نے گرفتار کیا۔
اس سے کہا گیا۔ کہ وہ لوٹی ہوئی چیزوں کا پتہ بتائے۔ لیکن جب اس نے اپنی بے خبری
ظاہر کی۔ تو اسے سخت پیٹا گیا۔ اس سے کہا گیا۔ کہ جس ہجوم نے بھگتانوالہ ریلوے سٹیشن
کو جلایا اور لوٹا تھا۔ ان میں سے بعض آدمیوں کے نام لے دو۔ اس کی پگڑی اتاری
گئی۔ اس سے اس کے ہاتھ باندھے گئے۔ اور کوئی دس منٹ تک ایک درخت کے
ساتھ لٹکا رکھا گیا۔ اس نے اپنے علاوہ آٹھ یا نو آدمیوں پر بھی تشدد ہوتے دیکھا۔ وہ
بیان کرتا ہے کہ میں نے ہیرا گوجر کو زمین پر چت لیٹے دیکھا۔ اور ایک حوالدار نے جس کا
میں صورت شناس ہوں امیر خاں سب انسپکٹر کے سامنے ہیرا کی مقعد میں ایک چھڑی
داخل کر دی۔ وہ سارا عرصہ نہایت قابل رحم طور پر چلاتا رہا۔ مگر پولیس والوں نے
اس پر بالکل رحم نہ کیا۔ پورے تین دن۔ تین راتوں کے لئے ہمیں کھانے کو بالکل
کچھ نہ دیا گیا۔ اور اس اثنا میں پولیس نے ہم پر بہت سے تشدد بھی کئے۔ میں پانچ
دن کے بعد رہا کر دیا گیا (بیان ۱۲۱)

معراج دین نامی بھی اوپر کے بیان کی عام طور پر تائید کرتا ہے۔ کیونکہ اسی پر بھی
غلام قادر ہی جیسی مصیبتیں پیش آئی تھیں (بیان ۱۲۲)

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

غلام جیلانی ایک امام مسجد اور وثیقہ نویس ہے۔ اس پر جو تشدد کیا گیا۔ شاید اس
سے زیادہ ہم نے کوئی تشدد نہیں سنا۔ وہ ۱۶۔ اپریل کو گرفتار کیا گیا۔ اس کے بیان میں
اس قدر تفصیلات ہیں۔ کہ اس کی تمام تکالیف کا اندازہ کرنا منظور ہو۔ تو اس کا بیان
تمام و کمال پڑھنا چاہئے۔ جو سلوک اس کے ساتھ کیا گیا۔ اس کے متعلق گواہوں نے جو
کچھ بیان کیا ہے۔ اس کی تائید میاں فیروز الدین آنریری مجسٹریٹ (بیان ع ۲) اور مسٹر
غلام یاسین بیرسٹر (بیان ع ۶) بھی کرتے ہیں۔ محمد شفیع (بیان ع ۱۳۹) نے بھی ان چند
سختیوں کو دیکھا ہے۔ جو غلام جیلانی پر کی گئیں۔ اور اس کی درد انگیز چیخیں سنی ہیں۔
وہ بیان کرتا ہے۔ کہ اسی دن ایک شخص خیر دین سے بھی ویسا ہی سلوک کیا گیا تھا۔
اور اس کی حالت اس قدر خراب ہو گئی تھی۔ کہ جو زخم اسے پہنچے ہیں۔ وہ کبھی درست
ہی نہیں ہوئے۔ (بیان ع ۱۳۹) میاں قمر الدین خان زمیندار اور مالک جائداد کہتے ہیں
کہ غلام جیلانی چھوٹتے ہی اُن سے ملے۔ انہوں نے وہ زخم بھی دیکھے جو غلام جیلانی
کے لگے ہوئے تھے۔ اسکی سرگذشت بھی سنی۔ وہ سرگذشت وہی ہے۔ جو اس نے ہمارے
سامنے بیان کی ہے۔ (بیان ع ۱۴۱) غلام محمد نے غلام جیلانی اور خیر دین پر سختیاں
ہوتی دیکھی ہیں۔ اور وہ کہتا ہے۔ کہ خیر دین تو ان زخموں کے سبب سے چند روز
ہوئے مرگیا ہے۔ (بیان ع ۱۳۸) حاجی شمس الدین زمیندار اور مالک اراضی نے بھی وہ سختیاں
دیکھی ہیں۔ جو مولوی غلام جیلانی اور مرحوم خیر دین پر کی گئیں۔ حاجی صاحب کو پولیس نے
طلب کر لیا تھا۔ حاجی صاحب کا بیان ہے۔ کہ پولیس والوں نے مولوی غلام جیلانی کی مقعد
میں ایک چھری داخل کر دی۔ اور اسکی حالت نہایت قابل رحم تھی۔ میں نے اس کا
پیشاب پاخانہ نکلتے دیکھا ہے۔ ہم سب سے جو باہر کھڑے تھے۔ پولیس والوں نے کہا
کہ جو لوگ گواہی نہ دیں گے۔ ان سب کا یہی حال ہو گا۔" (بیان ع ۱۳۵) گواہ ع ۱۳۶
و ع ۱۳۷ بھی ان سختیوں کے بیان کی تائید کرتے ہیں۔ جو غلام جیلانی اور خیر دین پر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی گئیں۔ ملک عبدالحی سوداگر پشمینہ کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کا تار پہنچا۔ وہ ۱۵ مئی کے قریب
لاہور سے امرتسر آئے۔ اور انسپکٹر جواہر لال کے سپرد کر دیئے گئے۔ جواہر لال نے ان کو ترغیب
دلائی۔ کہ اگر تم ڈاکٹر کچلو کے خلاف جھوٹی گواہی دے دو۔ تو تنخواہ میں ترقی کا انعام دیا جائیگا
جب انہوں نے انکار کیا۔ تو یہ کہہ کر دھمکایا گیا۔ کہ خبردار۔ تم بھی ملزموں میں شامل کر لئے جاؤ گے
جب تمام دھمکیاں اور ترغیبیں ناکام رہیں۔ تو انہیں ایک کمرے میں لے جا کر بے رحمی سے سخت
پیٹا گیا۔ انہوں نے آخر خوف زدہ ہو کر مان لیا۔ ان کے اظہار لئے گئے۔ اور ان کو مارشل لا
کی عدالت کے روبرو طلب کیا گیا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ "میں نے سچ سچ کہہ دینے کا مصمم ارادہ
کر لیا۔ . . . . میں نے ججوں سے سارا حال بیان کیا۔ کہ پولیس نے کس کس طرح
مجھے جھوٹی شہادت دینے پر مجبور کیا ہے۔ جب میں اپنا اظہار ختم کر چکا۔ تو باہر چلا آیا۔ نائب
کورٹ نے مجھے گرفتار کر لیا۔ اور مجھے پولیس کے کمرے میں لے جانے ہی کو تھا۔ کہ میں نے
چیخنا شروع کیا۔ اس پر وہ چند بیرسٹر جو عدالت میں اس مقدمے کے سلسلے میں موجود تھے
اور جن میں مسٹر مکند لال پوری۔ اور مسٹر حسن وغیرہ بھی تھے۔ وہاں آ گئے۔ . . . . . .
نائب کورٹ کے پنجے سے رہائی پاتے ہی میں نے ساری کہانی ججوں کو سُنا دی۔ ججوں کے
پریزیڈنٹ صاحب نے مجھے حکم دیا۔ کہ تم دوسرے راستے سے گھر چلے جاؤ۔ (بیان نمبر ۱۴۸)
مسٹر بدر الاسلام علی خاں بیرسٹر ایٹ لا ۱۹۔ اپریل کو گرفتار کئے گئے۔ پولیس والے
ان کی بیوی کے سونے کے کمرے میں گھس آئے۔ اور جب اس نے انہیں باہر جانے کو کہا۔
تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر بدر الاسلام علی خاں کو کوتوالی لے گئے۔ جہاں مسٹر پلومر نے
پکار کر کہا۔ کہ "یہ ہے وہ آدمی جو پنجاب کا لفٹنٹ گورنر بننا چاہتا ہے"۔ وہ اُن تمام باتوں کا
ذکر کرتے ہیں۔ کہ کس کس طرح انہیں گواہی دینے پر مجبور کیا گیا۔ وہ اس کوٹھڑی کی حالت
بھی بیان کرتے ہیں۔ جس میں وہ اور ان کے ساتھ کے قیدی بند کئے گئے تھے۔ اور ان
کی تذلیل و توہین کی گئی تھی۔ وہ ان الزامات پر بھی بحث کرتے ہیں۔ جو ان کی آخری ہائی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے پہلے اُن کے خلاف لگائے گئے۔ آخر میں وہ کہتے ہیں، کہ پولیس نے ایک شخص مسمی غلام جیلانی پر سخت تشدد کر کے میرے خلاف شہادت تیار کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور غلام جیلانی مذکور نے مارشل لا کمیشن کے سامنے میرے مقدمہ کی سماعت کے دوران میں اس حقیقت کو تسلیم بھی کیا ہے۔ یہ وجہ تھی جس کے ماتحت میں گرفتار کیا گیا۔ ڈھائی ماہ کے لئے حوالات میں رکھا گیا۔ اور پھر مجھے موت کی سزا کا حکم دیا گیا۔ (بیان ۹)

مسٹر گوردیال سنگھ سلاریا بیرسٹر ایٹ لا بھی گرفتار کئے گئے۔ وہ اُن لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے اور لوگوں کے ساتھ مل کر اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ۱۰ اپریل کو ہجوم کو پل پر سے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ وہ بھی ان بے عزتیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو انہیں اٹھانی پڑیں۔ وہ ۲۳ مئی سے ۵ جولائی تک زیر حراست رہے۔
(بیان ۸)

جو پیراگراف ہم نے ان گرفتاریوں اور اُن سختیوں کے بیان کے لئے وقف کئے ہیں۔ جو جھوٹی شہادتیں حاصل کرنے کے لئے پولیس نے اختیار کیں۔ شاید ان مظالم کی ساری داستان کا تاریک ترین باب ہے۔ جو مارشل لا کے نام سے کئے گئے جلیانوالہ باغ کا غمناک سانحہ اپنے ڈرامائک اثر کی رو سے لڑکھڑا دینے والا تھا۔ لیکن گرفتاریوں کی جو سختیاں آہستہ آہستہ ہوتی تھیں۔ انہیں نہ صرف وہ لوگ محسوس کرتے تھے۔ جن پر وہ کی جاتی تھیں۔ بلکہ وہ بھی جو ہر وقت گرفتار ہونے سے خوف زدہ رہتے تھے کیونکہ ہماری جمع کردہ شہادت سے یہ بالکل واضح ہے۔ کہ ان گرفتاریوں کے لئے کوئی قاعدہ نہ تھا ہر حالت اور ہر طبقہ کے لوگوں کے ساتھ یہ سلوک ہوا۔ کسی شخص کو اپنے محفوظ ہونے کا یقین نہ تھا۔ ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے اس قبیل کی شہادتیں جمع کرنے میں بے حد احتیاط کی ہے۔ جب ہم تحقیقات شروع کرتے تھے۔ تو ہمیں یقین نہ آتا تھا لیکن جب بیان پر بیان ہمارے روبرو پیش ہوتا تھا۔ تو ہم عام الزامات کے تسلیم کر لینے پر مجبور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہو جاتے تھے۔ سخت مضرت رساں بیانات کی تائید بھی اس قدر مکمل کی گئی ہے۔ کہ
ہماری رائے میں وہ کسی قانونی عدالت کی تحقیقات میں بھی پورے اترنے کی قابلیت
رکھتے ہیں۔

ہم یہاں یہ بھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ جو رشوتیں پولیس نے نہایت آزادی سے لی
ہیں۔ ان کے متعلق بھی ہمیں کثیر شہادتیں ملی ہیں۔ لیکن ہم نے اس معاملے میں امرتسر
کے متعلق شہادتیں لینے سے پرہیز کیا ہے۔ کیونکہ گواہ جہاں ہمیں اپنا ثبوت دیتے تھے
وہاں اپنے نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اگر گورنمنٹ اس قسم کی بے ایمانی کے متعلق
صحیح حالات معلوم کرنا چاہتی ہے۔ تو ہماری یہ تجویز ہے۔ کہ ایک ایسی تحقیقات کی جائے جس
میں شہادت دینے والوں کی حفاظت کا وعدہ کیا جائے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ گورنمنٹ
اس قسم کے مجرموں کو پوشیدہ رکھنے کی خواہش نہیں رکھتی۔ اور ہمیں یہ بھی یقین ہے
کہ جو تجویز ہم نے کی ہے۔ اس پر عمل کرنے سے گورنمنٹ محکمہ پولیس کو اس کے بدترین
نقائص سے پاک صاف کر دیگی۔ تشدد کی شہادات بھی تحقیقات کے لئے دعوت
دیتی ہیں۔ یہ سب گورنمنٹ کے سامنے ہیں۔ اور گورنمنٹ اس شہادت سے تغافل
نہیں کر سکتی۔ جو اس قدر مخصوص تفصیل کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔

اب اس امر کو ظاہر کرنے کی مزید ضرورت نہیں۔ کہ جہاں جھوٹی شہادتیں حاصل
کرنے کے لئے ایک باقاعدہ کوشش کی گئی تھی۔ وہاں ان مقدمات کے دوران
میں بھی جو مارشل لا کمیشنوں۔ فوری عدالتوں یا حکام رقبہ کے سامنے پیش ہوئے۔
انصاف کی نہایت سخت اور وسیع خلاف ورزی کی گئی ہو گی۔ ان عدالتوں کے نظام
ترکیبی کا واضح کرنا بھی غیر ضروری نہیں ہو گا۔ مارشل لا کمیشن تین ممبروں پر مشتمل تھی۔
جنہیں فوری و مختصر کارروائی کرنے اور موت کی سزا دینے کا اختیار حاصل تھا۔ وہ
کسی شہادت کے قلمبند کرنے پر پابند نہ تھے۔ اور ان کے فیصلوں کی اپیل نہ ہو سکتی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھی۔ ان کے مقابلے پر فوری عدالتوں میں صرف ایک ممبر تھا۔ جو عام طور مجسٹریٹ ہوتا تھا۔ یہ عدالتیں ادنیٰ قسم کی عدالتی کارروائی کی کچہریاں تھیں۔ جنہیں دو سال تک قید اور ہزار روپے تک کے جرمانے کی سزا کا اختیار تھا۔ ان کے فیصلے بھی آخری تھے۔ اور کسی عدالت بالا میں ان کی اپیل نہ ہو سکتی تھی۔ ان عدالتوں کے فیصل شدہ مقدمات کے شائع شدہ کاغذات اور گورنمنٹ کے شائع کردہ اعداد و شمار کے خلاصہ کے ماتحت ۱۸۸ آدمیوں پر مارشل لا کمیشن کے روبرو مقدمے چلائے گئے۔ اور ان میں تین بری کئے گئے۔ فوری عدالتوں اور حکام رقبہ کے سامنے ۱۷۳ آدمیوں پر مقدمے چلائے گئے۔ اور ۳۲ بری کئے گئے۔ یا چھوڑ دیئے گئے۔

اعلان شاہی کے خیال سے اور عدالتہائے مذکورہ بالا کے سزا یافتہ قیدیوں میں سے اکثر رہا کئے جانے کو مدنظر رکھ کر یہ غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان مقامات کی تفصیلات پر بحث کی جائے۔ لیکن ہم یہ ذکر کئے دیتے ہیں۔ کہ جن مقدمات میں کم سے کم سزا کے طور پر حبس دوام بعبور دریائے شور مع ضبطی جائداد کا حکم سنایا گیا۔ وہ صرف ایسے الزامات پر مبنی تھے۔ جیسے ہڑتال کرانا۔ یا رولٹ ایکٹ پر تقریریں کرنا۔ بڑے بڑے آدمیوں پر محض سرکاری گواہ کی شہادت کے مطابق سخت جرائم کے الزامات لگائے گئے۔ بہر حال ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہم لاہور کے واقعات پر بحث کرنے کے ضمن میں مارشل لا کمیشن کے مقدمات پر ذرا تفصیل کے ساتھ گفتگو کریں گے۔ ہم امرتسر کے واقعات کا تذکرہ اس ریمارک پر ختم کرتے ہیں۔ کہ حکام نے ڈاکٹر کچلو اور ستیہ پال کے خفیہ طور پر جلا وطن کرنے میں ایک مجرمانہ غلطی کا ارتکاب کیا۔ فائر کرنے میں نامناسب جلدی کی گئی۔ اگر وہ اس وقت قابلیت اور سوچ سمجھ کے کام لیتے۔ تو باوجود جلاوطنی وغیرہ کے ہجوم کی حد سے بڑھی ہوئی حرکات کا سدباب ہو سکتا تھا۔ ہجوم کی وہ حرکات بیرحل افسوسناک اور تعزیر کی سزاوار تھیں۔ جلیانوالہ باغ کا قتل عام ایک خلاف انسانیت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور انتقام کا فعل تھا۔ جس کو جائز ٹھیرانے والی نہ کوئی بات اس وقت موجود تھی۔ اور نہ اب تک کوئی ظاہر ہوئی ہے۔ اور جنرل ڈائر اپنے بیان کے مطابق امرتسر میں مارشل لا کا نفاذ مقامی وجوہ سے قرین انصاف نہ تھا۔ اس کے زمانہ کو دراز کر دینا۔ اختیارات کا ایک بے ضابطہ اور غلط استعمال تھا۔ اور اس کا نظام و اہتمام ایک مہذب گورنمنٹ کی شان کے لائق نہ تھا۔

۲۔ ترن تارن

ترن تارن ضلع امرتسر کا ایک حصہ اور ریلوے سٹیشن ہے۔ یہ امرتسر سے ۱۶ میل دور واقعہ ہے۔ اور سکھوں کا ایک ایسا مرکز ہے جو بلحاظ اہمیت امرتسر سے دوسرا درجہ رکھتا ہے۔ پولیس سب انسپکٹر نے یہ الزام لگایا تھا۔ کہ وہاں خزانہ لوٹنے کی کوشش کی گئی تھی۔ جو شہادتیں ہمارے پاس ہیں۔ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ الزام محض گھڑا ہوا ہے۔ لیکن تاہم فوری عدالت میں بہت سے اشخاص مستوجب سزا قرار پائے +

شہر لاہور

سیاسی اہمیت کے لحاظ سے لاہور پنجاب بھر میں پہلا شہر ہے۔ اس کا دار الخلافہ اور گورنمنٹ کا پایہ تخت ہے۔ تاہم ہم نے امرتسر کو مقدم رکھا ہے۔ کیونکہ سکھوں کا مرکز ہونے کی حیثیت سے اسے جو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس سے قطع نظر کرکے بھی یہ وہ مقام ہے۔ کہ جہاں بدنظمی ہوئی۔ اور جہاں گورنمنٹ کی پالیسی معین ہوئی تھی۔ لاہور۔ پشاور۔ کراچی اور بمبئی کے لئے ایک بڑا جنکشن سٹیشن ہے لاہور اور دہلی کے درمیان ۲۹۸ میل کا فاصلہ ہے۔ لاہور کی آبادی بجز چھاؤنی کی آبادی کے علاوہ ڈھائی لاکھ کے قریب ہے۔ اس میں مسلمان عنصر غالب ہے۔ اور ہندو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مسلمانوں سے کوئی تہائی کے قریب ہیں۔

لاہور میں دس کالج لڑکوں کے لئے۔ دو لڑکیوں کے لئے۔ اور لڑکے لڑکیوں کے لئے بے شمار ہائی سکول موجود ہیں۔ یہ شہر پنجاب یونیورسٹی کا بھی مرکز ہے۔ اس میں دو انگریزی روزانہ اخبار نکلتے ہیں۔ جن میں سے ایک تو عموماً نوکر شاہی حکومت اور یورپین تجارت کے مقصد کی تائید میں جاری ہے۔ اور دوسرا ہندوستان کے قومی مقاصد کے لئے۔ یہاں دیسی زبان کے کئی روزانہ اور ہفتہ وار اخبار بھی ہیں۔ لہذا لاہور میں پنجاب کے اور تمام مقامات کی نسبت سب سے زیادہ تعلیم یافتہ جماعتیں آباد ہیں اور پنجاب بھر میں روزانہ خبریں اسی شہر کو میسر ہیں۔ پنجاب کے متعلق سر مائیکل اوڈوائر کا خیال تھا۔ اور انہوں نے اس امر پر مبارکباد بھی دی تھی۔ کہ یہ صوبہ ہندوستان کی سیاسیات سے بہت کم تعلق رکھتا ہے۔ لیکن بعد میں اس صوبے نے باقاعدہ سیاسی زندگی شروع کر دی۔ اور لاہور اس کا رہنما ہوا۔ سر مائیکل اوڈوائر نے اپنے طرز عمل کی ابتدا میں کونسل کے اندر جو تقریر کی تھی۔ اور جس کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔ اس سے یہ بیداری اور بھی طاقت پکڑ گئی۔ مزید براں جب رولٹ ایکٹ کے پاس ہونے سے سیاسی حرکت زیادہ بڑھی تو پنجاب نے باقی ہندوستان کے ساتھ مل کر اس میں مشترکہ طور پر حصہ لیا۔ اور لاہور پنجاب میں سب سے آگے تھا۔ جب مسٹر گاندھی نے ستیہ گرہ کا اعلان کیا۔ تو پنجاب کے لیڈروں نے آخری وقت تک ان کی منظوری کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کیا۔ اور کوئی شخص ایسا نہ معلوم ہوتا تھا۔ جس نے فی الحقیقت ستیہ گرہ کا عہد لیا ہو۔ لاہور میں تو یقیناً کسی نے بھی نہ لیا تھا۔ لیکن ہڑتال اور برت (روزہ) تو چیز ہی علیحدہ ہے۔ ان پر عمل کرنے کے لئے کسی عہد کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اور نہ کسی مسلسل کوشش کی حاجت۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ لاہور کے لیڈر اس بات پر بھی کسی یقینی فیصلے تک نہیں پہنچے۔ ان کو یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ عوام کی طرف سے مہاتما گاندھی کی آواز

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا جواب کیا ملے گا۔ انہوں نے مہاتما گاندھی کی مراسلت کو شائع کرنے۔ اور تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ جونہی گورنمنٹ کو یہ معلوم ہوا۔ کہ ہڑتال ہونے والی ہے۔ تو حکام تلملا اٹھے۔ ۴۔ اپریل کو لاہور میں پولیس کی طرف سے ایک اشتہار شائع کیا گیا جس کی رو سے اجازت حاصل کئے بغیر کوئی جلوس نکالنا یا جلسہ کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ ۵۔ تاریخ کو ڈپٹی کمشنر صاحب نے لیڈروں کو ملاقات کے لئے طلب کیا۔ پنڈت رام بھجدت چودہری اور دوسرے لیڈروں نے اپنے بیانات میں اس ملاقات کا تمام ذکر کیا ہے۔ اور بعد کے نتائج کو بھی بتایا ہے۔ اس ملاقات کے دوران میں لیڈروں نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ اگر گورنمنٹ ان کے مجوزہ جلسے کے انعقاد کی اجازت نہیں دیتی۔ تو وہ اس خیال ہی کو چھوڑ دینگے۔ لیکن ڈپٹی کمشنر مندرجہ ذیل شرائط پر راضی ہو گئے۔

(الف) تمام لیڈر ۵۔ اپریل کی شام تک شہر والوں کو یا تو ہڑتال کے حامی یا اس کے مخالف بنانے کی کوشش کریں۔

(ب) ۶۔ تاریخ کو ہڑتال کی مخالفت یا حمایت میں کوئی ساز باز نہ کی جائے۔

(ج) جلسہ ہو جائے۔ لیکن اشتعال انگیز تقریریں نہ کی جائیں۔

۶۔ تاریخ کا دن نکلا ہی نہ تھا۔ کہ ہڑتال کے آثار نمایاں تھے۔ اس روز ایسی کامل ہڑتال ہوئی۔ کہ چشم روزگار نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ لاکھوں نے ہڑتال کی۔ ان میں عورتیں بھی تھیں۔ اور بچے بھی۔ لوگ دریا پر اشنان کرنے گئے۔ اور آتے ہوئے جلوس سا بن گیا۔ اگر غور و تعمق سے دیکھا جائے۔ تو یہ پولیس کے اس حکمنامے کی خلاف ورزی تھی جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ با ایں ہمہ جلوس کامل طور پر امن تھا۔ پولیس نے نہایت عقلمندی کی۔ کہ مداخلت سے اجتناب کیا۔ لیکن جب یہ جلوس ٹھنڈی سڑک کی طرف روانہ ہوا۔ تو پولیس والوں نے اسکو ڈاک خانے سے آگے قدم بڑھانے سے روک دیا۔ پولیس والوں نے لیڈروں سے اہل جلوس کو واپس کرنے کے لئے کہا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لالہ دونی چند۔ اور ڈاکٹر گوکل چند نارنگ پولیس کی امداد کو آپہنچے۔ اور لوگوں کو ٹھنڈی سڑک پر جانے سے روکنے میں کامیاب ہو گئے۔

لیکن اس میں اس چیز کی کچھ دبی سی جھلک نظر آتی ہے۔ جو سر مائیکل اوڈوائر کی طبیعت میں خلجان پیدا کر رہی تھی۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ اپنی گفتگو کے دوران میں اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ پنجاب میں کوئی ہڑتال نہیں ہوگی۔ لیکن عین دار الخلافہ میں ہڑتال اور مکمل ہڑتال دیکھ کر سر مائیکل مبہوت رہ گئے۔ علاوہ ازیں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ وہ ایسی مکمل ہڑتال کرانے کے جرم میں لیڈروں کو ضرور سزا دلوائیں گے۔

تیسرے پہر بریڈ لا ہال میں جلسہ ہوا۔ اس میں ہزاروں کا مجمع تھا۔ لاہور میں پہلے کبھی ایسا جلسہ نہ ہوا تھا۔ سر مائیکل اوڈوائر نے سی۔ آئی۔ ڈی کے سپرنٹنڈنٹ کو اس جلسے میں خاص طور پر شریک ہونے کے لئے بھیجا تھا جو تقریریں اس جلسے میں ہوئیں وہ کن لی گئی تھیں۔ ہم نے یہ نسخہ خود دیکھا ہے۔ اگرچہ یہ تقریریں اپنے لب و لہجہ کے لحاظ سے زوردار ہیں۔ اور رولٹ ایکٹ کی تنسیخ کے لئے لوگوں کے حقوق کی پر زور تائید کرتی ہیں۔ لیکن ان میں کوئی بات قابل اعتراض نہ تھی۔ اور یہ یقینی امر ہے۔ کہ ان میں کوئی بات کبھی ایسی نہ تھی جس سے کسی صورت یا کسی شکل میں بھی یہ مراد لی جائے۔ کہ اس کا منشا دنگہ فساد کے لئے اکسانے کا ہے۔ ۷۔ اور ۸۔ تاریخ کو کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

۹۔ اپریل کو امرت سر کی طرح رام نومی کا دن منایا گیا۔ لوگ رنگ رلیاں مناتے رہے۔ اور تمام دن ہندو مسلمان اتحاد کے استوار کرنے میں بسر کیا۔ رام نومی در اصل ایک خاص مذہبی تہوار ہے۔ مگر خوش قسمتی سے چند گذشتہ سالوں سے یہ ایک تہوار بن چکا ہے۔ جلوس کے ساتھ حکام سرکاری بھی تھے۔ جہاں کہیں لوگوں نے ان کو دیکھا۔ تالیاں بجا کر ان کا خیر مقدم کیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

غرضیکہ اسی طرح ۱۰ تاریخ تک ہر ایک چیز امن وسکون میں تھی۔ البتہ سر مائیکل اوڈوائر کو قرار نہ تھا۔ ان کو معلوم تھا۔ کہ ڈاکٹر ستیہ پال نے مہاتما گاندھی کو امرتسر لانے کی دعوت دی ہے۔ تاکہ وہ ستیاگرہ کے اصول کی تشریح کریں۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا۔ کہ اس دعوت اور سنیاسی سوامی شردھانند کی دعوت پر مہاتما گاندھی دہلی آنے والے ہیں اور ۸ اپریل کو بمبئی سے دہلی کی جانب روانہ ہو چکے ہیں۔ سر مائیکل اس امر کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ وائسرائے کی اجازت حاصل کر کے پنجاب میں مسٹر گاندھی کا داخلہ روک دیا۔ اور پنجاب کے حدود میں پہلے سٹیشن پر گرفتار کرا کر احاطہ بمبئی کی طرف روانہ کر دیا جہاں وہ نظر بند کر دیئے گئے۔

۱۰ تاریخ کو جب سول ملٹری گزٹ میں مہاتما گاندھی کی گرفتاری اور نظر بندی کی خبر شائع ہوئی۔ تو لاہور والوں کو معلوم ہوئی۔ بغیر کسی انتظام یا کوشش کے لوگوں نے فوراً دوکانیں بند کرنی شروع کر دیں۔ چار بجے تک تمام کاروبار بند کر دیا گیا۔ محلے کے کچھ لوگوں نے ایک جلوس سا بنا لیا۔ اور ٹھنڈی سڑک کی طرف چل پڑے۔ جب تک وہ انارکلی پہنچے۔ ایک مجمع کثیر بن گیا۔ لیکن چونکہ پولیس نے ۶-۱۰ اپریل کے مجمع کو ٹھنڈی سڑک کی طرف جانے سے روکا تھا۔ اس لئے اکثر آدمی فورمن کرسچن کالج کے پاس ٹھہر گئے البتہ کوئی تین چار سو آدمیوں نے جن میں طالب علم بھی شامل تھے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ٹھنڈی سڑک کی طرف جائیں۔ تاکہ گورنمنٹ ہاؤس پہنچیں۔ اور مسٹر گاندھی کی رہائی کے لئے درخواست کریں۔ جونہی اس امر کی خبر پہنچی۔ پولیس کی ایک جماعت نکلی اور مجمع کے پیچھے سے سامنے آ گئی۔ مجمع کے گرد چکر کاٹ کر سامنے پہنچ اوڈوائر سوبر کلب کے پاس لوگوں کو جا روکا۔ مگر ہجوم نے پولیس کی ایک نہ سنی۔ گولی چلانے کا حکم دے دیا گیا۔ دو یا تین جانوں کا نقصان ہوا۔ اور کچھ زیادہ زخمی ہوئے۔ مجمع واپس ہٹ گیا۔ مردوں اور زخمیوں کو پولیس والے اٹھا لے گئے۔ ڈاکٹروں نے جو پاس سے گذر رہے تھے

تھے۔ زخمیوں کی طبی امداد کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ مگر پولیس والوں نے انکار کر دیا۔
مجمع کو جو اس طرح منتشر ہو گیا تھا۔ پولیس والے آہستہ آہستہ ہٹاتے ہٹاتے انارکلی کے
راستے لوہاری دروازے کے قریب تک لے آئے۔ اس جگہ بھی پولیس والوں نے
یہ چاہا کہ مجمع منتشر ہو جائے۔ آدھ گھنٹے تک آپس میں صلاح مشورہ کرتے رہے
مسٹر براڈوے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ہنٹر کمیٹی کے سامنے بھی یہی بیان کیا ہے۔ اس
اثنا میں پنڈت رام بھجدت اپنے مکان پر تھے۔ جو شہر سے باہر واقع ہے۔ انہیں اس
واقعہ کی اطلاع پہنچی۔ وہ فوراً اسی جگہ آ پہنچے۔ اور اپنی خدمات کو پیش کیا۔ ان سے
کہا گیا۔ کہ مجمع کو واپس بھیج کر منتشر کر دو۔ پنڈت جی نے کوشش کی لیکن ان کی آواز
سوا اُن لوگوں تک جو نزدیک تھے۔ دور نہ پہنچ سکی۔ اس لئے انہوں نے ایک
اونچی سی جگہ پر کھڑے ہو کر بولنا شروع کیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اس عرصہ میں بیتاب
ہوئے جاتے تھے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کو بلایا گیا۔ وہ بھی آ پہنچے پنڈت رام بھجدت
چودہری ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا۔ کہ کچھ توقف کیجئے۔ تاکہ
میں لوگوں کو سمجھا بجھا سکوں۔ اور منتشر ہونے کی ترغیب دوں۔ لیکن مسٹر فائسن نے
صرف دو منٹ کی اجازت دی۔ اور ان سے یہ کہہ دیا۔ کہ اگر دو منٹ کے اندر اندر لوگ
منتشر نہ ہو جائیں گے۔ تو اسی وقت گولی چلانے کا حکم دے دیا جائیگا۔ پنڈت جی
نے بار بار کہا۔ کہ دو منٹ میں تو لوگوں پر کچھ بھی اثر نہیں ڈالا جا سکتا۔ لیکن مسٹر فائسن
اپنی بات پر اڑے رہے۔ بایں ہمہ پنڈت جی نے کوشش کی اور مجمع میں سے کچھ
آدمیوں کو واپس کرنے میں کسی قدر کامیاب بھی ہوئے۔ اور دو منٹ کے مقررہ وقفہ
کے بعد گولیاں چلانے کا حکم دے دیا۔ گولیوں سے اسی قدر نقصان ہوا۔ جتنا کہ ڈوائر
سواجر بکب کے پاس ہوا تھا۔ گولی چلنے سے مجمع منتشر تو ہو گیا لیکن لوگوں کے دلوں میں زخم
پڑ گئے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہماری رائے یہ ہے۔ کہ دونوں موقعوں پر گولیاں چلانے سے باز رہ سکتے تھے۔ ہجوم غیر مسلح تھا۔ بہت سی سرکاری عمارات کے پاس سے گذر بھی چکا تھا۔ ان عمارات میں کرسچین کالج۔ ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن۔ الائینس بنک شملہ۔ بنگال بنک۔ ڈاک خانہ۔ تار گھر۔ ہائی کورٹ۔ گرجا سب تھے + امرت سر کی طرح یہاں بھی حکام نے معمولی متوسط مدارج کو نظر انداز کر دیا تھا۔ اور انہوں نے یہ بھی غلطی کی۔ کہ پنڈت رام بھجدت چودھری کو جو مسلمہ طور پر مجمع کو منتشر کرنے کے لئے سرگرمی سے کوشاں تھے۔ کافی وقت نہ دیا۔ ہجوم نے کوئی مزاحمت نہ کی + ہمارا اندازہ ہے۔ کہ ایسے حالات میں ہندوستان کے دوسرے مجمعوں کا بھی ایسا ہی مزاج اور ایسا ہی ارادہ ہوتا ہے۔ اور وہ ایسے ہی کمزور ہوتے ہیں۔ جیسا یہ پنجابیوں کا مجمع تھا۔ ہم یہ بات اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ہم نے اس کی بابت یہ رائے سنی ہے۔ کہ پنجاب کا مجمع کسی اور جگہ کے مجمع سے بہت مختلف زیادہ سرکش اور ارادے کا پکا ہوتا ہے + ہماری رائے اس سے مختلف ہے۔ ہم میں سے بعض نے پنجاب کے ایک زبردست مجمع کو ایک بھاری لکڑی کی مار سے منتشر ہو جاتے دیکھا + لاہور۔ قصور اور امرت سر کے مجمعے ارادے کے اتنے ہی پکے تھے۔ جتنا اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن کوئی بھی ذرا سی گولیوں کے سامنے کھڑا نہ رہ سکا + ہمارا خیال ہے۔ کہ اتنا بڑا ہجوم جتنا کہ سرکاری شہادت میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر دنیا کے کسی اور علاقے میں ہوتا تو ایسی چھوٹی سی فوجی جماعت پر جیسی کہ یہاں اس ہجوم کے مقابلے میں آئی تھی غلبہ پا چکا ہوتا + ہم کو یہ بات سرکاری شہادت کے رو سے معلوم ہوئی ہے کہ بمبئی کے ایک انبوہ کثیر کو ۱۰۔ اپریل کے دن چوبیس سواروں نے گھس کر منتشر کر دیا۔ اور لطف یہ ہے کہ بمبئی پائی دھونی کا مجمع جب شرارت پر اتر آئے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو اپنی شرارت میں مشہور ہے + ہم یہ خیال کرنے پر مائل ہیں - کہ ہندوستان میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص ایسا ظاہر ہوتا ہے - کہ ایک قانون موجود ہے - جو ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا - اور جس کے رُو سے پولیس کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنے آپ کو کبھی کسی خطرے میں نہ ڈالے - اور جہاں ذرا سا بہانہ پائے - فوراً گولیاں چلانی شروع کر دے + اگر کسی مہذب گورنمنٹ کا معیار یہ ہے - کہ وہ اپنے ارذل ترین باشندے کی زندگی کو بالکل ہیچ نہ سمجھے - تو ہمیں خطرہ ہے - کہ پنجاب گورنمنٹ اس معیار پر بالکل پُوری نہیں اُتری + یہ عذر کہ حاکم جماعت کی تعداد محکوم کے مقابلے میں نہایت ہی کم ہے - اس بات کے لئے کسی صورت میں بھی جائز بہانہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ وُہ معمولی سی آزمائش کے موقع پر ان انسانوں کی زندگیوں کو حقیر جانے جو اس کے سپرد کی گئی ہیں + بعض حکام نے اپنے جاری کردہ احکام کے لئے جس بیگانگی سے جواب دیئے ہیں - اس سے ہمارا اس امر پر یقین کرنے کا میلان اور بھی قوی ہو جاتا ہے - کہ مذکورہ بالا موقعوں پر اگر ذرا سے تحمل تھوڑی سی قابلیت سے کام لیا جاتا - اور شہر والوں کی جانوں کو ذرا بھی عزیز سمجھا جاتا - تو گولیاں چلانے کی نوبت ہی نہ آتی + ہمارا یہ یقین اس امر کے علم سے اور بھی قوی ہو جاتا ہے - کہ جہاں کہیں بھی ہمیں دیکھنے کا موقع ملا ہے کسی موقع پر بھی مجمع کے منتشر ہو جانے کے بعد زخمیوں کی نگہداشت کو ضروری نہیں سمجھا گیا +

آمدم برسر مطلب - اگرچہ یہ بات غیر معمولی سی معلوم ہو گی - مگر جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے - حکام نے مرنے والوں اور زخمیوں کے رشتہ داروں کو اجازت نہ دی - کہ وُہ ان کو سنبھال سکیں - اِس لئے اُن کو بھی ہڑتال جاری

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں۔ لیڈروں اور حکام سرکاری کے درمیان متواتر صلاح مشورے ہوتے
رہے + لیڈروں نے حتی الامکان بہت سرگرمی سے زخمیوں اور مردوں کے واپس
دیئے جانے پر زور دیا۔ لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ لوگوں کو کسی طریقے سے خوش کئے
بغیر حکام کی یہ خواہش تھی۔ کہ ہڑتال کھل جائے + ہم لاہور کے لیڈروں سے انکے
رہا ہو جانے کے بعد بارہا ملے۔ انہوں نے نہایت مہربانی سے اپنے بیانات ہمیں
دیئے۔ ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ اگرچہ حکام نے نعشوں کو اور زخمیوں کو واپس کرنے
سے انکار کر دیا۔ پھر بھی بہت سے لیڈروں نے حتی المقدور ہڑتال کھلوانے
کی کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی + ۱۱۔ تاریخ کو بادشاہی مسجد میں ایک
عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں ہڑتال کھول دینے کے مسئلے پر غور کیا گیا۔
لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا + ڈپٹی کمشنر صاحب سے پھر ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر
لیڈروں نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ہمیں ایک جلسہ منعقد کرنے کی اجازت دی
جائے۔ بشرطیکہ جلسہ گاہ کے نزدیک فوج نظر نہ آئے + پنڈت رام بھجدت
چودھری اس بات کا اعادہ کرتے ہیں۔ کہ مسٹر فائیسن نے یہ وعدہ کر لیا تھا۔
مگر مسٹر فائیسن اس سے انکار کرتے ہیں + جو شہادت ہم تک پہنچی ہے۔ اس سے
چودھری صاحب کے بیان کی تائید ہوتی ہے + بادشاہی مسجد میں ایک بہت
بڑا جلسہ ہوا۔ یقینی طور پر جوش بہت بڑھ گیا تھا۔ پنڈت رام بھجدت ہی
اکیلے شخص تھے۔ جو اپنی بلند آواز کی وجہ سے لوگوں تک اپنی آواز پہنچا
سکے۔ کسی ذریعہ سے ان نتیجے پر پہنچے بغیر جلسہ برخاست ہو گیا۔ سب لوگ منتشر
گھروں کو واپس جا رہے تھے۔ فوجیوں نے گولی چلا دی۔ فوج والوں کی
طرف سے اس بات پر اصرار کیا گیا ہے۔ کہ صورت حالات ہی گولیاں چلانے
کی مقتضی تھی۔ کیونکہ مجمع سرکش ہو گیا تھا + اگر یہ بات سچ ہے۔ کہ مسٹر فائیسن

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے فوج کو علیحدہ رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ تو فوج کا وہاں موجود ہونا ہی نہایت بعید از انصاف ہے + پھر جانیں ضائع ہوئیں + اس سے لوگوں کی ناراضگی میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور لیڈروں کا کام تقریباً ناممکن ہو گیا + لیڈروں نے پھر آپس میں مشورت کی + حکام بتدریج غیر مصلحانہ رویہ اختیار کرتے جاتے تھے۔ بعض لیڈروں سے مل لیتے تھے۔ اور بعض کی ملاقات سے انکار کر دیتے تھے۔ ہڑتال جاری تھی۔ خطرہ تھا۔ کہ لوگ بھوکے مرنے لگیں گے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ لوٹ مار شروع ہو جائے گی۔ اس لئے لوگوں نے لنگر خانے کھول دیئے جو رضا کارانہ چندے سے چلتے تھے۔ اسی طرح ۱۵۔ تاریخ آن پہنچی +

۱۶ تاریخ کو پنجاب کے ایک دولتمند معزز آدمی لالہ ہرکشن لال اور لاہور کے ایک نہایت ہر دلعزیز میونسپل کمشنر لالہ دونی چند جنہوں نے عرصہ دراز تک قوم کی مسلسل خدمت کی ہے۔ اور پنڈت رام بھجدت چودھری۔ ان تینوں آدمیوں کو صرف گرفتار اور جلاوطن کرنے کے لئے ملاقات کی دعوت دی + ان کی جلاوطنی کے بعد جلد ہی ہی لاہور میں مارشل لا کا اعلان کیا گیا۔ اس وقت ڈپٹی کمشنر نے لیڈروں کو مارشل لا کا سبب بتایا۔ کہ اس کا اعلان ہڑتال کھلوانے کے لئے کیا گیا ہے۔ اور کرنل جانسن نے اپنی شہادت میں صاف صاف یہ کہہ دیا ہے۔ کہ اگر لوگ دکانیں نہ کھولتے۔ تو میں دوکانیں فوج کے سپاہیوں کے سپرد کر دیتا۔ اور زبردستی ان کی چیزیں فروخت کر دیتا + یہ تنبیہہ فی الحقیقت کی گئی اور لاہور کے خود دار سوداگروں کو فوجی دباؤ کے ماتحت دکانیں کھولنے کی ذلت برداشت کرنی پڑی۔ ہم اس امر کے متعلق بحث نہیں کرتے۔ کہ لوگوں نے اپنی ناراضگی کے محسوس اظہار کے طور پر جو ہڑتال کو جاری رکھا۔ اس میں وہ حق پر تھے یا غلطی پر۔ لیکن یہ بجا ہو یا بے جا۔ اگر لوگ دوکانیں کھولنے سے انکار کرتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھے۔ تو اس میں کوئی قانونی جرم نہ تھا۔ لیکن انہیں دھمکی اور زبردستی سے دوکانیں کھولنے پر مجبور کرنا ضرور قانونی جرم تھا۔ فی الحقیقت ہمیں تیقن ہے کہ اپنی شکایات کا تدارک طلب کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مصلحت کے مطابق بھی ایک باامن ہڑتال خلاف قانون حرکات کے استعمال کی نسبت کہیں زیادہ اعلیٰ درجے کا ہتھیار ہے +

تاہم کرنل جانسن نے لارڈ ہنٹر کے روبرو اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ لاہور میں مارشل لا کا نفاذ ضروری تھا۔ تاکہ پنجاب سے اور حصوں میں "بغاوت" کے پھیلنے کا انسداد ہو جائے + ہمارا یہ یقین ہے۔ کہ لاہور میں مارشل لا کا اجرا سخت بعید از انصاف فعل تھا۔ لاہور کے لوگوں نے کسی جان یا مال پر مجرمانہ حملہ نہیں کیا + بادشاہی مسجد کے ایک جلسے میں ایک سی۔ آئی۔ ڈی کے عہدے دار کے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی۔ اسے ہم عام خلاف قانون حرکات مجرمانہ میں شامل نہیں سمجھتے + اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں نے اس عہدے دار پر حملہ کیا۔ انہوں نے نہایت نامناسب حرکت کی۔ لیکن اگر اس قسم کے کسی واقعہ سے مارشل لا کا نفاذ قرین انصاف ہو جائے۔ تو پھر مارشل لا ایک مخصوص واقعہ کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ زندگی کا ایک معمولی قاعدہ ہو جائے کوئی شہادت اس امر کی منظر عام پر نہیں لائی گئی۔ جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ لاہور کا ایک بھی لیڈر کسی بیرونی باقاعدہ جماعت سے تعلق رکھتا تھا + یہاں تک کہ امرتسر اور لاہور کے درمیان بھی کسی قسم کا تعلق قائم نہ تھا + لاہور کی آبادی کے ذاتی مقاصد بالکل امن و انتظام کی حفاظت کے ساتھ وابستہ تھے۔ لاہور میں فوجی عنصر کا نام ونشان تک نہیں ہے + لہٰذا لاہور میں مارشل لا کا نفاذ نہ تو لاہور کے تحفظ کے لئے اور نہ اس سے پھیلنے والے فساد کے انسداد کے لئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ترین انصاف تھا۔ وہ ایک بیہودہ اندیشہ تھا۔ جو لاہور کے شہریوں کی مضبوط وفاداری کے متعلق کیا گیا تھا۔ ہم یہاں اس فرق و تفاوت کو واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ برطانوی نظام آئینی اور بادشاہ معظم کے ساتھ وفاداری اور چیز ہے اور ایک ایسے ظالم افسر کی اندھا دھند تائید اور بات ہے۔ جو اس اعلیٰ عہدے کی تذلیل کرتا ہے۔ جس پر وہ مقرر کیا گیا ہو۔

فسادات جہاں کہیں بھی واقع ہوئے۔ وہ سر مائیکل اوڈوائر کی حکومت کے خلاف ایک غیر منتظم مظاہرہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اپنی حکومت کے آغاز ہی سے سر مائیکل نے ہر ممکن ذریعے سے تعلیم یافتہ طبقوں سے بیگانگی اختیار کی۔ انھوں نے جنگ کے لئے آدمی اور روپیہ طلب کرنے کی حد سے زیادہ سرگرم کوششیں کر کر کے عام آبادی کے غصے کو بھڑکا دیا تھا۔ ہم اس بات کو بہت مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ جس جنگ میں سلطنت کی ہستی ہی معرض خطر میں ہو۔ اس میں روپیہ اور آدمی حاصل کرنے کے لئے معاشرتی اور اخلاقی دباؤ کا استعمال کیا جائے۔ لیکن سر مائیکل جائز طریقوں کی حد سے تجاوز کر گئے اور انھوں نے آدمی اور روپیہ مہیا کرنے میں اپنے ہم عہدہ لوگوں کو پیچھے چھوڑ جانے کی جو قابل تحسین سرگرمی دکھائی۔ اس میں وہ اپنے آپ کو بھول گئے اور انھوں نے یہ نہ سوچا کہ جو ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ انکی نوعیت کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ماتحت افسر ظلم و ستم میں ان سے بھی بڑھ گئے۔ اور جیسا کہ پچھلے باب میں مذکور ہے۔ ہمارے قبضے میں ایسی شہادتیں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جن عہدہ داروں کا ایک مقصد زنگروٹ اور روپیہ حاصل کرنا بھی تھا۔ انھوں نے برطانی حکومت کی سخت توہین کی ہے۔ ہر ایک ایسا نتیجہ ہے۔ جس کی بہت بڑی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قیمت ادا کرنی پڑی +

یہ رائے ظاہر کی گئی ہے - کہ رنگروٹ بھرتی کرنا اس مظاہرہ کے خلاف قانون حصے کا سبب نہیں ٹھیرایا جا سکتا - کیونکہ جن اضلاع کے متعلق یہ کہا گیا ہے - کہ وہاں نامناسب دباؤ ڈالا گیا وہی ایسے اضلاع تھے - جو خاص طور پر مجرمانہ حرکات سے خالی رہے + اس میں شک نہیں کہ یہ بیان ایک حد تک درست ہے - اور جس حد تک یہ سچ ہے - اس کی وجہ ظاہر ہے - جو لوگ اپنی حفاظت کرنے کے قابل تھے - وُہ دباؤ کے انسداد میں کم و بیش کامیاب ہوئے - اور جو لوگ دباؤ کی مزاحمت نہیں کر سکتے تھے - وُہ جب تک اپنی طاقت سے باخبر نہ ہوتے - اس وقت تک کسی بعد کے دھچکے پر اس دباؤ کے خلاف ان کا اُٹھ کھڑا ہونا ممکن نہ تھا + تاہم جہاں دوسروں کی خاطر ایثار کرنا کچھ چیز ہے - وہاں دوسروں کی خاطر اظہار ناراضگی کرنا بھی ہے - اور جوں جوں قومی احساس دن بدن بڑھتا جاتا ہے - دوسروں کی خاطر ایثار اور دوسروں کی خاطر حرکات مجرمانہ کرنے کا مظاہرہ کبھی ممکن ہو جاتا ہے اور یہ امر گورنمنٹ اور عوام کو ایک دانشمندانہ انتخاب کے قابل بنا دیتا ہے + اس بات کے لئے تو ہماری کسی سفارش کی ضرورت ہی نہیں - کہ دوسروں کی خاطر ایثار کرنا دوسروں کی خاطر حرکات مجرمانہ کرنے کی نسبت بے حد قابل ترجیح ہے + ہمیں اس امر میں کچھ شک نہیں - کہ جو لوگ اپنے آپکو دوسروں کی خاطر ایثار کرنے کی تربیت دینے کی کوشش کر رہے تھے - ان کو گورنمنٹ نے خود دوسروں کی خاطر حرکات مجرمانہ کرنے پر اکسایا +

لیکن لاہور کو یہ فخر حاصل ہے - کہ اس نے اپنا مقررہ راستہ کبھی نہ چھوڑا + ہماری رائے میں لاہور نے جو تکالیف اٹھائیں - وہ ایک طریقے سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو ان لوگوں کی نسبت بھی زیادہ خالص ترخراجِ نے کا حکم رکھتی ہیں۔ جو جلیانوالہ باغ کے قتل عام میں مارے گئے +

اب ہم ان تکالیف پر ایک سرسری نظر ڈالیں گے +

کرنل جانسن جنہیں افریقہ کی شہرت حاصل ہے - ۱۵- اپریل سے ۲۹ مئی ۱۹۱۹ء تک رقبہ مارشل لا لاہور کے کمانڈر تھے - ان کا انتظام ایسا ہمہ گیر تھا - کہ ادنےٰ اعلیٰ ہر طبقے کے لوگوں نے اسے محسوس کیا - اور ان میں وہ کئی ہزار طالب علم بھی شامل تھے - جو مختلف کالجوں میں تعلیم پاتے تھے + ان کی آہنی حکومت کے سامنے اونچے سے اونچے آدمی کو جھکنا پڑتا تھا +

توپ چھوٹنے کے حکم کو لو - وہ مرد - عورتیں اور بچے" جو کسی ایسی چھوٹی سی جگہ میں رہتے ہوں - جہاں لوگ جلد ہی کاروبار بند کر دیتے ہوں - اس حکم سے کوئی تکلیف محسوس نہ کریں تو نہ کریں - لیکن لاہور کے اتنے بڑے شہر میں تو یہ حکم ناقابل برداشت ہو گیا + جن لوگوں کو طبی امداد کی ضرورت محسوس ہوتی تھی - وہ اس سے محروم ہی رہتے تھے - اور جب پنڈت جگت نرائن نے اس تکلیف کی طرف اشارہ کیا - تو کرنیل صاحب نے برجستہ جواب دیا - کہ تم ایسی شدید تکلیفوں کے برداشت کرنے کے بغیر جنگ کیونکر کر سکتے ہو + ایک ایسے افسر کو جو کرنیل جانسن جیسے ذمہ دارانہ عہدے پر فائز ہو - یہ نہیں چاہیئے تھا - کہ وہ قانونی اصطلاح کے اس جزو کلام کو ایسی صورت معاملات کیلئے استعمال کرے - جس کو کسی وجہ اور کسی دلیل کی رُو سے بھی "جنگ کرنے" کا نام نہیں دیا جا سکتا + جو صورت حالات لاہور میں تھی - یا اس معاملے کے متعلق پنجاب میں موجود تھی - اس پر اس فقرے کا عائد کرنا اصطلاح کا نہایت غلط استعمال ہے - ہم نے وہ تمام شہادتیں پڑھی ہیں - جو لارڈ ہنٹر کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے سامنے پیش کی گئیں۔ لیکن ہم نے اس میں ایک بھی واقعہ یا دلیل ایسی نہیں پائی۔ جو اس بیان کی تائید کر سکے۔ کہ پنجاب "حضور ملک معظم کے خلاف جنگ کر رہا تھا"۔ کرنل جانسن اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ لوگوں نے کبھی اور کہیں بھی اسلحہ کا استعمال نہیں کیا۔ جن کے پاس اسلحہ تھے۔ اور جنہیں وہ آزادی سے استعمال کر سکتے تھے۔ انہوں نے نہ تو خود استعمال کئے۔ نہ اوروں کو ان کے استعمال کی اجازت دی۔ ہم ابھی یہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ مارشل لا کی خاص عدالتوں کے ججوں کی رائے میں "جنگ کرنے" سے فی الحقیقت کیا مراد تھی۔ لیکن یہاں تو ہم یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ ایک برطانوی افسر جو سالہا سال کا ملازم اور پکا تجربہ کار ہے۔ نہایت غیر ذمہ دارانہ بیانات دے رہا ہے۔ جن کی تائید کسی ایسی بات سے نہیں ہوتی۔ جسے معقول آدمی تسلیم کر سکیں۔ پھر اپنے بیان کے مطابق سنی سنائی باتوں پر کارروائی عمل میں لاتا ہے۔ اور ان لوگوں کے خلاف شدید تدابیر عمل میں لاتا ہے۔ جنہوں نے سوائے اس کے اور کوئی جرم نہیں کیا۔ کہ وہ غیر منصفانہ حکومت کے خلاف نہایت پر امن طریق پر اظہار ناراضگی کرتے تھے۔ جن لوگوں نے دانستہ یا نادانستہ۔ معقول طور پر یا غیر معقول طور پر توپ چھوٹنے کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ انہیں عام اور عادی مجرموں کی طرح عوام الناس کے سامنے بید لگائے گئے۔

کرنل جانسن نے اپنے اس اعلان کو بہت زیادہ اہمیت دی تھی۔ جس کا منشا یہ تھا۔ کہ اگر اس کی فوجوں پر کوئی بم کا گولہ پھینکا گیا۔ تو سمجھا جائیگا۔ کہ اس کے مرتکب وہ لوگ ہیں۔ جو اس مقام کے سو گز قطر کے درمیان رہتے ہیں۔ اور اس قطعہ کے اندر رہنے والوں کو حکم دیا جائے گا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ مقام چھوڑ دیں۔ اس کے بعد وہاں جتنی عمارتیں ہونگی۔ ان سب کو سوائے مسجدوں اور مندروں کے برباد اور مسمار کر دیا جائے گا۔

کرنل نے آٹھ سو ٹانگوں کو فوجی ضرورت کے لئے اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ یہ تعداد آخر دو سو تک کم کر دی گئی۔ اور وہ ٹانگے اس وقت تک روک رکھے گئے۔ جب تک مارشل لا کا نفاذ رہا۔ اس نے ان تمام موٹر کاروں پر بھی فوجی ضرورت کے لئے قبضہ کر لیا تھا جو ہندوستانیوں کی ملکیت سے تھیں۔ اس نے ریلوے کے ذریعے سفر کرنے پر پابندیاں عائد کر دی تھیں۔ تاکہ "ان اصحاب کی کارروائیوں کا انسداد ہو سکے۔ جنکے متعلق یہ احتمال تھا۔ کہ وہ شہر سے باہر نکل کر کسی اور ضلع میں پہنچ جائینگے اور وہاں فساد پھیلائیں گے۔ اس نے حکم دیا۔ کہ تمام لنگر خانے بند کر دیئے جائیں۔ اس نے کھانے پینے کی چیزوں کے نرخ پر ایک ضابطہ قائم کیا۔ اس نے لائسنس داروں سے بندوقیں چھین لیں۔ اور جو لوگ بلا شبہ وفادار مشہور ہیں۔ ان کی بابت گورنمنٹ کو کرنل کے احکام محدود کرنے پڑے۔ ڈپٹی کمشنر نے بادشاہی مسجد کے بند کر دینے کا جو حکم صادر کیا تھا۔ کرنل نے اس کی تائید کی۔ اور یہ جتا دیا گیا۔ کہ مسجد کے کھولنے کی اجازت اسی حالت میں دی جا سکتی ہے۔ جب کہ اس کی کمیٹی کے لوگ یہ معاہدہ تحریر کر دیں۔ کہ کسی ہندو کو بادشاہی مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے گی"۔

اس نے فوری عدالتیں قائم کیں۔ اس نے خود بھی مقدمات کی سماعت کی۔ اس طرح دو سو ستتر (۲۷۷) آدمیوں پر مقدمے چلائے گئے۔ جن میں سے ۲۰۱ کو سزائیں دی گئیں۔ زیادہ سے زیادہ سزا دو سال کی قید تھی پھر کوڑے اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک ہزار روپیہ جرمانے کی تھی + فوری عدالتوں کے مجسٹریٹوں نے آٹھ سو ضرب بید کے احکام دیئے - جو ۷۷ - اشخاص کو لگائے گئے + کوڑوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد تیس اور کم سے کم پانچ تھی + ان لوگوں کو عوام کے سامنے بید لگائے جاتے تھے تاآنکہ ایک حکم اس مطلب کا صادر ہوا - کہ ان کو اس طرح کھلم کھلا بید نہ لگائے جائیں + طبی معائنہ بالکل نہ ہوتا تھا - لارڈ ہنٹر نے کرنیل سے پوچھا - کہ کیا تم نے کبھی خیال نہ کیا تھا - کہ اس سزا کا اثر نہایت شدید ہے + جواب دیا - کہ "میں خیال کر ہی نہیں سکتا" + اس کی رائے میں "یہ سزا کا سب سے زیادہ نرم طریقہ تھا + اس نے مسٹر جسٹس رینکن سے کہا - کہ میں نے لوگوں کو خوف زدہ کردیا" اور درجنوں آدمیوں کو سزا سے بچا لیا + جسٹس رینکن کا خیال یہ تھا - کہ یہ تجویز کرنا تو کسی قدر شدت میں داخل ہے - کہ چھوٹے چھوٹے قصوروں میں عوام الناس کو بید لگانا سزا دینے کا نتیجہ خیز اور آسان طریقہ سمجھا جائے + اور جسٹس موصوف نے کرنیل جانسن سے پوچھا - کہ آیا یہ کچھ مخصوص مستثنے تو نہیں ہونا چاہئیے + کرنیل صاحب نے جواب دیا - کہ میں آپ سے متفق نہیں ہوسکتا - آپ کے سامنے بہت بڑی آبادی ہے - آپ ان احکام کے الفاظ سے نئے نئے جرائم پیدا کر رہے ہیں - اگر صرف قید ہی کی سزا دی جائے تو اس سے یہاں کے لوگوں پر کچھ زیادہ اثر نہیں ہوسکتا + جیل خانہ تو شہر کے عام درجہ خانہ داری کے مقابلے میں غیر معمولی طور پر آرام دہ مقام ہے - انکو سنٹرل جیل میں اچھی خوراک ملتی ہے اور قیدی بہت جلد جیل کے حالات سے مانوس اور عادی ہو جاتے ہیں + ہم تو ان تمام لوگوں کو زیر حراست کر لینا چاہتے تھے - مگر مجھے خطرہ ہوا - کہ جیل خانہ بھر جائیگا" + ایک اور موقع پر کرنیل نے کہا - کہ بید لگانے کی قدر و قیمت ایک ہزار فوجی سپاہیوں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے برابر ہے۔ ہماری رائے میں مندرجہ بالا وجوہ بیان کر کے کرنل جانسن نے ایک وحشیانہ سزا کی تائید میں وحشیانہ دلائل استعمال کئے ہیں۔ اور صرف یہی حقیقت اسے اس ذمہ دار عہدے پر فائز ہونے کے ناقابل قرار دیتی ہے۔ جس پر اسے پنجاب گورنمنٹ نے مقرر کیا تھا + بید لگانے کی صرف یہی سزائیں نہیں دی گئیں۔ اس نے وُہ سزائیں دی ہیں۔ جو فوری عدالتوں کے کاغذات میں درج ہیں۔ لیکن غیر مندرج سزائیں شاید درج شدہ سزاؤں کی نسبت زیادہ بے شمار ہیں + ہم نے لاہور سے کوئی ۱۲۰۰ سے زیادہ شہادتیں جمع کی ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جو مزاج سب سے اُونچے عہدہ داران شاہی نے دکھایا تھا۔ وہی سب سے نیچے کے عہدہ دار تک نے اختیار کر لیا۔ اور وُہ مزاج اس قدر نازک ہو گیا۔ کہ ذرا سے بہانے پر بھی برہم ہو جاتا تھا۔ اور بغیر کسی قابل ذکر پابندی کے آبادی پر اپنا پورا دباؤ ڈالتا تھا +

کرنل نے ریل سے سفر کرنے کے متعلق جو حکم دیا تھا۔ وُہ اگرچہ عام تھا لیکن اس سے وکیلوں کے منشی اور ان کے قاصد خاص طور پر مدنظر تھے + سرچمن لال سیتلواد نے پوچھا۔ کہ حکم ۱۲ میں تم نے کہا ہے۔ کہ "میرے پاس اس امر کے یقین کرنے کے وجوہ ہیں۔ کہ وکیلوں کے منشی۔ ایجنٹ اور چپراسی باغیانہ تحریک پھیلانے میں مصروف ہیں" لہذا تم نے حکم دیا کہ نہیں بغیر اجازت کے لاہور سول کمانڈ سے باہر نکلنا منع ہے۔ اور تم نے ہر قانون پیشہ آدمی کو یہ حکم دیا۔ کہ جتنے منشی۔ ایجنٹ یا چپراسی بالواسطہ یا براہ راست ان کے ماتحت ہیں۔ ان سب کی ایک پوری فہرست پیش کریں + کرنل جانسن نے اس کا جواب "ہاں" میں دیا۔ جب اس سے پوچھا۔ کہ تمہارے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پاس بھیج گیا ثبوت تھے۔ تو انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا۔ کہ وہ تمام ثبوت زبانی پہنچے
تھے + یہ تو عموماً اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ طبقہ وکلاء کے خلاف یہ یکطرفہ کارروائی کس حد
تک کی گئی۔ اور پنجاب کے باہر کے وکلاء کا داخلہ محض اس وجہ سے ممنوع کیا گیا۔ کہ
کہیں وہ بھی یہاں آکر بغاوت ہی نہ پھیلائیں۔ یہاں تک کہ مسٹر منوہر لال کی
سی حیثیت۔ عزت۔ جانی بوجھی وفاداری اور ایسی احتیاط جو کمزوری کی حد تک
پہنچ گئی ہو۔ رکھنے والا عالم قانون دان بھی مارشل لا کے حکام کی توجہ سے محفوظ
نہ رہ سکا + یہ صاحب پنجاب کے ایم۔ اے۔ کیمبرج کے بی۔ اے اور پنجاب
یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے فیلو اور ممبر ہیں۔ وہ سینٹ جانز کالج کیمبرج کے
بنیادی وظیفہ خوار طالب علم تھے۔ اور اور بہت سی باتوں میں ممتاز ہیں + وہ
۱۶۔ اپریل کو ساڑھے سات بجے صبح اخبار ٹریبیون کے ایک ٹرسٹی کی حیثیت
سے گرفتار کئے گئے۔ اس گرفتاری کے لئے کوئی وارنٹ نہ تھا۔ اور نہ انہیں
بتایا گیا تھا۔ کہ وہ کس قصور پر گرفتار کئے جا رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ "جب میں اپنے گھر پر
گرفتار کیا گیا۔ تو مجھے اپنی بیوی بچوں سے رخصت ہونے کے لئے صرف
دو منٹ کا وقت ملا۔ اور نہ مجھے کوئی پتہ نشان نہ دیا گیا۔ کہ وہ لوگ مجھے کہاں
لے جائیں گے" + پھر آگے چل کر وہ کہتے ہیں۔ کہ دو بجے بعد دوپہر مجھے پولیس
ٹیلیگراف آفس سے سنٹرل جیل لاہور کو لے گئے۔ وہاں دروازے پر معمولی
رسوم پوری کی گئیں۔ گھڑی اور زنجیر۔ پنسل اور نقدی وغیرہ بطور امانت
رکھ لی گئی۔ اور جب میں رجسٹر پر اپنے انگوٹھے کا نشان لگا چکا۔ تو میں جیل
کے وارڈ نمبر ۱۴ میں ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا + یہ وارڈ نہایت حقارت
یافتہ قیدیوں یا ان لوگوں کے لئے مخصوص تھا۔ جو سنگین یا اسی قسم
کے اور جرائم کے فیصلوں کا انتظار کر رہے ہوں + تھوڑی دیر کے بعد اس

کوٹھڑی میں مجھے جیل خانے کے دو گندے کمبل مہیا کئے گئے۔ اور کھانے پینے کے لئے دو لوہے کے برتن دیئے گئے۔ کوئی تین گھنٹے کے بعد مجھے جیل خانے کے ایک اور حصے کی طرف منتقل کیا گیا۔ جس کا نام تھا "دو چکیاں" وہ کوٹھڑیوں کا ایک سلسلہ تھا۔ جن کے اندر اناج پیسنے کے تمام سامان مہیا تھے۔ میں ان کوٹھڑیوں کی حالت بیان کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ وہ آسانی سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ ہمارے تمام حفظ صحت کے اور دوسرے انتظامات بھی نہیں چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیوں میں تھے۔ بدبودار مٹی کے برتن تھے۔ جنہیں دن میں دو دفعہ صاف کیا جاتا تھا۔ جس عرصے میں میں اس کوٹھڑی میں رہا۔ مجھے اجازت دی گئی تھی۔ کہ ہر صبح تھوڑے سے وقت کے لئے پچاس گز کے ایک مقررہ فاصلے تک جیل قدمی کر لوں۔ اور اگر چاہوں۔ تو نل پر جاکر نہالوں۔ میرے پاس بالکل کپڑے نہ تھے۔ بس ایک وہی جوڑا تھا۔ جسے پہنے ہوئے میں گھر پر سے گرفتار ہوا تھا۔ وہ جوڑا میں نے ۱۴ تاریخ سوموار کے دن تک پہنا۔ اس دن تیسرے پہر میرا لڑکا میری ملاقات کے لئے آیا۔ اور کچھ کپڑے ساتھ لایا۔ وہ کپڑے مجھے دیئے گئے۔

میری گرفتاری کے دن شام تک میری بیوی بچوں کو یہ بالکل معلوم نہ تھا۔ کہ میں کہاں محبوس ہوں۔ مجھے ان کے ساتھ کسی قسم کی خط وکتابت کرنے کی اجازت نہ تھی۔ سوائے ایک پوسٹ کارڈ کے جو میں اتوار کے دن سپرنٹنڈنٹ جیل کی معرفت بھیج سکا۔

پیر کے دن ۲۱۔ اپریل کو میرے دوست کنور دلیپ سنگھ بیرسٹر ایٹ لا اور میرا لڑکا دونوں جیل خانے میں میری ملاقات کے لئے آئے۔ لیکن مجھے ان میں سے صرف ایک کے ساتھ ملاقات کرنے کی اجازت دی گئی۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ئیں نے اپنے بیرسٹر دوست سے داروغہ جیل کی موجودگی میں چند منٹ ملاقات کی ۔ میں نے التجا کی ۔ کہ مجھے ایک منٹ کے لئے اپنے لڑکے کے ساتھ گفتگو کرنے کی اجازت دی جائے ۔ مگر مسٹر کادن سپرنٹنڈنٹ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا ۔

۲۳ ۔ تاریخ کو بدھ کے دن میں یورپین وارڈ میں منتقل کر دیا گیا ۔ وہاں نسبتاً زیادہ آرام میں رہا ۔ کیونکہ وہاں چلنے پھرنے کی کافی آزادی تھی مکان بھی کافی تھا ۔ غسل خانہ اور نہانے کا انتظام بھی صاف ستھرا تھا ۔ اور چھوٹی سی لائبریری بھی تھی ۔

"میں اپنی رہائی کے دن ۱۲ ۔ مئی کی صبح تک اس وارڈ میں رہا ۔ اس دوران میں مجھے یقین ہے ۔ کہ میں نے اپنے دوستوں اور عزیزوں سے تین دفعہ باقاعدہ ملاقات کی ۔ ان میں سے ایک تو بہت مختصر تھی ۔ اور ایک دفعہ خاص طور پر کنور دلیپ سنگھ سے ملاقات ہوئی ۔ کیونکہ وہ جیل میں اکثر اس لئے آیا کرتے تھے ۔ کہ گورنمنٹ نے انہیں لاوارث اور بے مدافعت قیدیوں کے لئے مقرر کر رکھا تھا ۔ اور ایک دفعہ سپرنٹنڈنٹ کی خاص مہربانی سے مجھے اپنے بھائی صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی ۔ جو لاہور میں سے ہو کر جا رہے تھے ۔

اس تمام عرصے کے دوران میں مجھے اس امر کا کچھ پتہ نشان نہ دیا گیا ۔ کہ میرے خلاف کون الزام یا جرم لگایا گیا ہے ۔ مجھے بالکل غیر متیقن حالت میں چھوڑ دیا گیا ۔" مسٹر منوہر لال نے ہمیں اس امر کے متعلق بھی انتہا درجے کی اطلاع دی ہے ۔ کہ ان کی بیمار اہلیہ اور بچوں پر کیا گزری ۔ وہ کہتے ہیں کہ جیل خانے کے اندر مجھے ایک ملاقات میں معلوم ہوا ۔ کہ میری گرفتاری

کے بعد میرے گھر کی تلاشی بھی لی گئی+ میری گرفتاری کے بعد پون گھنٹہ سے بھی کم عرصے کے اندر اندر گھر کو قفل لگا دیا گیا+ میری اہلیہ کو جو ایک بیمار خاتون ہیں اور میرے بچوں کو گھر کے احاطے میں نوکروں کے کمروں اور باورچی خانے کے اندر پناہ لینی پڑی- اور وہ بستر استعمال کرتے پڑے- جو دوستوں نے مستعار دیئے تھے+ تلاشی ۱۹- اپریل کو لی گئی- اور میرے بال بچے ۱۹- اپریل کو ۶ بجے شام کے اپنے گھر میں واپس آسکے+

پولیس دو تین قیمتی کتابیں بھی ساتھ لے گئی تھی- اور وہ اب تک (یعنی یہ بیان دینے کی تاریخ تک) واپس نہیں ملیں+ وہ اپنی سرگذشت کے آخر میں کہتے ہیں- کہ "آجتک میں اس امر سے بے خبر ہوں- کہ میرے خلاف کیا الزامات تھے- جو میری گرفتاری اور قید کے باعث ہوئے- یا کم سے کم جن سے میری گرفتاری یا قید لازم آئی"+

اپنی گرفتاری کی ممکن وجوہ پر غور کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں- کہ "میں شہر کی عملی زندگی میں کوئی حصہ نہیں لیتا- کیونکہ جہاں تک مجھے میرے پیشے کے فرائض اجازت دیتے ہیں- میں تقریباً بالکل ایک طالب علم کی حیثیت رکھتا ہوں+ اُن بہت سے جلسوں کے انعقاد کے اثنا میں جن کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب لوگوں کے نمائندوں کو طلب کرتے تھے- میں کبھی طلب نہیں کیا گیا- اور نہ کسی اور طرح موجود ہی تھا- اس کے علاوہ میں اُن جلسوں میں سے بھی کسی میں شامل نہیں ہوا- جو پرائیویٹ اصحاب نے ہڑتال روکنے کی تجاویز سوچنے کے لئے منعقد کئے گئے"+ (بیان نمبر۱۵ صفحہ ۱۹۸) جو افسر مسٹر منوہر لال کی حیثیت کے آدمی کو نہایت گہری تفتیش کے بغیر گرفتار کرنے کی اجازت یا حکم دے سکتا ہے- اس اعلیٰ کمان پر ممتاز رہنے کے قطعاً

ناقابل ہے۔ جس پر کرنیل جانسن فائز تھے + اس امر سے ہندوستانیوں کی عزت کی ایسی حقارت ظاہر ہوتی ہے۔ جس کا امکان اُن لوگوں میں نہیں ہونا چاہیئے۔ جو حضور ملک معظم کی وردی پہنتے ہیں +

اس تجاویز وضع کرنے والے افسر نے ایک اور قسم کا ظلم بھی ایجاد کیا۔ وُہ یہ تھا۔ کہ جن لوگوں کو وہ "بدنیت اشخاص" سمجھتا تھا۔ ان کے مکانوں پر اپنے اعلانات چسپاں کرایا کرتا تھا + ان اشتہاروں کو کسی قسم کا نقصان پہنچے۔ یا وُہ میلے بھی ہو جائیں۔ تو مالک مکان ذمہ وار ہوتا تھا + سر چمن لال ستیلواد نے کرنیل سے "بدنیت اشخاص" کی تعریف پوچھی۔ اور یہ بھی دریافت کیا۔ کہ آیا جن لوگوں پر تم شبہ کرتے تھے۔ وہی "بدنیت اشخاص" تھے + کرنیل نے یہ حیرت انگیز جواب دیا۔ کہ "اگر آپ اس کو اس طرح بھی کہنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں" + سر چمن لال نے پوچھا۔ کہ "میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تمہارے دل میں کیا خیال تھا"؟ کرنیل نے جواب دیا۔ کہ "میرا خیال یہ تھا۔ کہ جو لوگ اپنی بدنام وفاداری کے لئے مشہور نہیں ہیں۔ انہیں اس کام پر مقرر کرنا چاہیئے۔ اور جن لوگوں میں اس خاصیت کی کمی تھی۔ وُہ سی۔ آئی۔ ڈی نے منتخب کئے" + سر چمن لال نے خیال ظاہر کیا۔ کہ اس کام کا منشا گویا یہ تھا۔ کہ روزانہ چوبیس گھنٹے ان اعلانات کی حفاظت کی جائے + کرنیل جانسن نے اس حفاظت کی ضرورت کا اعتراف تو کیا لیکن اس کو قطعاً قرین انصاف اور جائز بھی قرار دیا + یہ حکم تو یوں بھی بہر حال ناقابل برداشت تھا۔ لیکن جہاں ایک پوری درسگاہ اس کی ذمہ وار ٹھہرائی گئی۔ وہاں یہ اور بھی ہزار درجے ناقابل برداشت ہو گیا +

یہاں سے اس ظلم و تشدد کی داستان شروع ہوتی ہے۔ جو طالب علموں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی دنیا اور کالجوں کے پروفیسروں پر روا رکھا گیا۔ ہم ذیل میں پر حمن لال ستیلواد
اور کرنل جانسن کا مکالمہ درج کرتے ہیں۔ تاکہ کرنل جانسن کے دماغ کا فعل
اچھی طرح سمجھ میں آسکے :۔

سوال ۔ کیا سناتن دھرم کالج میں بھی ایک ایسی عمارت تھی۔ جو اس قسم
کے اعلانات چسپاں کرنے کے لئے منتخب کی گئی تھی ؟

جواب ۔ میرا یقین ہے۔ کہ تھی ۔

س ۔ کیا اس عمارت کا نام پہلی فہرست میں درج نہ تھا۔ لیکن بعد میں بڑھا دیا گیا؟

ج ۔ ہاں۔ وہ فہرست بعد میں دوبارہ بنائی گئی تھی ۔

س ۔ اور جو اعلان اس کالج کی بیرونی دیوار کے ساتھ چسپاں کیا گیا تھا۔ وہ
کسی شخص نے پھاڑ ڈالا تھا ۔

ج ۔ یہ اطلاع مجھے پولیس کے ذریعے سے نہیں۔ بلکہ کسی شخص کے ذریعے
پہنچی تھی ۔

س ۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ کالج کے تمام طلباء گرفتار کر لئے گئے ؟

ج ۔ میں نے حکم دیا تھا۔ کہ اس عمارت میں جو مرد ملے۔ گرفتار کر لیا جائے ۔

س ۔ کل کتنے آدمی گرفتار کئے گئے تھے ؟

ج ۔ پانسو ۔

س ۔ اس نوٹس کو نقصان پہنچنے کے عوض میں پانسو طالب علم گرفتار کر لئے گئے ؟

ج ۔ اور پروفیسر بھی ۔

س ۔ جو لوگ اسطرح گرفتار کر لئے گئے۔ انکو قلعہ تک کوچ کرایا گیا جو کالج سے تین میل کے
فاصلے پر واقع ہے ؟

ج ۔ بالکل ٹھیک ۔

س - اور اس کوچ کے دوران میں انہیں یہ بھی حکم دیا گیا تھا - کہ وُہ اپنے بستر اپنے کندھوں پر یا سر پہ اٹھا کر چلیں؟

ج - اگر وہ اپنے بستر اٹھا لیجانا چاہتے تھے - تو وہ ایسا کر سکتے تھے +

س - کیا انہیں مجبور نہیں کیا گیا - کہ وُہ بستر اُٹھا کے لے چلیں!

ج - میں نے اس امر کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا تھا - اگر وہ بستر اُٹھا لیے جانا چاہتے تھے - تو وُہ ایسا کر سکتے تھے +

س - یہ لاہور کے موسم گرما کے ایک دن کا واقعہ ہے؟

ج - یہ ماہ مئی کا ایک دن تھا +

س - لاہور میں اس دن بہت گرمی تھی؟

ج - ہاں +

س - ان سب پانسو کے پانسو طالبعلموں اور پروفیسروں کو تین میل کے فاصلے تک کوچ کرایا گیا!

ج - بالکل اسی طرح +

س - اور ان کو احکام کے مطابق قلعہ میں رکھا گیا؟

ج - ہاں - یہی بات ہے +

س - وُہ کتنے عرصے تک وہاں رکھے گئے؟

ج - میرے خیال میں ایک دن - نہیں معاف فرمائیے دو دن تک +

س - پھر پرنسپل سے بعض ایسے معاہدات لینے کے بعد کہ وُہ لوگ اعلانات کی حفاظت کرینگے - ان کو رہا کر دیا گیا؟

ج - ہاں - جب میں نے اس امر کی ضروری ضمانت لے لی - کہ ایسی حرکت پھر نہ ہو گی - تو انہیں رہا کر دیا گیا +

س - کرنیل صاحب - میں یہ آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ آیا یہ کارروائی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

معقول تھی۔ جو آپ نے اختیار کی؟

ج۔ ہاں۔ میں تو اسی فکر میں تھا۔ میں تو ایسے موقع کی تاک میں تھا۔

س۔ آپ پہلے بھی اس کارروائی کو معقول سمجھتے تھے۔ اور اب بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں؟

ج۔ بے شک۔

س۔ کرنیل صاحب۔ اس سے یہ معلوم ہوا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی رپورٹ میں ظاہر کیا ہے۔ کہ آپ کا دماغ اس وقت ایسے موقع کی تاک میں تھا کہ ان لوگوں کو مارشل لا کی طاقت سے واقف کیا جائے؟

ج۔ ہاں۔ یہی بات ہے۔

س۔ آپ ایسے موقع کی آرزو کرتے تھے؟

ج۔ صرف لوگوں کی بہبودی کے لئے۔

س۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ یہ فعل لوگوں کی بہبودی کے لئے نہ تھا۔ ممکن ہے ایسا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آپ ایسے موقع کی آرزو کرتے تھے۔ تاکہ مارشل کی قوت کا اظہار کریں؟

ج۔ بالکل ایسا ہی ہے۔

س۔ آپ کو ایسا موقع حاصل ہو گیا؟

ج۔ اور میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔

س۔ آپ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اور پانسو طالب علموں کو سخت دھوپ میں قلعہ تک کوچ کرایا؟

ج۔ ہاں یہی بات ہے۔

س۔ اور آپ اب تک اسی خیال پر قائم ہیں۔ کہ یہ آپ کے اختیارات کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جائز استعمال تھا؟

ج۔ مکمل طور پر۔ اگر حالات مجبور کریں۔ تو کل ہی پھر ایسا کرنے کیلئے تیار ہوں +

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کرنیل جانسن نے اپنا آخری سرد مہری کا جواب اُس وقت نہیں دیا جبکہ وُہ لڑائی کے مرکز میں تھا۔ بلکہ ۲۴ نومبر ۱۹۱۹ء کو جبکہ اُس کو لاہور کی کمان چھوڑے ہوئے تقریباً تین مہینے ہو چکے تھے اگر کسی نے اُس کا قیمتی نوٹس ارادتاً خراب بھی کر دیا۔ تو اُس کا فرض تھا کہ وہ تفتیش کرتا۔ اور نہ کہ بس سیدھے ہی لڑکوں اور پروفیسروں کو سزا دے دیتا +

اس لئے اُس نے جو دیال سنگھ کالج۔ ڈی۔ اے۔ وی کالج اور میڈیکل کالج کے برخلاف انتظامی کارروائی کی۔ وہ سزا دینے کے خیال سے نہیں تھی۔ بلکہ طالب علموں کو شرارتوں سے بچائے رکھنے کے لئے تھی۔ اور جو حکم نافذ ہوا وُہ یہ تھا کہ دن میں چار دفعہ۔ یعنی ۷ بجے۔ گیارہ بجے صبح۔ تین بجے۔ اور ساڑھے سات بجے شام سب لڑکوں کی حاضری پکاری جایا کریگی۔ اور میڈیکل کالج کے طالب علموں کو اس حاضری کو چار دفعہ روزانہ بھرنے کے لئے روزمرہ ۱۷ میل کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ سر چمن لال کے مندرجہ بالا سوال کے جواب میں کرنیل جونسن نے جو گستاخانہ جواب دیا یہ ہے:۔

میں خیال کرتا ہوں کہ یہ صرف ۱۶ میل تھا۔ میں نے اسے ناپا تھا۔ پھر سر چمن لال نے پوچھا اُن کو تین ہفتہ تک روزمرہ لاہور کی سخت دھوپ میں اس قدر چلنا پڑتا تھا؟

ج۔ ہاں ایسا ہی۔ سوائے اُس حالات کے کہ میڈیکل سرٹیفکیٹ سے مستثنےٰ کر دیا گیا ہو +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

س - کرنیل صاحب - تمہاری تب ایسا خیال تھا - کیا اب بھی تم وہی نقطۂ خیال رکھتے ہو کہ یہ طالب علموں کو شرارت سے باز رکھنے کا معقول حکم تھا؟

ج - یہ میری اُس وقت کی رائے تھی +

س - اور کیا تمہاری ابھی تک یہی رائے ہے ؟

ج - مکمل طور پر +

س - کیا تم کو کبھی یہ خیال آیا تھا - یا کیا تم کو اب یہ خیال آتا ہے کہ ایک طالب العلم سے لاہور کی شدت کی دھوپ میں لگاتار تین ہفتہ تک ۱۶ میل روزانہ سفر کرانا - اُس پر نہایت زیادہ سختی کرنا تھا ؟

ج - یہ بالکل کوئی سختی نہیں تھی +

ہم اس غیر معمولی کام کے لئے کرنیل جو ہن سن کی غیر معمولی دلائل اُس کے اپنے ہی الفاظ میں دیتے ہیں -

س - کرنیل صاحب میں تم سے پھر یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا تم کو کبھی یہ خیال آیا کہ اُس سلوک سے جو تم نے حاضری کے بارے میں سینکڑوں نہیں ہزاروں طالب علموں سے کیا - تم اُن کی باقیماندہ زندگیوں کے لئے اُن کے دلوں میں برٹش راج کے خلاف سخت نفرت پیدا کر رہے تھے

ج - ایسا ہی اثر ہوا - لیکن میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا - کہ ان کالجوں میں اس قدر سڈیشن تھا کہ کوئی سلوک بھی جو مجھ سے ہوا - اُن کو اُس سے زیادہ باغی نہیں بنا سکتا تھا +

س - کیا تمہارا یہ مطلب ہے - کہ اگرچہ تم کو یہ خیال سوجھا - کہ شائد میرے اس سلوک سے طلباء گورنمنٹ کے سخت برخلاف ہو جاویں - لیکن تمہارا نقطۂ خیال یہ تھا کہ وُہ پہلے ہی ایسے پکے سرکش ہیں کہ تم ان کو اور زیادہ برخلاف

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سرکار نہیں کر سکتے ؟

ج۔ میں تمہارے بیان کو قبول نہیں کرتا ہوں۔ لیکن مدور اثرات بیرونی کچھ اس قسم تھا۔ کہ تم اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے ٭

س۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ وہ عملی کارروائیاں جو تم نے کیں انہوں نے اس مدور اثرات کی اصلاح میں کچھ بھی مدد دی ؟

ج۔ یقیناً اس نے کم از کم اُس کو خراب تو نہیں کیا ٭

س۔ کیا تم اُس کی اصلاح کر رہے تھے ؟

ج۔ میں اُن طلباء کو وفادار سرکار بنانے کے لئے نہیں آیا تھا۔ لیکن میں اُنکو شرارتوں سے باز رکھنے۔ اور اُن کو اردگرد کے اضلاع میں نہ جانے دینے کے لئے آیا تھا ٭

س۔ کیا تم کامیاب ہوئے ؟

ج۔ ہاں ٭

س۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ یہ بہترین طریقہ ہے ؟

ج۔ یہ بہترین طریقہ تھا۔ جو میں سوچ سکا۔ دو ہی طریقے ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ کالج بند کر دیئے جاویں۔ اور دوسرا یہ ہے۔ کہ اُن پر استغاثے دائر کئے جاویں ٭

س۔ میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ تمہارا نقطۂ خیال یہ ہے۔ کہ اس ملک کے لوگوں کو گورنمنٹ کے وفادار اور خیر خواہ بنانے کے لئے اُن سے اور بھی زیادہ سخت کارروائیاں کرنی چاہئیں ؟

ج۔ میں اس کو دوسری طرح سے پیش کرتا ہوں۔ یعنی یہ کہ ان کو یہ سبق دیا جاوے کہ ایسے مشتبہ سرکشوں کے لئے یہی سزا ہے ٭

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

س۔ کیا تم کو یہ کبھی خیال آیا تھا۔ کہ ان ہزاروں طلباء میں سے ضرور کئی ایک بالکل بے گناہ ہونگے*

ج۔ ہاں مجھے خیال آتا تھا۔ میں نے بعض کو مستثنٰے بھی کیا*

کرنیل صاحب یہ خیال کرتے تھے کہ کچھ طالب علموں نے کچھ میموں کی ہتک کی ہے۔ لیکن اس الزام کے تصدیق میں ہم کو کوئی بات نہیں ملی ہے۔ اور اس نے خود بھی اس رائے کی تائید میں کوئی مثال پیش نہیں کی ہے۔ لیکن اس وجہ سے اُس نے تمام کالجوں کے پرنسپلوں کی ایک میٹنگ لگائی۔ اُس نے اُن سے کھلی بات چیت کی۔ اور اُن سے کافی کافی سزا کے واسطے تجاویز طلب کیں۔ پرنسپلوں نے جو کچھ اُن کے نقطۂ خیال میں مناسب سزا ٹھہری کہدی۔ لیکن آپ خیال کرتے تھے کہ بعض سزائیں ناکافی ہیں۔ اُس نے کالجوں کے پرنسپلوں کو فوراً اطلاع دی کہ اگر سزائیں نہ بڑھادی گئیں تو کالج بند کر دیئے جاوینگے۔ اور طالب علم امتحان دینے سے باز رکھے جاوینگے۔ اس طرح ایک سو گیارہ طالب علموں کو سزا ہوئی جو کچھ مسٹر سنت رام گوردور۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی پروفیسر آف انگلش دیال سنگھ کالج نے لڑکوں اور جو اُن سے سلوک ہوا ہے۔ کی بابت جو بیان دیا ہے ہدیہ ناظرین ہے*

ایام ہڑتال میں میں نے اپنے کالج کے طالب علموں کے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھی۔ اور مجھے ایک واحد معاملہ بھی ایسا معلوم نہیں ہے۔ کہ اُن میں سے کسی سے بھی نامناسب برتاؤ ظہور میں آیا ہو۔ کئی ایک دوسری عمارات کی طرح ہمارا کالج بھی مارشل لا کے نوٹس لگانے کے واسطے چنا گیا۔ مارشل لا کے اعلان کے دس یا زیادہ دنوں کے بعد ہمارے کالج کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پرنسپل کو ایک دن شام کے ۷ بجے ایک نوٹس دیا گیا - کہ اس باغیانہ اشتہار کے جو منسلک نوٹس ہذا ہے کاتب کی تلاش کرو - اور کل ۱۲ بجے سے پہلے پہلے کمان افسر کے دفتر میں اطلاع دو - کالج کی ٹرسٹی - سٹاف اور طالب علم اگلی صبح کو کاتب کی دریافت کے لئے جمع ہوئے - لیکن اس تلاش میں وہ ناکامیاب رہے - کیونکہ کوئی آدمی جس کا کالج کے ساتھ تعلق ہو اُس نوٹس باغیانہ کا مصنف نہیں معلوم ہوتا تھا - ہم ابھی جواب کو ترتیب ہی دے رہے تھے - جب کرنیل جونسن بمعہ کچھ سی - آئی - ڈی کے آدمیوں کے ہمارے کالج میں آیا - راجہ نریندر ناتھ چیٹرجی جو کالج کے ٹرسٹیوں سے ایک ہے - اور کچھ اور اشخاص کرنیل صاحب کو سمجھانے کے واسطے آئے سی - آئی - ڈی کے ایک آدمی نے کالج میں ایک ایسی جگہ کی طرف اشارہ کیا - جہاں کہ اُس نے کہا اُس نے وہ باغیانہ نوٹس دیوار پر لگا ہوا دیکھا تھا - میں نے کرنیل صاحب سے خیال ظاہر کیا کہ یہ ضرور ایک من گھڑت کہانی ہوگی - کیونکہ اگرچہ نوٹس مذکورہ کا ایک کیل کے ساتھ لگایا جانا بتلایا گیا تھا - مگر بالمطابق کا دیوار میں کوئی سُوراخ کیل نہیں تھا - تب ہم نے کرنیل صاحب کو وہ جواب دکھایا جو ہم نے مرتب کیا تھا - اس پر کرنیل صاحب نے جواب دیا کہ اس کو ہمارے دفتر میں بھیج دو - اور ایسا ہی کیا گیا - اُسی شام کو ایک اور نوٹس آیا - جس میں اگلی صبح کو ۹ بجے پرنسپل صاحب کو طلب کیا گیا تھا - وقت مقررہ پر پرنسپل نے کرنیل صاحب کی ملاقات کی اور کچھ سپاہیوں کی زیر حراست جن کے ہاتھوں میں سنگینیں تھیں واپس لوٹا - اس سے بطور جرمانہ دو سو پچاس روپیہ طلب کیا گیا تھا - اور جرمانہ نہ دینے کی صورت میں ۳ ماہ کے لئے جیل خانہ جانا تھا - جرمانہ وہیں کا وہیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دے دیا گیا۔

چند دن کے بعد دُوسرے کالجوں کے پرنسپلوں کی طرح ہمارے پرنسپل کو بھی ڈپٹی کمشنر صاحب سے حکم پہنچ گیا۔ کہ سرغنہ طالب علموں کی تلاش کرو۔ اور اُن کو سزا دو۔ لیکن اس بات کی تفسیر نہیں کی گئی تھی کہ انکی کن حرکات کے سرغنوں کو سزا دینے سے مراد تھی۔ خیر ہم نے سمجھا کہ کچھ لڑکوں کو سزا دینی منظور ہے۔ اس ضرورت کو پُورا کرنے کے واسطے کالج کونسل کی میٹنگ ہوئی۔ چند طالب علم چُن لئے گئے۔ اور سزاؤں کی فہرست تیار کی گئی۔ اور وہ فہرست ٹرسٹیوں کو دکھلائی گئی۔ جنہوں نے منظور فرمائی۔ میں خود یہ فہرست بمعہ راجہ نریندر ناتھ کے خط کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس لے گیا۔ راجہ صاحب نے لکھا تھا۔ کہ طلباء کی زیادہ تعداد کو اس لئے سزا نہیں دی گئی ہے۔ کہ یہ ایک بے ضرورت ایجی ٹیشن (تحریک) کا باعث ہوگی۔ جو سوسائیٹی کے لئے خطرناک ہوگی۔

اس کے ایک یا دو دن کے بعد ہم کو جواب ملا کہ سزائیں ناکافی ہیں۔ اور یہ کہ لڑکوں کی ایک خاص تعداد کو سزا نہیں ملی ہے۔ کالج کونسل پھر لگی۔ اور فہرست میں چند اور طالب علم بڑھا دیئے گئے۔ اور پہلے منتخب شدہ لڑکوں کی سزائیں بڑھا دی گئیں۔ اگلے روز ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک خط لکھا کہ جس میں مجوزہ سزاؤں کو منظور کیا گیا تھا۔ اور ۲½ سو روپیہ کا چیک بھیج دیا۔ کیونکہ جو جرمانہ پرنسپل صاحب سے وصول کیا گیا تھا۔ وہ معاف کر دیا گیا تھا۔

سزائیں لڑکوں کو کالج سے خارج کرنے۔ امتحان دینے کا حق چھیننے وغیرہ وغیرہ پر مشتمل تھیں (۱۵۱/۲۰۱) اور یہ سب کچھ بغیر کسی تحقیقات کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جو خط کرنیل جونسن کی طرف سے پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی کالج کو لکھا گیا
وہ ٹھیک طور پر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس افسر کا نقطۂ قیاس کیا تھا؟

نقل خط نمبر ۴ - ۱۱۱ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۱۹ء از سٹاف افسر لاہور (سول) کمان پنجاب کلب لاہور۔

بنام پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور

لاہور سول رقبہ کے کمان افسر نے تمہارے ۷ ماہ حال کے خط پر بڑی احتیاط سے غور کیا ہے۔ جواباً مجھے یہ تجویز کرنے کی ہدایت ہوئی ہے۔ کہ کرنیل جونسن اُن امور کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اُس کے پاس موجود ہیں۔ اور جو یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ تمہارے کالج کے طالب علموں نے دوسرے کالج کے طالب علموں کی نسبت باغیانہ حرکات میں زیادہ حصہ لیا ہے۔ یہ خیال کرتا ہے کہ جو ضبطہ کی سزائیں تجویز کی گئی ہیں وہ بالکل ناکافی ہیں۔ اور مجھے کہا گیا ہے۔ کہ اگر آج ہی اُس کو ان سزاؤں کا تتمہ نہیں بھیجا جاویگا۔ جو اُس کی رائے میں تمہارے کالج کی ناقابل رشک شہرت کے لئے کافی ہو۔ تو کمان افسر کے پاس سوائے اس کے اور کوئی تجویز نہیں رہ جاویگی۔ کہ وہ فوراً تمہارے (ڈی۔ اے۔ وی) کالج کو بند کردے۔ اور آنے والے امتحان سے اس کے سب طالب علموں کو خارج کردیا جاوے۔

مراتب سزا کی تجویز میں تم کو امداد دینے کے واسطے مجھے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ تم کو مطلع کیا جاوے کہ گورنمنٹ کالج نے ۶ طلباء کو خارج کردیا ہے۔ ۳ یونیورسٹی کے کسی دوسرے کالج میں داخل نہیں ہوسکینگے اور کو کوئی اور اگلی امتحان پاس کرنے کی اجازت نہیں رہی ہے۔ اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۶ کو ایک سال کے لئے خارج از کالج کرایا گیا ہے۔ ۱۵ کے وظیفے ضبط کرلئے گئے ہیں۔ اور علاوہ ازیں ۱۱۲ کو دوسری ادنیٰ سزائیں دی گئی ہیں +

دیال سنگھ کالج میں ۷ طالب علموں کو خارج کرایا گیا ہے۔ ۵ کو ایک سال کے لئے خارج کیا گیا ہے۔ ۱۴ کو ایک سال کے لئے پیچھے ڈال دیا گیا ہے۔ ۱۲ کو تین ماہ کے لئے کالج سے خارج کیا گیا ہے۔ اور دو کا کچھ عرصہ کے لئے وظیفہ بند کیا گیا ہے۔ اور ۲۲۴ کو دیگر ادنےٰ سزائیں دی گئی ہیں۔ اور ۲۴۵ کو اپنے مستقبل میں نیک چلن رہنے کے لئے ضمانتیں بہم پہنچانی ہونگی +

کمان افسر کا خیال ہے۔ کہ مندرجہ بالا تم کو تجاویز سزا پیش کرنے میں امداد دیگا۔ اور وہ تمہارے کالج کے بند کرنے کی ضرورت محسوس کرنے سے بچاتا رہیگا۔ اور یہ بھی ازو یاد کرتا ہوں۔ کہ وہ امید رکھتا ہے کہ تمہاری ضبط کی کارروائی اُس سے کسی صورت میں بھی کم نہیں ہونی چاہیئے۔ جس کی طرف میں نے تمہاری توجہ مبذول کروائی ہے +

آخرش مجھے کہنا ہے کہ کمان افسر لاہور سول رقبہ تمہاری اس تجویز کو قبول کرنے کے ناقابل ہے کہ جرمانوں کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی کسر بھی برٹش سپاہیوں کے آسائش کے فنڈ میں دی جاوے +

دستخط ڈبلیو۔ بارنس میجر سٹاف افیسر لاہور سول کمان

پھر ایک اور حکم تھا۔ جس میں دو ہندوستانیوں کو پہلو بہ پہلو چلنا جرم قرار دیا گیا تھا۔ کرنیل جونسن سر حمین لال سے کہتا ہے کہ چونکہ شور و فساد کو روکنا اُس وقت کی ایک بڑی ضرورت تھی۔ اور

اگر حد سے زیادہ دیسی پہلو بہ پہلو چلتے اور ایک یورپین کو راستہ نہ دیتے تو خلب تھا کہ اس طرح سے امن میں خرابی واقع ہوتی۔ اس پر سر چمن لال نے اس امر کو مدنشین کیا۔ کہ خرابی امن ہندوستانیوں سے نہیں بلکہ یورپینوں سے سرزد ہوئی۔ اور اُس خرابی امن کے واسطے جو اُن یورپینوں سے سرزد ہو۔ جو دو ہندوستانیوں کو پہلو بہ پہلو چلنا دیکھ نہیں سکتے۔ دیسیوں کو اس کا عوضانہ بھگتنا پڑا۔

اُن دلائل سے جو آپ نے سر چمن لال کو ہندوستانیوں سے اُن کی گاڑیاں چھین لینے کے بارے میں دیں۔ ایک یہ تھی۔ کہ یہ ایک معقول کارروائی تھی کیونکہ وہ لوگوں کے ذہن نشین کرنا چاہتا تھا۔ کہ وہ لاہور میں افروختگی فسادات اور گاڑیوں کی سیر کا تماشہ ایک ہی وقت میں نہیں دیکھ سکتے۔

مندرجہ ذیل سوالات وجوابات کرنل جونسن کی حکومت کا اظہار کرتے ہیں:۔

س۔ کیا یہ درست ہے۔ جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ لاہور کے کسی ایک حصہ میں ایک برات گرفتار کر لی گئی تھی۔ کیونکہ براتی دس سے زیادہ تھے۔ اور جب معمول اِدھر اُدھر چار سپاہی تھے۔ اور یہ کہ برات اور دولہا گرفتار کئے گئے تھے اور بیاہ کرانے والے (قاضی یا پنڈت) اور دوسروں کو بید لگائے گئے تھے؟

ج۔ یہ بالکل درست ہے۔ لیکن یہ اسی قسم کی ایک ہی مثال ہے جو میں جانتا ہوں۔ اور مجھے اس کا افسوس ہے۔ جونہی کہ میں نے اس کی بابت سنا تھا وہیں میں نے جرمانہ معاف اور مجسٹریٹ کو تبدیل کر دیا تھا۔

س۔ کرنل جونسن کی یہ بڑی اچھی بات ہے کہ کم از کم ایک ایسی مثال ضرور تھی۔ جو اُس کو کچھ پشیمان کرنے کا باعث ہوئی۔ لیکن یہ ایک ایسی مثال

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھی ہے۔ جو ظاہر کرتی ہے۔ کہ سزائے تازیانہ کیسی خطرناک ہے۔ اور کیسے اسکے بالکل غیر ضروری احکام اُس آبادی کے لئے جو بالکل بے شرر تھی۔ کھجانے اور تکلیف دینے کا باعث ہوئے۔

اب تک ہم افعال جو ہن سن کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ گویا کہ وہ خود ہی اُنکا موجد تھا۔ حالانکہ وہ بذاتِ خود بلاشبہ کئی ایک کام کرنے کے قابل تھا۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں ہے کہ اُس کے افعال کی تہ میں ایک ایسا دل اور مطلب تھا جو کرنیل جو ہن سن کا اپنا نہیں تھا۔ یہ افسر سر مائیکل اوڈوائر کی پولیس اور خواہشات پر عملدرآمد کر رہا تھا۔ مسٹر منوہر لال کو گرفتار کر لیا۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ اخبار ٹریبون کا ٹرسٹی تھا۔ اور اُس کو ایک آزادانہ سپرٹ کے خیال کا معدوم کرنا منظور تھا۔ اس اخبار کا لائق ایڈیٹر مسٹر کالی ناتھ رائے نے کئی ایک بار اپنی آزادہ روی سے اُس کو خفا کیا تھا۔ اُس کا مضمون بعنوان "ایک شعلہ زن بے مقصود تقریر" جو اُس نے سر مائیکل اوڈوائر کی ۷ اپریل کی سرزنش آمیز تقریر پر لکھا تھا۔ آخری تنکا تھا۔ جس نے اُس کی رواداشت کے ترازؤں کو اُبھار دیا۔ واقعات نے دکھا دیا ہے۔ کہ درحقیقت ہی تقریر کیسی بے شعوری کی تھی۔

کوئی واحد شخص بھی جس میں خود داری ہو۔ ایسا نہیں ملیگا۔ جو اُس کے ناقابل تحفظ سلوک میں جو وہ تعلیم یافتہ جماعتوں سے کرنا چاہتا تھا۔ اُس کی حمایت کرے۔ بہرصورت مسٹر کالی ناتھ رائے کی باقاعدہ گرفتاری و سماعت مقدمہ ہوئی۔ اور باغیانہ تحریرات کی وجہ سے ملزم قرار دیا گیا۔ ہم کو یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ مسٹر رائے کی تحریروں میں ایک لفظ بھی باغیانہ نہیں تھا۔ اور اس پر جو قانونی کارروائی کی گئی وہ محض پولیٹیکل زندگی کی شائستگی پر ایک حملہ تھا۔ اخبار پرتاب کے ایڈیٹر پر مقدمہ چلایا جاتا کچھ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کم ظالمانہ نہ تھا۔ اخبار ہذا نے ابھی حال ہی میں اپنی دوڑ شروع کی تھی۔ اور اسکا ایڈیٹر اپنی فروتنی اور بے ضرر اور مذہبی لب و لہجہ رکھنے والی تحریروں کی وجہ سے دور دور تک مشہور ہے۔

عہد مارشل لا میں آزادانہ اخبار نویسی ایک ناممکن امر ہو گیا تھا۔ اور ٹریبون پنجابی اور پرتاب چھپنے بند ہو گئے۔

اب تک ہم اُن سختیوں کا ذکر کرتے رہے ہیں جو کہ احکام کی وجہ سے ہوئیں اب اُن ظالمانہ کارروائیوں کو لیتے ہیں جن کی مشق کھلم کھلا تو نہیں بلکہ انصاف اور عدالتوں کے پردہ میں کی جاتی تھی۔ ہم مارشل لا کمشن کی طرف لوٹتے ہیں فرض کیا جاتا تھا۔ کہ مارشل لا کمشن کی ترکیب ان لوگوں کے مقدمات کی منصفانہ لیکن مختصر سماعت تھی۔ جو کہ فرض کیا جاتا تھا۔ نہایت ہی بھاری جرم بھی سرکار کے خلاف جنگ کے مجرم تھے۔ ہم نے کاغذات متعلقہ مقدمہ لیڈران لاہور کی جانچ پڑتال کی ہے۔ لیڈر تعداد میں گیارہ تھے۔ اور ان میں سے بہت سے سوسائٹی میں ایک اعلیٰ ترین درجہ رکھتے تھے۔ اور ان سے بعض سر مائیکل اڈوائر کے ہم درجہ بھی تھے۔ جن سے سات بیرسٹر یا وکیل ہیں۔ لالہ ہرکشن لال ہم کو ایک بیان دیتا ہے۔ جس میں وہ یہ بلا تامل کہتا ہے۔ کہ وہ اِس لئے ملزم ٹھیرایا گیا تھا۔ کہ سر مائیکل اڈوائر صاف الفاظ میں اُسکی شہرت دولتمندی کا حاسد تھا۔ یا دُوسرے کاروبار کے لحاظ سے جولاٹ صاحب کو بدمزا معلوم ہوتے تھے۔ وُہ اپنے بیانات میں دکھلاتا ہے کہ کس طرح اسکے اولوالعزمی کے کاروبار کو تباہ کرنے کے واسطے دھوکہ دِہ کوششیں کی جاتی تھیں۔ لالہ ہرکشن لال کہتا ہے کہ اُس کی جلاوطنی کے لئے ذرا بھی کوئی وجہ معقول نہ تھی۔ اور اُس کا مقدمہ اور ملزم گردانا جانا محض جھوٹی بنیادوں پر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مبنی تھا۔ حالی کشیدگی جو سر مائیکل اوڈوائر جو اس شاہد کی طرف رکھتا تھا۔ وہ اور بھی بڑھ گئی۔ کیونکہ شاہد مذکور کانگرس ڈیپوٹیشن کا ممبر چنا جا چکا تھا۔ اور آخیر اپریل میں ولایت کو جانے والا تھا۔ اور اس وجہ سے کہ وہ پروونشیل کانفرنس کا پریذیڈنٹ بنایا جا چکا تھا جو کہ ۱۸ اور ۱۹ اپریل کو ہونے والی تھی۔ لالہ ہرکشن لال و دیگر دکلا سرکار کے خلاف عزم جنگ رکھنے کے جرم میں پیش عدالت ہوئے۔ ہم نے ملزمان کے خلاف جو جرم تھا اس کا ماحصل پڑھ لیا ہے۔ اور یہ جرم تحریک خلاف رولٹ ایکٹ۔ ہڑتال میں حصہ لینا۔ لیکچر دینا۔ لنگر خانوں کو امداد دینا اور اس میٹنگ میں شمولیت تھا۔ جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے۔ ان ہر دو معززیہ لیڈران کے خلاف جو شہادت تھی اس کو بھی ہم نے پڑھ لیا ہے۔ اور ہم نے فیصلہ کو بھی مطالعہ کر لیا ہے۔ اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ تمام کا تمام مقدمہ انصاف کو تمسخر آمیز بنا تا ہے۔ اور یہ محض زبان کے غلط استعمال سے ہی ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے افعال کو عزم جنگ قرار دیا جاوے۔ اور یہ بھی قابل بیان ہے کہ مقدمہ اور قید میں کس قدر اس کا نقصان ہوا۔ لالہ ہرکشن لال کہتا ہے کہ اس کا تاروں وغیرہ پر بارہ سو روپیہ خرچ ہوا اور بارہ ہزار روپیہ اپیل وغیرہ سے بھی بڑی رقم خرچ ہوئی ہے اور ابھی تک۔۔ تمام حساب کتاب مکمل نہیں ہوا۔۔۔ کاروبار کا نقصان کسی صورت میں بھی تین لاکھ سے کم نہ تھا۔ اس قدر روپیہ برباد ہونا خواہ لالہ ہرکشن لال کے لئے کچھ بھی نہ ہو۔ لیکن ہم کئی ایک کی حالت سے آگاہ ہیں جو ان نام نہاد عدالتی مقدموں میں کنگال ہو گئے۔

مسٹر سنتانم نے جو کہ دس سال سے لاہور میں بیرسٹری کر رہا ہے اور جو مستغیث علیہ کا وکیل تھا۔ ہم کو عدالتی کارروائی کا ایک پرانا تو ضیح

بیان دیا ہے۔اور بلا درخواست معافی ہم اس کے بیان سے ایک لمبا اقتباس دیتے ہیں۔ دس اپریل کی چشم دید گولہ باری۔اور دوسرے نتائج مارشل لا بیان کرنے کے بعد وہ یوں کہتا ہے کہ :۔

تاہم اس بے عزتی کا علم واحساس جس میں کہ ہر ایک ہندوستانی بلا امتیاز سوشل (مجلسی) پوزیشن (مراتب) پہنچا ہوا تھا۔اسی درد کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ جو کہ ایک انسان جوان غریب قیدیوں کی جو سینکڑوں کی تعداد میں گرفتار ہو چکے تھے۔اور مارشل لا کی عدالتوں کی طرف لئے جا رہے تھے۔ خستہ حالی دیکھ کر محسوس کرتا تھا۔ ایسا کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ کوئی قانونی امداد بہم نہیں پہنچتی تھی۔ اور اس میں شک نہیں کہ گورنمنٹ نے بوجہ انسانی ہمدردی کے (کم از کم انسان خیال کرتا ہے کہ ایسا ہوتا) ہر ایک عدالت میں ایک قانونی کونسل اُن لوگوں کے لئے مقرر کر رکھی تھی جو اپنی طرف سے وکیل نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن یہ سب کارروائی محض مصنوعی یا بناوٹی تھی۔کیونکہ ایسے مشیر قانونی کو ایک وقت میں دس یا پندرہ ملزموں کے مقدمات کی پیروی کرنی ہوتی تھی اور اس کے لئے بھی موکلوں سے مشورہ لینے اور اُن کے مقدمات کی تیاری کے لئے کوئی کافی وقت نہیں ملتا تھا۔ ان وکیلوں میں سے بعض نے میرے روبرو اس بات کو مانا ہے کہ کئی مقدمات میں ہر ایک ملزم سے مشورہ لینے کو ۵ منٹ کا قلیل عرصہ بھی نہیں ملتا تھا۔ اس سے پیشتر کہ اُن کو ایسے سخت الزاموں میں۔ جیسا کہ بادشاہ کے خلاف جنگ کرنا یا سازش باغیانہ۔ آتش زنی۔ قتل وغیرہ۔ اُن کے تحفظ کے لئے پیروی مقدمہ کی جاوے۔ عمل حسب معمول یہ تھا۔ کہ ملزموں کا ایک زمرہ جو اکثر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تیس، اور چالیس تک ہوا کرتا تھا۔ اور جس کو کبھی یہ نہیں بتلایا جاتا تھا کہ اُن پر کیا الزام ہے۔ اُن کو عدالت کے روبرو لایا جاتا تھا۔ اور اُن کا جرم اُن کو پڑھ کر سنا دیا جاتا تھا۔ اور وہیں اُس سے پوچھا جاتا تھا کہ اُن گواہوں کے نام بتلاؤ جن کو تم بطور شہادت صفائی کے بُلانا چاہتے ہو۔ اور اُس وقت اُن کو یہ بھی بتلا دیا جاتا تھا کہ گورنمنٹ اُن گواہوں کو حتی الوسع بُلانے کی کوشش کرے گی۔ لیکن اس بات کی ذمہ واری نہیں لیتی کہ اُن میں سے ہر ایک کو حاضر عدالت کیا جاوے۔ شہادت مدعی اُن کو کبھی نہیں سنائی جاتی تھی۔ اور نہ ہی اُن کو اس کی نقل لینے کی اجازت ہوتی تھی۔ ہر ایک ملزم سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا تمہارا اپنا وکیل ہے۔ اور اگر جواب نفی میں ہو۔ تو اُس کو کہہ دیا جاتا تھا۔ کہ سرکار کا مقرر کردہ مشیر قانون اُس کے مقدمہ کی پیروی کرے گا۔ اور اس کے بعد اس کو جیل لے جاتے تھے۔ تاریخ مقدمہ کی صبح کے ۹ بجے سے پیشتر اُن کو اپنے سرکاری مقرر کردہ مشیر قانون سے بھی ملنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ اور تاریخ مقدمہ اکثر الزامات سُنانے کے تین یا چار روز بعد کی مقرر ہوتی تھی۔ مجھے بتلایا گیا ہے۔ کہ بعض وقت سرکاری مشیر قانون کو اجازت دی جاتی تھی۔ کہ وہ صبح سات بجے سے لیکر ساڑھے آٹھ بجے تک ملزم سے مشورہ کر لیں۔ اور عموماً اس وقت ہی ملزموں کو پیش عدالت کیا جاتا تھا۔ اس بات کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ یہ رعایت کہاں تک مفید مطلب تھی۔ اگر ہم یہ مدنظر رکھیں کہ ان قانونی مشیروں کو روزمرہ دس بجے حاضر عدالت ہونا پڑتا تھا۔ اور روزمرہ ہی نئے ملزموں کے مقدمات کی پیروی کرنی ہوتی تھی۔ اور اس طرح سے وہ صرف ان ملزموں سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہی مشورہ کر سکتے تھے۔ جن کے مقدمات اُسی روز پیش ہوتے تھے۔

اِسے بھی یاد رکھئے کہ بیس یا تیس آدمیوں کے سخت الزاموں والے مقدموں کا ایک ہی دن میں فیصلہ کیا جاتا تھا۔ اور اس بات کو آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ان بیچاروں کے مقدمات کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ اگر یہ اُن لوگوں کی قسمت کا حال تھا جو اس قدر غریب تھے کہ وہ کسی وکیل کی خدمات حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ تو اُن لوگوں کی قسمت جو وکیل مقرر کر سکتے تھے اس سے کچھ اچھی نہ تھی۔ کیونکہ اگرچہ وہ خرچ کرنے کے لئے تیار تھے۔ مگر وہ مشیر قانونی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ جو اُن کے مقدمات کی پیروی کریں۔ پہلی مشکل جو درپیش تھی وہ یہ تھی کہ کسی کو اس بات کا علم نہیں ہوتا تھا۔ کہ کس دن کوئی ملزم پیش عدالت ہوگا۔ اور مجرم قرار دیا جاویگا اور اس احتمالی کی حالت میں اچھی قسم کے وکیل مقدمات کی پیروی کو منظور نہیں کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اُن کو علم نہیں ہوا کرتا تھا۔ کہ جس تاریخ کو مقدمہ پیش ہوگا۔ وہ اُن کو موافق بیٹھے گی کہ نہیں۔

دوسری مشکل یہ تھی کہ اکثر وکیلوں نے کسی نہ کسی بات میں پولیٹکل معاملات میں حصّہ لیا ہوتا تھا۔ اور ایسا کرنے والا گورنمنٹ کی نظروں میں خارج از برادری کا مصداق ہوا کرتا تھا۔ اور وہ (وکیل) ڈرے ہوئے ہوتے تھے۔ کہ شائد کل ہی ان کی گرفتاری کی باری نہ آجاوے۔ اور وہ کسی انقلاب پسند کے مقدمہ کی پیروی کر کے اُس منحوس دن کو جلدی بلانا نہیں چاہتے تھے۔ تیسری اور نہایت ہی ضروری دقت یہ تھی۔ کہ یہ عام خیال تھا کہ جو وکیل انقلاب پسندوں کے مقدمات کی پیروی کرتے ہیں وہ بذاتِ خود باغی اور انقلاب دوست ہیں۔ اور فقط اتنی بات ہی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کسی آدمی کو پنجۂ مصیبت میں پھنسانے کے لئے کافی تھی۔اس بات کو میاں محمد شفیع حال ممبر ایگزیکٹو کونسل وائسرائے کی کارروائی سے تقویت پہنچتی ہے۔میاں صاحب کو سیٹھ رام پرشاد کے ایک رشتہ دار نے روز سماعت مقدمہ کے لئے اپنا پیروکار مقرر کیا۔اور اس عہد و پیمان کے چند روز کے بعد میاں صاحب نے خلاصہ مقدمہ کو واپس کر دیا۔اور مجھے یہہ ایک نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو سبب اُس نے اُس وقت بیان کیا تھا۔یہ تھا۔کہ گورنمنٹ کے ایک اعلیٰ افسر نے مجھے یہاں تک اشارہ کر دیا ہے۔کہ میری طرف سے اس کام کا وقوع میں آنا گورنمنٹ کی نظروں میں پسندیدہ نہیں ہے۔اور یہ بات بیان کرنے کی نسبت زیادہ بہتر طور پر تصور میں لائی جا سکتی ہے۔کہ واقعہ اس کا جماعت وکلاء پر جو پہلے ہی کافی گری ہوئی ہے کیا اثر ہوا ہوگا۔میرا ذاتی تجربہ ہے کہ خواہ گورنمنٹ اس بات کے حق میں تھی یا برخلاف۔لیکن یہ صاف ظاہر تھا کہ پولیس جو اُس وقت اقتدار کمل رکھتی تھی۔وہ یقیناً اس بات کے خلاف تھی۔یہ خوش قسمتی تھی کہ مئی ۱۹۱۹ء تک میں خفیہ پولیس کی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کرا سکا۔لیکن ۲۸ مئی ۱۹۱۹ء کو مقدمہ لیڈران لاہور میں منجانب ملزمان لالہ ہرکشن لال و دیگران میں پیروکار مقدمہ ہوا۔اور تبدیلی مقدمہ اور بیرونی وکلاء کی امداد کی اجازت لینے کیواسطے شملہ گیا۔لیکن میری درخواست نامنظور ہوئی۔مگر میری طرف سے ایسا کام سرزد ہونا خفیہ پولیس کے لئے کافی (بہانہ) تھا۔کیونکہ جس وقت میں شملہ سے لوٹ کر آیا۔تو مجھے بتلایا گیا کہ میری غیر حاضری میں خفیہ پولیس باقاعدہ میرے گھر کے اردگرد گشت لگاتی رہی ہے۔اور یونہی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میرے گھر والوں کو ڈرا ڈرا کر غش زدہ کرتی رہی ہے۔ اُس وقت سے لیکر آج تک خفیہ پولیس باقاعدہ سایہ کی طرح میرے پیچھے پیچھے پھرتی رہی ہے۔ اور میرے حرکات و سکنات کی نگرانی ہوتی رہی ہے۔ اور یہ حال ہی کی بات ہے کہ ان کی یہ نامرغوب توجہ کسی قدر ڈھیلی ہوئی ہے۔

جو کچھ میں نے اوپر کہا ہے اُس سے یہ صاف ظاہر ہوگا کہ ملزم عملی طور پر بالکل بے پناہ تھے۔ اور گورنمنٹ اپنے اس مقصد میں کہ بلا مزاحمت وہ جھٹ پٹ ملزمان کو ملزم قرار دے سکے کامیاب ہوئی۔

اُس حکم سے جس میں بیرونی وکلاء کو رقبہ زیر مارشل لا میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ صرف یہ مراد تھی کہ وہ بے رحمیاں جو یہاں سرزد ہوئی ہیں۔ اُن کی حقیقت باہر والوں پر نہ کھل جاوے۔ اور یہ کہ اُس ہیبت ناک بے انصافی کے خلاف جو یہاں عدالتی کارروائیوں کی تہ میں کی جاتی ہے۔ اجرائے تحریک کے امکان کو رد کیا جاوے۔ ان مشکلات کو ملزمان کے قابل وکیل کرنے کے راستہ میں حائل کرنے پر قناعت نہ کرتے ہوئے عدالتیں اور بھی دو قدم آگے بڑھ گئیں۔ اور ایسی ایسی باتیں کیں جو کوئی عدالت خواہ سول خواہ فوجی جو معمولی انصاف کا بھی دعویٰ کرتی ہو۔ ویسا کرنے کی جرأت نہیں کریگی۔"

احکام وائسرائے عدالتیں لگانے والے حکام کو اختیار دیتے تھے کہ وہ جہاں بھی تحفظ عامہ کے مفاد کے لئے ضروری سمجھیں۔ وہ ایک عدالت با اختیار سمری جنرل کورٹ مارشل لگالیں۔ لیکن تمام مقدمات جو چاروں مارشل لا عدالتوں نے کئے۔ وہ بلا استثنا با اختیار سمری جنرل کورٹ مارشل یا جب کہ دوسرے الفاظ میں مشہور ہے۔ ڈرم ہیڈ کورٹ

مارشل سے فیصل ہوئے تھے۔ میں یہ بھی سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ یہ کورٹ مارشل کی عدالتیں محض افواج کے لئے جبکہ وہ عین میدان جنگ میں ہوں ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ وہاں فوجی ضروریات کے مفاد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قانونی باریکیوں کو ملحوظ نہیں رکھا جا سکتا ہے۔

جو وکیل پیروی مقدمہ کے لئے مقرر کیا جاتا تھا۔ اُس سے بہت ہی کم خوش اخلاقی کا سلوک کیا جاتا تھا۔ اور ان کو اس بات کا احساس کرا دیا جاتا تھا۔ کہ ایسا کرنے سے اُنہوں نے صرف تکلیف ہی اٹھائی ہے۔ نہایت ہی با دلیل درخواستیں نہایت ہی گستاخی سے نامنظور کی جاتی تھیں۔ اور بعض دفعہ وکیل پیروکار مقدمہ کی صاف ہتک کی جاتی تھی۔

ملزمان کی طرف سے عدالت کی کارروائی کی نقل لینے کی اجازت نہ تھی۔ صرف وکیل خود ہی کچھ تھوڑا سا نوٹ کر لیا کرتا تھا۔ درحقیقت اس قسم کی عدالت لگانے والے حکام کا ایک حکم تھا جو شامل رپورٹ ہذا کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو ضمیمہ الف۔

مقدمہ کی جو تحریریں عدالت لیتی تھی۔ وہ بذریعہ غایت غیر مناسب ہوا کرتی تھیں۔ کیونکہ شہادت مدعی اکثر زبانی ہی لی جاتی تھی۔ اور اکثر کر کے جرح کے سوالات کے جوابات کو قلم بند نہیں کیا جاتا تھا۔ اور خاص کر اُس حالت میں جبکہ وے کسی قدر ملزم کے حق میں ہوں۔ حالانکہ مدعا علیہ کا وکیل بار بار اس بات کی درخواست کیا کرتا تھا۔ اور وہ جواب جو کمشنر اکثر دیا کرتے تھے یہ ہوا کرتا تھا۔ کہ چونکہ وے بحیثیت سمری جنرل کورٹ مارشل بیٹھے ہیں۔ لہٰذا وہ کسی قسم کی تحریرات رکھنے کے لئے مجبور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ سوائے اُن چند یادداشتوں کے جو وہ اپنی خاطر ضروری سمجھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ آپ دیکھینگے کہ موجودہ مسلوں میں کئی ایک شہادت استغاثہ کے کئی صفحوں کے بعد جرح کی چند سطور ہونگی اور ان چند سطور میں بھی بیہودہ اور غیر ضروری جوابات مندرج ہونگے۔ مثال کے طور پر مراتب علی شاہ تھانہ دار کی گواہی پیش کرتا ہوں۔ جو اس نے مقدمہ لیڈران لاہور میں بطور گواہ نمبر ۲۹ دی تھی۔ تقریباً آدھ گھنٹہ تک اُس پر جرح ہوتی رہی۔ اور اگر یہ تمام قلمبند کی جاتی تو یہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ اگر کبھی بھی کوئی گواہ مکمل طور پر پاؤں سے صاف اُکھڑا ہو تو وُہ مراتب علی تھا۔ لیکن اصلی مسل میں صرف دو سطریں ہیں۔ اور اس آدمی کی شہادت پر ججوں نے دار و مدار رکھا ہے۔

جرح کے لئے کوئی مناسب یا معقول مواقع نہیں دیئے جاتے تھے پیروکار مقدمہ کو اکثر کہا جاتا تھا کہ وہ اپنی جرح کو چند سوالوں میں محدود رکھیں یا اُن پر وقت کی حد بندی لگا دی جاتی تھی۔ وکیل کے سوالات خواہ معقول ہوں خواہ غیر معقول اُس پر یہ پابندی لازمی تھی۔ اور سرکاری گواہوں کی کافی حفاظت کی جاتی تھی۔ اور جج ان کو اکثر کہہ دیا کرتے تھے کہ وُہ ان سوالوں کا جواب نہ دیا کریں۔ جو اگرچہ مکمل طور پر مقدمہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ مگر اُن کی ذات کے لئے قباحت آمیز ہوں۔ جج اکثر اُن گواہوں کو وکیلوں سے گستاخی سے پیش آنے کی جرأت دلاتے تھے۔

اکثراً جب ایک گواہ جرح کے نرغہ میں آجاتا تھا۔ اور جواب دینے میں اُس کو تامل کرنا پڑتا تھا۔ تو کمشنر اُن کو کہہ دیا کرتے تھے۔ اگر تم کو یاد نہیں ہے تو ایسا ہی کہہ دو۔ اور یہ اشارہ اکثر گواہ سمجھ لیا کرتے تھے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور ازاں بعد یہ جواب دیدیا کرتے تھے "مجھے یاد نہیں رہا" اور خصوصاً جو پناہ یورپین گواہوں کو دی جاتی تھی۔ وہ خاص طور پر ہی ہنسی خیز ہے جو سوال کہ اُن سے اس ارادہ سے کیا جاتا تھا۔ کہ وہ اپنے بیان کی خود ہی تردید کریں۔ تو یہ توہین شاہ خیال کیا جاتا تھا۔ عموماً اُس گواہ سے جس نے کسی واقعہ کی بابت اظہار دیا ہے۔ اُسی واقعہ کی دوسری تفصیل کے واسطے جرح کا سوال کئے جاتے تھے۔ تو وہ اس جواب میں پناہ گزیں ہوا کرتا تھا "صاحب مجھے یاد نہیں" اور بعد ازیں کسی کو اجازت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اُس کے حافظہ کو صحیح جواب دینے کی ترغیب دے۔ اور اگر تم سوال کر بیٹھو۔ تو جج فوراً بول اُٹھیگا کہ "کیا تم سنتے نہیں ہو کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے یاد نہیں ہے"

مندرجہ بالا امورات کا اظہار میں اُس عدالت کے اپنے تجربہ سے کہہ رہا ہوں جس میں آنریبل مسٹر لزلی جونسن پریزیڈنٹ تھے۔ اور لیڈران لاہور کے مقدمہ کا فیصلہ ہوا تھا۔

اختتام مقدمہ پر بحث کی بہت کم اجازت دی جاتی تھی۔ اور عموماً وقت کی قید لگادی جاتی تھی۔ اور قانونی اعتراضات نہایت ہی حقارت آمیز طریقہ سے نظرانداز کردیئے جاتے تھے۔ جب میں لیڈران گوجرانوالہ کے مقدمہ کی پیروی کے لئے اُس عدالت میں حاضر ہوا جس میں کہ آنریبل مسٹر جسٹس برو ڈوے پریزیڈنٹ تھے۔ میں نے ایک درخواست گذاری جس میں نے وہ تمام الفاظ قانونی پیش کئے۔ جواب پریوی کونسل میں پیش ہو رہے ہیں۔ پہلے تو عالم کمشنر نے میری عرضداشت سننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ میری درخواست کو برائے فیصلہ اُن حکام

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو بھیج دیگا جو عدالت بُلانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اور جب میں نے اس قسم کی روش پر اعتراض کیا اور اس سادہ مسئلہ کے واسطے میں نے آرمی ایکٹ (فوجی قانون) کی ایک دفعہ پیش کی۔ کہ جب ایک دفعہ عدالت لگ چکے تو عدالت لگانے والا صرف افسر انچارج ہی ہوا کرتا ہے۔ اور یہ عدالت کے اختیار میں ہے کہ وُہ ایسے سوالات کا خود فیصلہ کرے۔ تب اُس نے توہا وکر ہا مجھے دلیل دینے کی اجازت دی۔ لیکن مجھے کہہ دیا کہ وہ سات آٹھ نقاطِ قانونی پر جو میں نے پیش کئے تھے صرف آدھ گھنٹہ بحث کرنے کی اجازت دیگا۔

میرے اعتراضات ملحوظ نہ کئے گئے۔ تب میں نے بحث شروع کردی درمیان بحث میں سرکاری وکیل میری کسی بات پر اعتراض کرنے کیلئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ تب کمشنر صاحب جھٹ پٹ بول اُٹھے کہ "مسٹر ہربرٹ تم اعتراض کرنے کی ضرورت ہی کیوں محسوس کرتے ہو؟ اس سے محض اس کو اور وقت لینا ہوگا۔ اُس کو جو کچھ کہنا ہے کہہ لینے دو تاکہ ہم اس سے فارغ ہو لیں۔" آدھ گھنٹہ سے کسی قدر ہی زیادہ عرصہ کے اختتام پر مجھے کہا گیا کہ میں اپنی بحث ختم کردوں۔ کیونکہ مجھے صرف پانچ منٹ ہی اور دیئے گئے ہیں۔ مجھے مجبوراً اس بات کو منظور کرنا پڑا۔ اور عدالت نے دوسری طرف کو جواب دہی کے لئے بلانے کے بغیر ہی اپنا حکم سُنا دیا۔ اُن اعتراضوں سے جو میں نے پیش عدالت کئے۔ صرف چند ایک ہی کو سرسری طور پر لیا گیا۔ اور باقیماندہ کو نظر انداز کردیا گیا۔

جو مقدمات مندرجہ بالا حالات کے اندر فیصل کئے گئے وہ محض ایک

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نقل یا سوانگ کا سا معاملہ تھا۔ اور حقیقتہً انصاف کی نہ ہی کوشش کی گئی اور نہ ہی ہُوا۔ میرا اپنا اُن دو عدالتوں کا تجربہ جن کے روبرو میں پیش ہُوا تھا۔ بالکل درد انگیز اور حقارت آمیز ہے۔ اور میرا تجربہ اور بھی خراب اس وجہ سے تھا کہ مجھے ان دونوں مجلسوں کے سامنے ہائیکورٹ کے شانتی بخش کرہ میں پیش ہونے کا فخر حاصل ہو چکا تھا۔ جہاں کہ وُہ جانتے تھے کہ مَیں کم از کم قانونی خوش اخلاقی سے پیش آیا کرتا ہوں۔ میرا مارشل لا کا تجربہ میرے لئے ایک قسم کا چمتکارہ غائب تھا۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ وُہ جج جو ہائیکورٹ کے کرہ ہوا میں قانونی ادب و آداب کو نظر عزت سے دیکھا کرتے تھے۔ اور ملزم اور اُس کے وکیل کی بات سننے میں ایک معقول اور عمدہ توجہ دیا کرتے تھے۔ انہوں نے مارشل لا کے کرہ ہوائی میں تمام قواعد مجالس کو پرے پھینک دیا اور عملی طور پر اپنے تئیں ججی کے ناقابل ثابت کر دیا۔ اگرچہ وے اُسوقت موت اور زندگی کے سوالات کو حل کر رہے تھے۔

صرف لیڈر ہی گرفتار اور پیش عدالت نہیں کئے گئے۔ کئی دوسرے بھی مارشل لا کی کچہریوں میں پیش ہُوئے۔ اور کتنے ہی اور زیادہ کے مقدمات نام نہاد سمری عدالتوں میں پیش ہُوئے۔ ہمیں ایک سرگذشت دی گئی ہے۔ اُس سے پایا جاتا ہے۔ کہ ۴۶ آدمیوں کے مقدمات کمشنروں کے سامنے پیش ہوئے۔ جن میں سے آٹھ کو رہا کر دیا گیا۔ اور ساڑھے تین سو سمری عدالتوں میں پیش ہُوئے۔ اور اُن میں سے ایک سو دو کو رہا کر دیا گیا۔ چالیس کو گرفتار کیا گیا تھا۔ مگر قبل از پیشگی عدالت رہا کر دیئے گئے۔ لیکن اُن کو کئی روز تک حراست میں رکھا گیا تھا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور میعادِ حراست بعض صورتوں میں ایک ماہ سے بھی زیادہ تھی جیسا کہ مسٹر منوہر لال کی حالت میں۔

اسی طرح سے لاہور پر جس نے کوئی قصور نہیں کیا تھا۔ اور جس نے حکام کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی تھی۔ اور جس کے لیڈروں نے حکام کی تقاضائے انسانیت کے پورے درجہ تک خدمت کرنے کی کوشش کی تھی۔ مارشل لا جاری کر دیا گیا۔ اور یہ بھی ایک ایسے افسر کے زیر تحت جو اُن لوگوں کے لئے جو بدقسمتی سے اُس کے زیر حکم تھے۔ بالکل بے رحم۔ ظالم۔ بے پرواہِ جذبات و احساسات عوام ثابت ہؤا۔ ہر ایک قسم کی مذلت جو دماغ سوچ سکا۔ اُس کا لاہور کی سوسائیٹی کے ہر ایک درجہ میں استعمال کیا گیا۔

ہم خیال کرتے ہیں کہ جہاں تک ہم کو لوکل حالات کا علم ہے مارشل لا بالکل بے ضرورت تھا۔ اور نامناسب طور پر اس کو طول دیا گیا۔ اور بالکل بعید از انسانیت و بے رحمانہ طور پر اُس پر عمل درآمد کیا گیا۔ اور عہد مارشل لا میں جو بے انصافی سرزد ہوئی وُہ ناقابل بیان ہے۔ اور اُن عدالتوں کے توسل میں بھی جو مارشل لا کمشن یا سمری یا سول رقبہ کے افسر کی کچہریوں کے نام سے مشہور تھیں۔

۴۔ قصور

قصور ضلع لاہور کا ایک مشہور قصبہ ہے۔ اور لاہور سے تقریباً چالیس میل کے فاصلے پر ۔۔۔ عین لائن پر ایک مشہور ریلوے سٹیشن ہے ایک کافی بڑا تجارتی مقام ہے۔ اور اس کی آبادی چوبیس ہزار کی ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قصور میں ۱۰ اپریل کو کوئی ہڑتال نہیں ہوئی۔ دس تاریخ کو کوئی وقوعہ نہیں ہوا۔ لیکن گیارہ تاریخ کو مسٹر گاندھی کی گرفتاری اور ڈاکٹر ستیہ پال و کچلو کی جلاوطنی کی خبر علی الصبح قصور میں پہنچ گئی تھی۔ لہذا دن کا باقیماندہ حصہ میں ہڑتال ہوئی۔ اور شام کو ایک پبلک میٹنگ ہوئی۔ تقریریں اس قدر غیر مستثنیٰ تھیں کہ لیڈروں یعنی پیش رو وکلاء قصور کی تقریروں کے تعلق میں استغاثہ دائر کرنے کی پوری پوری کوشش کرنے کے باوجود ان میں کوئی ایسی بات نہ نکلی جو مجرمانہ قرار دی جاوے۔ ہم جانتے ہیں کہ سب ڈویژنل افسر مسٹر مارسڈن نے تقریروں والے نقطہ پر بہت محنت کی اور اپنی اُس شہادت میں جو آپ نے ہنٹر کمیٹی کے روبرو دی۔ یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ وکلاء نے اپنی غیر ذمہ دارانہ گفتگو اور رولٹ ایکٹ کو مناسب طور پر نہ سمجھنے کی غلطی کی وجہ سے ایک گروہ جوش پیدا کر دیا تھا۔ ہم نہیں جانتے ہیں کہ کسی نے دوران گفتگو میں رولٹ ایکٹ کی غلط تفسیر کی ہو یا نہ لیکن یہ ضرور ہے کہ قانون بنانے والی اور قانون پر عملدرآمد کرانے والی کونسلوں کے غیر مرغوب اور غیر ہر دلعزیز ایکٹوں کے بارے میں کسی قدر مبالغہ اور غلط تفسیری بدقسمتی سے ہر ایک سوسائٹی میں اٹل ہے۔ خواہ وہ سوسائٹی کیسی ہی مہذب اور سلیقہ دان کیوں نہ ہو۔

لیکن ہمارا یقین ہے کہ وکلاء زیر بحث ایکٹ کے بُرے نتائج کے بارے میں کسی قسم کی مبالغہ آمیزی نہیں کی ہے۔ جیسا کہ ہم نے ایکٹ پر بحث کرتے ہوئے دکھلا دیا ہے کہ اُس کے بُرے نتائج کو مبالغہ سے بیان ہی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ قانون مذکور۔ جہاں بھی کہ اُس کی عملداری ہوگی۔ عہد عدم قانون کی یاد قائم کریگا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۲ اپریل کو مکمل ہڑتال ہوئی۔ لوگوں کے جذبات اس روز گیارہ تاریخ کی نسبت بالکل مختلف تھے۔ ہنٹر کمیٹی کے روبرو جو شہادت ایک گواہ نے دی ہے۔ ہم اُس پر اعتماد رکھتے ہیں جو کہتا ہے کہ کچھ لوگ امرتسر سے قصور میں آئے اور انہوں نے وہاں کے واقعات کی ایک مبالغہ آمیز تصویر کھینچی۔ اور قصور کے آسانی سے دھوکا کھا جانے والوں اور بدمعاش لوگوں کے دلوں کو بھڑکا دیا۔ نکمے اور متوسط حالت کے لوگ جمع ہو گئے اور سٹیشن کو روانہ ہوئے۔ اور اُس کو جلا دینے کی کوشش کی۔ وہ آگ جو لیمپ روم سے شروع ہوئی تھی اُس کو بعض لیڈروں نے آسانی سے بجھا دیا۔ کیونکہ لیڈران ہجوم کے ارادوں سے آگاہی پا کر جھٹ میدان میں کود پڑے تھے۔ ہجوم اس کوشش میں قدرے ناکامیاب ہو کر سگنیل سٹیشن کی طرف گیا۔ جہاں کہ اُسی وقت ایک گاڑی آئی اور ٹھہری تھی۔

ہجوم نے سوڈا واٹر وغیرہ جو ایک خانہ میں تھا۔ سب باہر پھینک کر خانہ کو خالی کر دیا۔ کچھ یورپینوں کو دیکھ کر اُن پر ہتک آمیز حملہ کیا۔ اس کوشش میں بھی غلام محی الدین۔ جو قصور کا ایک مشہور وکیل ہے۔ اور اُس کے دوسرے دوستوں کے عین وقت پر پہنچ جانے اور مسٹر شیر بون۔ اُن کی بیوی و بچے ایک محفوظ جگہ میں لے جانے کی وجہ سے ہجوم ناکامیاب رہا۔ تاہم گاڑی بعد دو قیمتی جانوں کے آگے چل پڑی۔ وہ دو قیمتی جانیں دو انگریز سپاہی تھے۔ جب گاڑی سٹیشن پر پہنچی تو اُن سپاہیوں نے یہ سوچا کہ اُن کا بچاؤ بچ نکلنے میں ہے وہ گاڑی سے باہر نکلے۔ اور بعض اپنی حفاظت کے لئے انہوں نے چلاتے ہوئے ہجوم پر فائر کئے لیکن اُن کے فائر کر دینے نے ہجوم پر کوئی اثر نہ ڈالا۔ سوائے اس کے کہ ہجوم کا غصہ اور بھی بڑھ گیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور اُن دونوں بے گناہ انگریزوں کو گھونسے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ ہجوم کی تمام زیادتیوں میں کوئی ایسی وحشیانہ۔ بعید از انسانیت و بزدلانہ نہ تھی۔ جیسا کہ یہ دو سپاہیوں کا بلا وجہ مارا جانا۔

امرتسر میں جو ہجوم نے برتاؤ کیا وہ اگرچہ ناقابل تحفظ ہے۔ لیکن اُن کو ڈاکٹران ستیہ پال و کچلو کی گرفتاری کی شکل میں دو چند اسباب اشتعال دلانے والے تھے۔ اور ریلوے پل پر جو گولی برسی۔ وہ معاملہ کو طویل کرنے والی ثابت ہوئی ہم اُن زیادتیوں کو حد مناسب سے زیادہ مجرمانہ قرار نہیں دے سکتے ہیں۔ شرر انگیز ہجوم اپنے بے گناہ شکار کا خون پیئے ہوئے محکمہ مال کے دفتروں کی طرف روانہ ہوا اور اُن کو جلا دیا آخر پولیس نے جس کو اُن پر گولی چلانے کا حکم دیا گیا تھا اس ہجوم کو منتشر کر دیا۔ یہ قابل بیان ہے کہ کس طرح ہجوم کا جوش ہر ایک جگہ چند گھنٹوں میں دُور ہو گیا۔ قصور میں بھی چند گھنٹوں کے بعد خاموشی ہو گئی ان واقعات کے بارے میں ہماری اپنی جانچ پڑتال ظاہر کرتی ہے کہ جوشِ ہجوم صرف ایک یک لخت پیدا شدہ غبار جذبات تھا۔ کسی مجوزہ سازش یا باغیانہ سکیم کا نتیجہ نہیں تھا۔ حکام نے بلا تکلیف گرفتاریاں کیں مسٹر ہارسڈن کو دیسی سب ڈویژنل افسر کی جگہ تبدیل کیا گیا۔ اور ۱۶ اپریل کو مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا۔

مارشل لا کی عملداری کرنیل میک۔ اے کے ہاتھوں میں دی گئی۔ جس کے بعد کیپٹن ڈوٹن آئے۔ بعض باتوں کے لحاظ سے یہ دونوں افسر اپنے دوسرے بھائیوں سے کینہ دوزی۔ غیر ذمہ داری اور اُن لوگوں کے جو اُن کے احکام کے زیر اثر تھے۔ جذبات کی کامل بے پرواہی میں سب سے آگے بڑھ

CC0; Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لارڈ ہنٹر کی کمیٹی کے روبرو جو اُنہوں نے شہادت دی ہے۔ اُس میں سے کارروائی
کا ایک مجمع اختصار دیا جاتا ہے۔ پہلی گرفتاریاں ۱۶ ار کو شروع ہوئیں۔ ٹاؤن
ہال میں اعلان مارشل لا کی پریڈ ہوئی۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اجرائے مارشل لا
کے جتانے کے واسطے ہی بابا دھنپت رام کو۔ جو ایک بوڑھا اور پرانا معزز وکیل
ہے گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اُس کی عمر اُس وقت ۶۵ سال کی تھی۔ اور اُس کو لاہور
سنٹرل جیل میں ۴۶ روز تک رکھا گیا۔ اور اس بات کے جتلائے بغیر ہی
کہ اس کو کس لئے گرفتار کیا گیا تھا۔ پہلی جون کو چھوڑ دیا گیا۔ اُسی روز ۲۱ اور
گرفتاریاں ہوئیں۔ اگلے دن تین اور۔ پھر ۱۸ تاریخ کو چار اور ۱۹ تاریخ کو ۴۰
اور گرفتاریاں ہوئیں۔ کل ۱۷۲ آدمی گرفتار کئے گئے۔ ان سے ۹۷ کو بلا چالان
کرنے کے ہی چھوڑ دیا۔ ۷۵ آدمیوں میں سے جن کا چالان کیا گیا تھا ۵۱ کو سزا
ہوئی۔ گرفتار شدہ آدمیوں میں مولوی غلام محی الدین۔ مولوی عبد القادر بھی
شامل تھے۔ اور یہ وہ صاحب ہیں جو مسٹر شیرون اور اُس کی میم و بچوں کے
بچانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ اور اگر وہ گرفتار نہ کئے جاتے تو ہجوم کی
زیادتیوں کو مکمل طور پر ضبط میں رکھنے میں ضرور کامیاب ہوتے۔ اِن
لیڈروں کے گھروں کی بلا کسی ذرا بھی بہانہ ہونے کے تلاشی لی گئی۔ پہلی
مئی کو قصور کے تمام لوگوں کو سوائے مستورات و بچوں کے ریلوے سٹیشن
پر حاضر ہونے کا حکم ہوا۔ بلا خورد و نوش دو بجے تک اُن کو ننگے سر دھوپ
میں بٹھایا گیا۔ جیسا کہ لارڈ ہنٹر کے روبرو ایک گواہ نے کہا ہے۔ یہ عمل
بالکل بے سود تھا۔ اور جہاں تک شہادت جمع کرنے کا تعلق تھا اس سے
کوئی حقیقی نتائج نہیں نکلے۔ ہم کو قانون اور اُن طریقوں کا تجربہ ہے
جس سے شہادت بہم پہنچائی اور اُس کی آزمائش کی جاتی ہے +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور اس کے وثوق پر ہم کو اس بات کے کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے
کہ اس طرح کی صف آرائی کرنے سے ٹھیک ٹھیک شہادت حاصل کرنا ممکن
ہے۔ اور یہ کہ اس قسم کی حاصل کردہ شناخت کی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں
ہو سکتی ہے۔ ہمیں شبہ ہے کہ اس قسم کی پریڈ محض تمام قصبہ کو ذلیل کرنے
کے ارادہ سے کی گئی تھی۔ اور اس لئے کہ اُن کو خوف دلایا جاوے۔ کیونکہ
اکٹھا ہو چکنے کے بعد تلاش کنندوں کی پارٹیاں بھیجی گئیں۔ کہ وہ اس بات
کو دیکھیں کہ کوئی غیر حاضر تو نہیں رہا ہے۔ اور اُس حالت کا تصوّر میں لانا
کچھ مشکل نہیں ہے۔ جس میں کہ بے پناہ مستورات ان تلاش کنندہ پارٹیوں
کی موجودگی میں ہونگی۔

قصور میں اثنائے سماعت مقدمات میں چالیس آدمیوں کو بید لگانے
کی سزا ہوئی۔ کل ۱۰۷ بید لگائے گئے۔ اور وہ ستون جس سے باندھ کر
بید لگائے جاتے تھے۔ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ایستادہ کیا گیا تھا۔
سکول کے لڑکوں کو بھی سزائے تازیانہ دی جاتی تھی۔ خیال کیا گیا ہے
کہ ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر نے رپورٹ دی کہ اُس کے سکول کے لڑکے
گستاخ ہوئے جاتے ہیں۔ اور اُس نے فوجی امداد طلب کی۔ اس پر کمان
افسر نے تجویز کیا کہ کچھ لڑکوں کو بیت لگائے جاویں۔ لہذا اُس سکول اور
ایک دوسرے سکول کے لڑکوں کو ایک جگہ اکٹھا ہونے کا حکم دیا گیا۔ ہیڈ
ماسٹر مذکور کو چھ لڑکوں کو منتخب کرنے کا حکم ملا۔ اُس نے وہ لڑکے انتخاب
کئے جو باقی کلاسوں کے نہ تھے۔ اور جو جسمانی طور پر سزائے مذکورہ کے قابل
نہ تھے۔ لہذا کمان افسر نے اُن لڑکوں کو نامنظور کیا۔ اور مسٹر مارسڈن کو
لڑکے چننے کے واسطے کہا گیا۔ اور اس انتخاب میں صرف ... بھی ... تھا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ منتخب شدہ لڑکے دوسروں کی نسبت سزائے بید سہارنے کے زیادہ قابل تھے۔ سٹیشن کے دروازہ کے باہر دوسرے لڑکوں کے سامنے بید لگائے گئے +

لارڈ ہنٹر کے اس سوال کے جواب میں کہ اس سزا کا مقصد کیا تھا مسٹر مارسڈن نے بتلایا کہ کوئی خاص مقصد مدنظر نہیں تھا یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں مارشل لا کے کسی قاعدہ کی خلاف ورزی کا کوئی سوال نہیں تھا۔ کوئی تفتیش نہ تھی۔ کوئی کارروائی مقدمہ نہ تھی۔ یہ اختیارات کا خلاف قانون اور بے لگام استعمال تھا۔ اور یہ بھی قصور ہی کا واقعہ ہے کہ بازاری عورتوں کو سزائے بید کے دیکھنے کے واسطے بلایا گیا۔ (ب ۲۷۹)

سنتریوں نے دو آدمی بھی گولی سے ہلاک کر دیئے۔ جس میں سے ایک گونگا نکلا۔ اور اغلباً دونوں حالتوں میں گولی چلانا عمداً اور مستانہ وار تھا۔ ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر انسانی زندگی کی تقدیس کا خیال کیا جاتا تو اس پر انصاف کی حس غالب ہوتی۔ تو سنتری اپنی بندوقوں کا اتنا کھلا استعمال نہ کرتے۔ جتنا کہ ہم کو اندیشہ ہے کہ وہ کرتے رہے +

قصور وہ جگہ تھی جہاں فینسی سزائیں عام تھیں۔ مسٹر مارسڈن نے کہا ہے کہ جو کچھ واقع ہوا یہ تھا کہ کیپٹن ڈو۔ ٹن سماعت مقدمہ اور فیصلہ وغیرہ کی حسب دستور کارروائیوں سے گذرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ ہر ایک کام کو اختصاراً کرنا چاہتا تھا +

اس وہمی افسر نے جو جو سزائیں دیں۔ اُن کی مسلوں کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ وہ لوگوں کو وقت جانچنے اور سیڑھیوں پر چڑھنے کا حکم دیا کرتا تھا۔ تبدیلی کے طور پر کچھ سادھوؤں کو قلعی ملکر سفید کر دیا گیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کیپٹن ڈوٹن اس بات کے دیدہ دانستہ ہونے سے منکر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اُن سادھوؤں کو قلعی اُتارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اس سے اُن کو قلعی لگ گئی۔ ہم اس سمجھاوٹ کو بالکل نہیں مانتے ہیں۔ ہم اُن گواہوں کی چشم دید شہادت کو مانتے ہیں۔ جو کل عملی کارروائی کا بیان دیتے ہیں +

سزا کی ایک صورت تو یہ تھی۔ کہ ریلوے گدام گھر میں مجرموں سے بڑے بڑے گٹھڑے اُٹھوائے جاتے تھے۔ وہ لوگ جو ہر ایک گورے آدمی کو سلام کرنے سے چونک جاتے تھے اُن کو اگر سزائے تازیانہ نہ ہوتی تھی تو اُن کی ناک زمین پر رگڑوائی جاتی تھی۔ کیپٹن وڈ۔ ٹن اور مسٹر مارسڈن نے بتلایا کہ لوگ مارشل لا کو پسند کرتے تھے۔ اور ان سزاؤں کو دیکھ کر طبیعت بہلاتے تھے۔ نہ کہ خوف زدہ اور بے عزت ہوتے تھے۔ کیپٹن وڈ۔ ٹن نے اپنے واسطے لوگوں سے ایڈریس لیا۔ اور درحقیقت ہی بطور سزا کے ایک مسلمان کو اپنی تعریف میں نظم لکھنے کا حکم دیا +

آپ نے چھلانگیں مارنے کی بھی سزا دی۔ اس سزا میں سزا یافتہ کو بلا تھمنے کے بیس بار کودنا ہوتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ کم از کم بیس آدمیوں کو یہ سزا دی گئی +

مسٹر مارسڈن نے اس بات کی شکایت کی ہے کہ جو مبالغے لیڈروں نے کئے۔ اُن سے ایک یہ تھا کہ ایک ہندو وکیل نے کہا تھا کہ رعیت سرکار کی نظر میں غیر مسلح چوپاؤں کی مانند ہے +

وہ سزائیں جو ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں۔ اور وہ خفت جس سے لوگوں کے جذ بات کو دیکھا جاتا تھا۔ وہ وکلاء کے اُن الزاموں کو صاف

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ثابت کرتے ہیں۔ کیپٹن وڈ۔ ٹن نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ لوگ رضامندانہ طور پر غلام ہو رہے تھے۔ مسٹر چمن لال نے اصطلاح "رضامندانہ غلام" کی تفسیر پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کے معنے رضامند ہونا ہے اسی طرح سے کام کرنے پر تیار رہنا جس طرح تم چاہو" اس افسر نے اُن مقدمات کی سماعت کی جو کہ مذہبانہ سرشت کے تھے۔ اور سزائیں دیں۔ اور ایسے ہی طریقہ سے ایک مندر کی جائداد کے لگان کا فیصلہ کیا۔

اُس نے اُن لوگوں کو بھی سزائیں دیں جو اُس کی نظر میں مفسد اور سرکش تھے۔ وہ کہتا تھا کہ جو لوگ محض مفسد اور کھلم کھلا سرکش نظر آتے تھے۔ اُن کے لئے اُس نے مارشل لا سے تجاوز کرنے والی سزائیں تجویز کیں۔ کیونکہ مارشل لا کی سزائیں اُس کے خیال میں اُن کے لئے کافی نہ تھیں۔ صاحبزادہ سلطان احمد نے اُس سے پوچھا کہ کیا وہ ایسا کرنے سے جرنیل بنبیین کی ہدایات سے باہر تو نہیں جا رہا تھا۔ جس کا جواب یہ دیا گیا۔ کہ وہ سمجھتا تھا کہ اُس کو ایسا کرنے کا پورا پورا اختیار تھا۔

اُن لوگوں کے واسطے جن کو اُس نے بلا بھیجا تھا مگر وے حاضر نہیں ہوئے تھے۔ جماعت انتقام کو بھیجا گیا۔ اس قسم کا انتقام اشخاص متعلقہ کی جائداد جلانے پر مشتمل تھا۔ اُس سے پوچھا گیا۔ کہ آیا وہ ان امور کو مارشل لا کے کسی حکم کی رو سے جائز ثابت کر سکتا ہے۔ جواب میں کہا گیا۔ کہ ہاں وہ احکام مارشل لا کی رو سے اُن امور کو جائز ثابت کر سکتا ہے۔ پس اس طرح سے کئی غریب آدمیوں کی جائدادیں بلا وارنٹ برباد کی گئیں۔

قیدیوں کے مقدمات کی سماعت ہونے سے پیشتر ہی پبلک

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جگہوں پر پھانسی کا سامان تیار کیا جاتا تھا - اور یہ اس پیش بینی پر کہ جج ضرور سزائے پھانسی دینگے - ان پھانسیوں کو جہانتک ممکن ہو سکتا تھا مجمعے کے جائے فساد کے نزدیک قائم کیا جاتا تھا - دوران تفتیش میں یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ سب کچھ سر مائیکل اوڈوائیر کے حکم سے کیا جاتا تھا - لیکن اس سے پیشتر کہ احکام پھانسی پر عملدرآمد ہوتا - پبلک کے روبرو پھانسی دینے کی ممانعت کی گئی - ہم خیال کرتے ہیں - کہ اس کی وجہ وہ تحریک تھی - جو انڈین پریس میں اس دیدہ دانستہ پبلک شائستگی پر حملہ کرنے کے خلاف جاری ہو گئی تھی - اس طرح پھانسی دینا ہمارے دل میں سنجیدہ خیالات پیدا کرتا ہے - تمام صوبہ بھر میں ۱۸ آدمی مارشل لا کے مقدمات سے پھانسی دیئے گئے - اور کئی ایک اور کو بھی پھانسی ہوتی اگر وہ زبردست تحریک جو تمام ہندوستان میں جاری کی گئی نہ جاری ہوتی - اور اگر آنریبل موتی لال نہرو عین وقت پر ہمدردی بنی نوع انسان کے لئے مستعدی نہ دکھلاتے - اور سکرٹری آف سٹیٹ کے ساتھ بذریعہ کیبل خط وکتابت نہ کرتے - خوش قسمتی سے سکرٹری آف سٹیٹ نے دخل اندازی کی - اور وائسرائے کو حکم دیا کہ پھانسی کے حکموں کو ملتوی رکھا جاوے - ہمارا افسوس اور بھی رنج دہ ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ مارشل لا میں معمول کی عملی کارروائیوں کو نظرانداز کر کے بے ضبطگی کے ساتھ مقدمات فیصل کئے گئے - ہم کو کافی شبہ ہے کہ ان میں سے جن کو پھانسی دی گئی یا جن کے سر پر موت کا حکم ابھی منڈلا رہا ہے بالکل بے گناہ تھے یا ہیں +

دیدہ دانستہ امور کی نظر اندازی - اور گستاخانہ طور پر اس خیال

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی پیروی کرنے میں کوئی افسر بھی کرنیل میک رے سے آگے نہیں بڑھا اگر اس کا کوئی بھائی برادر جو مارشل لا کی عملداری میں انچارج تھا۔ اُس کے برابر بھی کوئی ہو تو اُس سے سبقت لے جانے والا کوئی نہیں ہوگا ہنٹر کمیٹی کے روبرو بیان دیتے ہوئے اُس نے کہا ہے :۔

کہ یہ شہر کئی گذشتہ سالوں سے بوجہ سڈیشن کے مشہور ہے اُس نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ وہ پہلے قصور کو نہیں جانتا تھا۔ لہذا سر چمن لال نے پوچھا کہ تم اپنے اس بیان کو کس بات پر مبنی کرتے ہو ؟

ج۔ یہ صرف گفت و شنید ہے۔

س۔ کیا تم کو کوئی ذاتی علم تو نہیں ہے ؟

ج۔ نہیں۔

س۔ آپ کیسے جانتے ہیں کہ یہ جگہ کئی گذشتہ سالوں سے بغاوت کے واسطے مشہور رہی ہے ؟

ج۔ میں اس سوال کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

س۔ تم یہ بیان ایک کی ذمہ واری کی نوشت میں افسروں کو دے چکے ہو۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس بیان کی بنیاد کیا ہے ؟

ج۔ میں اسے ایسا ہی چھوڑنا چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے لکھ دیا ہے۔

س۔ صحیح۔ تم اس کو ایسا ہی رہنے دو جیسا کہ تم لکھ چکے ہو۔ لیکن میں تمہارے بیان کی دلائل جاننا چاہتا ہوں۔ میں یہ سوال اس لئے کرتا ہوں۔ کہ اس بیان سے پہلے افسروں نے لکھا ہے کہ قصور میں دس تاریخ سے پہلے کوئی پولٹیکل تحریک نہیں تھی۔ اور جہاں تک

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پولیٹیکس کا تعلق ہے کوئی ایسا وقوعہ نہیں ہُوا تھا۔ لہذا میں تمہارے بیان میں یہ دیکھ کر حیران ہوں کہ یہ شہر کئی گزشتہ سالوں سے بغاوت کے لئے مشہور ہے۔ کیا اس پر بھی تم اپنے بیان پر مستحکم ہو؟

ج۔ میں اس سوال کا جواب نہیں دونگا۔

س۔ پھر تمہارا یہ بیان ہے کہ یہ شہر اُن وکلا کو پناہ دیتا ہے جو بوجہ گورنمنٹ کے خلاف خیالات رکھنے کے مشہور ہیں۔ کیا یہ بھی سُنی سنائی بات ہے؟

ج۔ ہاں۔

س۔ اور باقی بیانوں کی طرح کسی بیان پر مبنی نہیں؟

ج۔ ہاں۔

س۔ کیا تم بحیثیت عامل مارشل لا کے جانتے ہو کہ کئی وکلا نے ۱۳ تاریخ اور ایام مابعد میں امن و امان قایم رکھنے کے لئے حکام کو مدد دی۔ اور یہ کہ اُن میں سے ایک درحقیقت مسٹر شیر جون کو بچانے میں کوشاں دیکھا گیا؟

ج۔ بے شک۔

س۔ یہ جانتے ہوئے کہ کئی ایک وکلا نے جیسا کہ اوپر بیان ہُوا حکام کی مدد کی۔ کیا تم اب بھی اپنے بیان پر قایم ہو کہ وکلا گورنمنٹ کے خلاف خیالات رکھنے میں مشہور ہیں؟

ج۔ میں اپنے بیان پر قایم ہوں۔ مگر کہونگا کہ صرف گفت و شنید ہے۔

س۔ کیا تم اب اس پر قایم ہو؟

ج۔ میں تمہارے امور کو درست تسلیم کرتا ہوں۔

س۔ اگر وہ درست ہیں۔ تو کیا آپ اپنی بے تاملانہ نوشت پر قایم ہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یا اس کو قدرے نرم کرنے کو تیار ہیں؟

ج - اب مَیں تم سے سوال کرتا ہوں کہ کیا تمام وکلاء نے انسداد فساد میں کوشش کی؟

س - ٹھیک - لیکن مَیں یہاں تمہارے سوال کا جواب دینے نہیں آیا ہوں۔

ج - تو اچھا میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتا ہوں +

کرنیل میک رے نے بیان کیا ہے کہ آنحضور کے سوداگروں کی ہنڈیاں جو ہڑتال میں لوگوں کے ساتھ شامل نہیں ہوئے تھے - امرتسر کے سوداگروں نے ادا کرنے سے انکار کر دیا - کرنیل میک رے نے کہا کہ یہ بھی ایک گفت و شنید کی بات تھی - اور یہ کہ اس بات کی تائید کے لئے اُس کے پاس کوئی شہادت نہیں ہے - اس افسر نے حکم دیا تھا کہ مارشل کے نوٹس مشہور محرکوں کے گھروں پر لگائے جاویں +

سر چمن لال نے پوچھا کہ اس کی لفظ ایجی ٹیٹر (محرک) سے کیا مراد ہے جس کا جواب یہ ملا کہ یہ عام فہم انگریزی لفظ ہے +

س - لیکن تمہارا لفظ ایجی ٹیٹر سے مفہوم کیا ہے؟

ج - مَیں کچھ اپنے بیان میں کہہ چکا ہوں اُس کے خلاف کچھ نہیں کہنا چاہتا ہوں +

یہ غیر مہذبانہ گفتگو طویل عرصہ تک جاری رہی - ہم نے اس شہادت کے آنحضور کو اس لئے شامل رپورٹ ہذا کیا ہے کہ دکھایا جاوے کہ کم از کم کس لب و لہجہ سے اُس فرض اور ذمہ داری کو جو اُسے واجبا ادا کرنا تھا پورا کیا - اور اس کے تعلق میں گورنمنٹ نے اُسکو تحفظ میں لیا ہے اُس افسر نے احکام جاری کئے - کہ جس شخص کی دیوار پر لگا ہوا اعلان خراب ہو گیا اُس کی جائداد سے تاوان وصول کیا جاویگا - اُس نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اِس بات کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔ کہ آیا یہ حکم زبانی تھا یا تحریر شدہ۔ اور کہا کہ زبانی ہو یا تحریر شدہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ مشکل ہے۔ کہ وحشیانہ حکم اور گستاخانہ جواب سے کس کو زیادہ مجرمانہ خیال کیا جاوے ہم نے اصطلاح وحشیانہ اِس واسطے استعمال کی ہے۔ کیونکہ اعلان خراب ہونے کا انتقام اُس صورت میں بھی لیا جاتا تھا جبکہ اعلان کا خراب کنندہ کوئی دُوسرا شخص ہو۔ جیسا کہ ہم کو شہادت میں بتلایا گیا ہے۔ اور جب اُس سے یہ پُوچھا گیا۔ کہ آیا اُس کی رائے میں یہ حکم منصفانہ تھا تو جواب میں کہا گیا کہ ہاں منصفانہ تھا۔ اور یہ کہ وُہ اب تک بھی اسے منصفانہ حکم خیال کرتا ہے +

س۔ سکول کے طلباء کو تازیانہ لگنے کے بارے میں تم نے ہدایات جاری کی تھیں کہ چھ بڑے لڑکے سزائے تازیانہ کے لئے چنے جاویں؟

ج۔ بے شک عموماً +

س۔ اُن کی بدقسمتی تھی کہ وُہ اوروں سے اتفاقاً بڑے تھے؟

ج۔ البتہ +

س۔ چونکہ وُہ بڑے تھے اس لئے اُنکو تازیانوں کی سزائیں اُٹھانی پڑیں؟

ج۔ بلاشبہ +

س۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایسا کرنا منصفانہ تھا؟

ج۔ اُن حالات کے اندر میں ایسا سمجھتا تھا۔ اور اب بھی ویسا ہی خیال کرتا ہوں +

ہم نے ان دو افسرانِ زیرِ بحث کے جوابات سے صرف چند ایک ہی نمونے انتخاب کئے ہیں۔ حقیقتاً اُن کے جوابات غیر ذمہ داری

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور گستاخی کا ایک کافی مطالعہ ہیں۔ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ وہ حکام بالا جنہوں نے ان کی تقرری کی ہے۔ ان کی نسبت زیادہ قصوروار ہیں۔ شاید وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ لیکن وہ حکام جنہوں نے ان کو منتخب کیا۔ اُن کو یہ جاننا چاہیئے تھا کہ یہ لوگ اُن نوکریوں کے قابل بھی ہیں جن کے واسطے اُن کو لگایا جاتا ہے۔ جہاں تک کہ لوکل حالات کا تعلق ہے۔ اُن کی اچھی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی ہماری رائے ہے۔ کہ مارشل لا بالکل غیر ضروری تھا۔ اور اس پر بالکل غیر واجبانہ طریقہ سے عملدرآمد کیا گیا؛

۵۔ پتی اور کھیم کرن

یہ دو چھوٹے ریلوے سٹیشن ہیں۔ جو قصور سے چند میل کے فاصلے ہیں۔ کھیم کرن میں سٹیشن کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا اور تاریں کاٹی گئی تھیں۔ مسٹر مارسڈن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اور ظاہرا ادنےٰ جماعتوں۔ دوکانداروں۔ بدمعاش مزدوروں اور اس قسم کے اور لوگوں سے وقوع میں آئی تھی۔ اور پتی میں جیسا کہ مسٹر مارسڈن بیان کرتا ہے گاؤں کے بڑے بڑے لوگوں نے حکام اور پولیس کو امداد دی۔ اور بالکل امن رہا۔ اس پر بھی مارشل لا کا اثر ان دونوں گاؤں میں پوری شناخت سے محسوس کیا گیا ہے

۶۔ گوجرانوالہ

ضلع گوجرانوالہ کئی ایک وجوہات سے صوبہ کے نہایت ضروری اضلاع

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے ہے۔ خود شہر گوجرانوالہ اگرچہ ایک تیس ہزار کی آبادی کا چھوٹا سا قصبہ ہے مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی جنم بھومی ہونے کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ ایک مشہور ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ اور لاہور سے صرف ۴۲ میل کے فاصلے پر مین لائین پر واقعہ ہے۔ اس ضلع میں جو مقامات ہمارے نوٹس میں آئے ہیں وہ یہ ہیں۔ وزیر آباد۔ نظام آباد۔ اکالگڑھ۔ رام نگر۔ حافظ آباد سانگلہ ہل۔ مومن۔ ڈھابن سنگھ۔ مینساں والا۔ نواں پنڈ۔ چوہڑکانہ شیخوپورہ

گوجرانوالہ کو نومبر گذشتہ میں دو حصوں میں منقسم کر دیا گیا ہے۔ اور علیحدہ شدہ حصّہ کا نام شیخوپورہ ہے۔ لیکن رپورٹ ہذا کے واسطے ضلع کو بلاتقسیم شدہ خیال کیا جاویگا۔ اور اس طرح سے وہ ایک ہی افسر کے ماتحت ہوگا

یہ عام رائے ہے کہ گذشتہ اپریل کی ۱۳ تاریخ تک کوئی بے امنی کی علامتیں نمایاں نہ تھیں۔ یہ بات یہاں تک ٹھیک ہے کہ کرنل او برائین اس حالت عامہ میں ۱۳ تاریخ کو گوجرانوالہ سے انبالہ کو تبدیل کئے گئے اور وہاں اس کے دوستوں اور مداحوں کی طرف سے ایک ایڈریس بھی پیش کیا گیا۔ ہنٹر کمیٹی نے آپ سے سوال کیا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اگر اس کو یا حکام کو معلوم ہوتا کہ کوئی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ تو وہ یقیناً گوجرانوالہ سے تبدیل نہ کیا جاتا۔ بلکہ گوجرانوالہ میں رہتا۔ جیسا کہ حقیقتاً وہ فوراً واپس گوجرانوالہ میں بلایا گیا جبکہ مشکلات نمودار ہوئیں۔ ۳۰ مارچ کو گوجرانوالہ میں کوئی تحریک نہ تھی اور کوئی ہڑتال نہیں ہوئی تھی ۴ اپریل کو ضلع کی کانگرس کمیٹی نے ہڑتال کا سوال حسب معمول بہ تعلق پیغام مسٹر گاندھی زیر بحث لیا۔ پانچ تاریخ کو ایک بڑا عام جلسہ ہوا۔ جس میں رولٹ ایکٹ کے بارے میں چار بے مضرت ریزولیوشن پاس کئے گئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس جلسہ میں جو تقاریر کی گئیں وُہ باغور و تامل اعتدالانہ تھیں - تاہم کرنیل اوبرائن اس میٹنگ کی بابت بہت تشویش میں تھا - اُس نے گوجرانوالہ کے مشہور آدمیوں کو بُلا بھیجا - اور اُن کو متنبہ کیا کہ اگر کوئی ہل چل ہُوئی تو وُہ اس کے ذمہ وار ہونگے - اور اُنھوں نے ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس سے جو اس ملاقات کے وقت موجود تھے - کہا کہ اگر وُے پسند کریں تو میٹنگ میں شامل ہو سکتے ہیں - ۶ اپریل مکمل ہڑتال کے ساتھ چڑھا اور لوگ کیا جوان کیا بوڑھا سب دُعا اور برت میں شامل ہُوئے - بہت سے بیانات جو ہمارے روبرو ہوئے ہیں - وُہ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ حکام نے ہڑتال اور برت کے روکنے میں از حد کوشش کی اور گورنمنٹ یا اُس کی طرف سے ہڑتال روکنے کے لئے بہت زور دیا گیا ۔

دس تاریخ تک - جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے - بالکل شانتی اور خاموشی رہی - لیکن یکایک مسٹر گاندھی کی گرفتاری و اخراج از پنجاب و نیز ڈاکٹران ستیہ پال و کچلو کی گرفتاری اور جلاوطنی کی خبر گوجرانوالہ میں پہنچ گئی - اور ایسے ہی امرتسر اور لاہور کے دس تاریخ کے واقعات بھی پہنچے - اس پر عوام الناس اور لیڈروں نے دوسری ہڑتال کی مشورت پر غور کیا - اس دفعہ مندرجہ بالا گرفتاریوں کے خلاف اعتراض اور امرتسر و لاہور کی گولی باری کے شہیدوں اور زخمیوں سے ہمدردی ظاہر کرنا مقصود تھا لیڈران نے ایک حسب معمول مشورہ کیا - اور معلوم ہوتا ہے کہ کافی بحث کے بعد وُہ اس نتیجہ پر پہنچے - کہ ہرگاہ اس شانتی کے زمانہ میں ہڑتال مہلک ہوگی - اور وُہ لوگوں کی گرمجوشی کو قابو میں لا نہیں سکیں گے - لہذا اگر ہڑتال ہو - تو ہڑتال کنندوں کو مشغول رکھنے کی کوشش کی جاوے - اور اُنکی

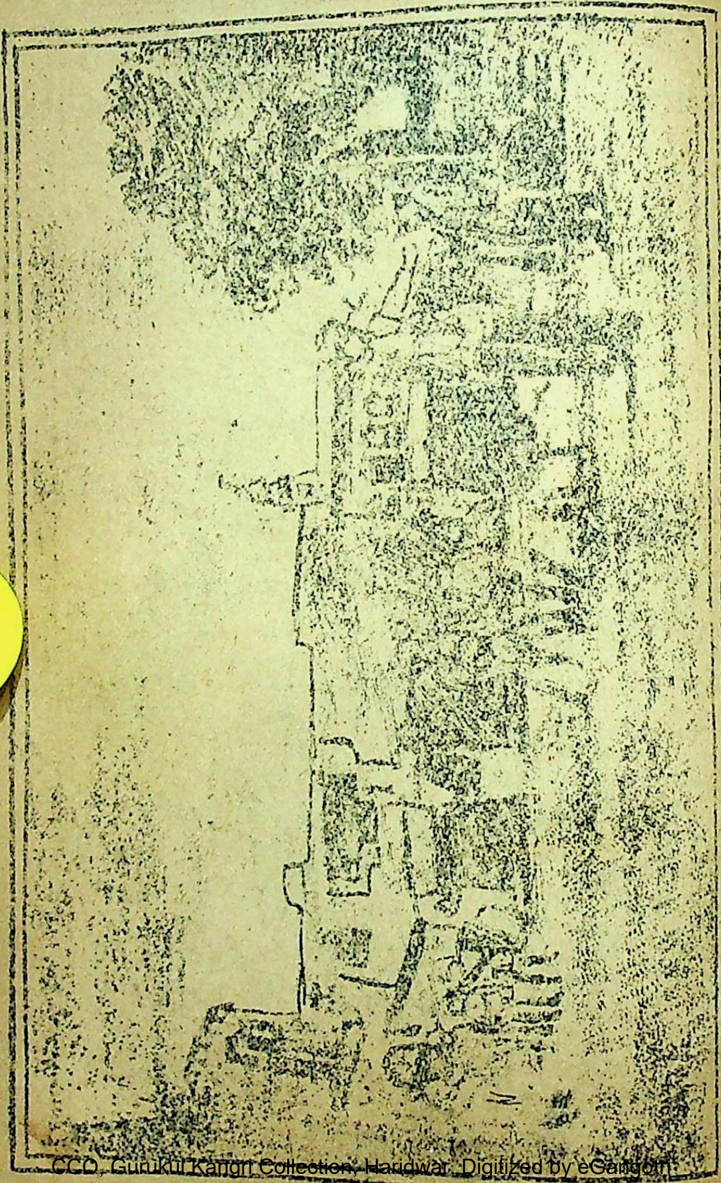
CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

توجہ کو ایک کھلے میدان میں جلسہ کر کے متوجہ کیا جاوے۔ حکام نے پھر بھی ہڑتال روکنے کی کوشش کی مگر بے سود اور ۱۳ تاریخ کو مکمل ہڑتال ہوئی۔

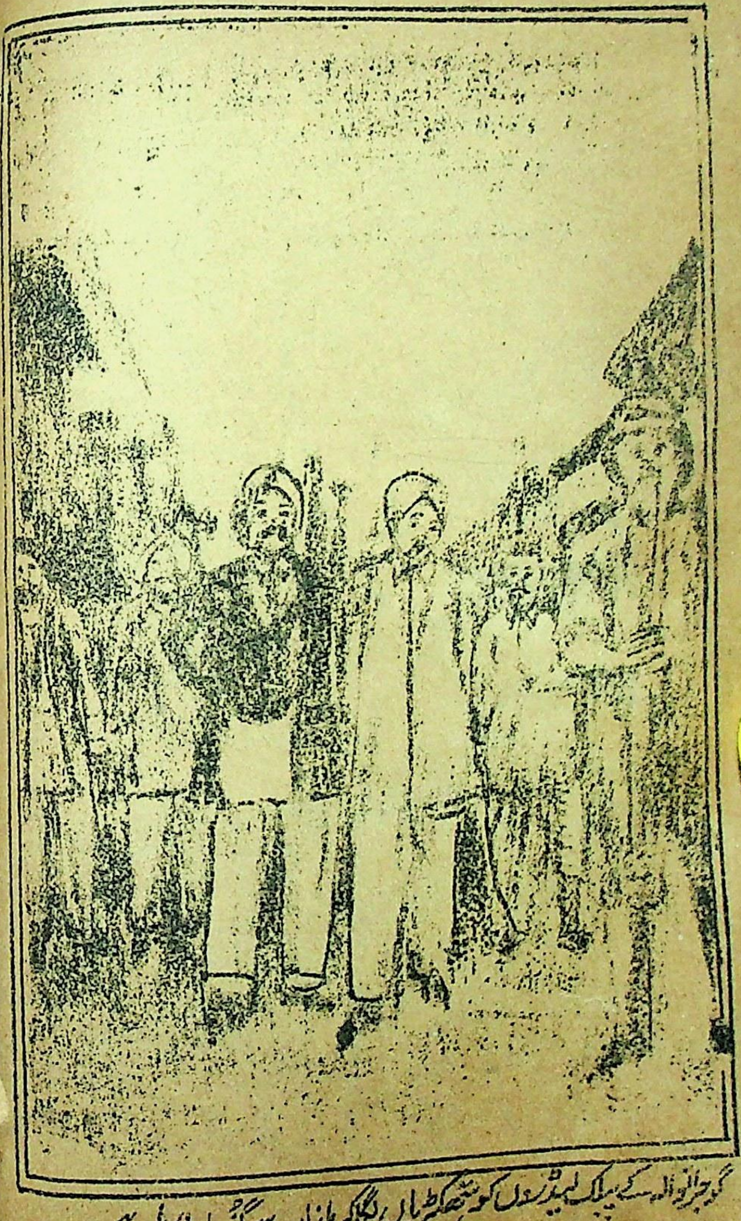
۱۳ اپریل و ایام مابعد میں بوجہ تعطیلات بیساکھی کے تیوہار بیساکھی منانے والوں کا ایک بڑا گروہ گوجرانوالہ میں آیا۔ جو کہ کسی وقت بھی شراب نوشی سے متنفر نہیں ہے۔ اور اس موقع پر تو بالکل ہی نہیں تھا۔ لہذا ۱۴ تاریخ کو گوجرانوالہ میں وہ تمام اجزاء جو ایک گروہ کو ناقابلِ ضبط بناتے ہیں نمودار ہونے لگے۔ یعنی یہ کہ تعجیلی جوش۔ من مانی کرنا۔ شراب نوشی افعال سرکار پر غصہ۔ دوسرے مقامات پر عوام الناس کی زیادتیاں اور بیکاری۔

علی الصبح یہ بات مشہور کی گئی۔ کہ ایک مردہ بچھڑا اسٹیشن کے نزدیک ایک ریلوے پُل پر آویزاں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جس نے بھی ایسا کیا اُس نے ایک نہایت ہی ناعاقبت اندیشی کی۔ اور ہندوؤں کے بدترین جذبات کو اُکسانے کے لئے کی۔ اس بارہ میں کئی ایک مسائل ہمارے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یہ پولیس کا کام تھا جو ہندو مسلم اتحاد کو نظر پسندیدگی سے نہیں دیکھتی ہے۔ اس بات کا گوجرانوالہ کے بیانات میں بھی انکشاف ہو چکا ہے۔ حکام مفسدوں کا کھوج نہیں لگا سکے ہیں۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ ایسا اُن لوگوں نے کیا جو ہندو مسلم دو شاخوں کی تفریق چاہتے ہیں۔ تاہم اس کا اندازہ درست نکلا۔ لوگوں نے صرف یہ سوچا کہ ایک مردہ بچھڑا کا آویزاں کرنا حکام کے اغوا سے ہوا ہے۔ اور زیادہ نہیں۔ جو کہ سؤر کا گوشت کسی شرارتی کا پھینکا ہوا ایک مسجد میں دیکھا گیا۔ اور اس عقیدہ نے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri



گوجرانوالہ کے پبلک لیڈروں کو ہتھکڑیاں لگاکر بازار سے گذرا جا رہا ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized b

لوگوں میں اور بھی اتحاد کی گہری گانٹھ لگا دی۔ لہٰذا ایک گروہ ریلوے سٹیشن کے پل کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس اثنا میں ایک ریل گاڑی جو لاہور سے وزیر آباد کو جا رہی تھی آ پہنچی۔ ایک خالصا مان نے جو اس گاڑی میں سوار تھا۔ ۱۳ تاریخ کی خونریزی کی خبر سنائی۔ اور گاڑی چھٹی منانے والوں سے بھری پڑی تھی۔ مجمع سے بعض گاڑی کو آگے جانے سے روکنے کے لئے تلے ہوئے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے گاڑی پر پتھر بھی پھینکے۔ پھر انہوں نے گردکل پل کو آگ لگانی شروع کر دی۔ تاہم یہ کوشش بے پرواہی سے بلا مقصود کی گئی۔ جبکہ یہ کام ہو رہا تھا گوروکل کا گورنر لالہ رتا رام۔ مسٹر لابھ سنگھ بیرسٹر۔ مسٹر دین محمد پلیڈر اور دیگر اصحاب آنے والے خطرہ کی بو پا کر موقع واردات کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک یورپین افسر اور چند سپاہی بھی ریلوے پل کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔ گوروکل کے عملہ نے مندرجہ بالا ہندوستانی سلیم الطبع اصحاب کی مدد سے آگ بجھا دی۔ یہ ایک انوکھی بات ہے کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا کہ آگ بجھانا پولیس کا کام نہیں تھا۔ بلکہ اُن کا فرض جائداد عوام کی حفاظت تھی (۲۸۲)

مجمع پھر کچے پل کی طرف جو سٹیشن کی دوسری طرف واقع ہے روانہ ہوا۔ یہاں مسٹر ہیرن سپرنٹنڈنٹ پولیس مجمع کو منتشر کر رہا تھا اس نے گولی چلانا مناسب خیال کیا۔ جس کا نتیجہ کئی ایک اموات ہوا اس اثنا میں راہبران شہر نے جو مجمع کو ضبط میں لائے اور لوگوں کو حدود شہر کے اندر رکھنے میں کوشاں تھے۔ ایک میٹنگ کی تجویز کی جو بالکل کامیاب ثابت ہوئی۔ اور شاید بالکل کامیاب ہوتی اگر ایک بدقسمتی کا

وقوعہ ظہور میں نہ آتا۔ اور وہ یہ تھا کہ زخمی آدمی جلسہ میں لائے گئے۔ اور قیاس چاہتا ہے کہ اس کا مطلب عوام کے جذبہ ہمدردی کو اُکساتا تھا یہ کوشش بالکل کامیاب ہوئی۔ میٹنگ برخاست ہوئی۔ اور ایک ہجوم سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ جو بدلا لینے پر تُلا ہوا تھا۔ قیمتی جائیدادیں یکے بعد دیگرے منہدم کی گئیں۔ جس میں گرجہ۔ ڈاکخانہ۔ تحصیل۔ کچہری اور ریلوے سٹیشن شامل تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پولیس محض تماشہ بینی ہی کرتی رہی۔ اور اُس نے آتش زنی کو روکنے کی بالکل کوشش نہیں کی۔ ان بیانوں سے جو ہمارے پیش نظر ہیں درحقیقت اس بات کو گوش گذار کیا گیا ہے۔ کہ پولیس نے آتش زنی کے لئے لوگوں کو برانگیختہ کیا۔ اور اُن بیانات میں جو شہادتیں ہیں وہ اس رائے کو نمایاں طور پر استحکام دیتی ہیں +

کرنیل اوبرائن گوجرانوالہ کو دوڑ بھاگ سے لوٹے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے لاہور کو ٹیلی فون دی۔ کہ فوراً ایک خالی دستہ بھیجا جاوے سرچمن لال سیتلواڈ کی جرح کے جواب میں کہ ایسا کرنے کے واسطے اُس کے پاس کیا اختیارات تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پندرہ تاریخ کو میں نے چیف سیکرٹری سے بذریعہ ٹیلی فون گفتگو کی تھی اور اُس کو میں نے کہا تھا۔ کہ اغلباً مجھے بعض امور عمل میں لانے ہونگے۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر وہ نیک ارادے سے کئے جائینگے تو بعد ازاں اُن کو قانونی طور پر جائز بنا لیا جاوے گا (سرچمن لال واڈ۔ لیکن یہ قبل از اعلان مارشل لا تھا۔ کرنیل اوبرائن۔ بے شک۔ سرچمن لال۔ تم نے اُس کو ٹیلی فون دی کہ تم کو بعض امور میں ایسا نہ کہہ سکینگے۔ اور تم نے خواہش ظاہر کی

کہ تمہاری حرکات قانونی طور پر جائز قرار دی جاویں گی۔ اگر وہ نیک ارادے
سے کی جاویں گی۔ اور اُس نے ایک کورا اپک جاری کر دیا۔ کرنیل اوبرائن
ہاں۔ عقل عامہ سے کام لو۔ تو تم کو یہ صحیح معلوم ہوگا)

اگر ان ڈمینٹی ایکٹ (قانون تحفظ حکام) کی پیدائش ایسی ہی ہے
تو ہم کو اس بات کے کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے۔ کہ یہ ناقابل تعریف
کام تھا۔ اور ہم ابھی دیکھیں گے کہ اس افسر نے کیا کچھ نیک نیتی سے کیا"
ہم تسلی سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ قیمتی جائیدادوں کی تلفی جس میں ایک
عبادت گاہ بھی شامل ہے ایک مستانہ اور ناحق فعل تھا۔ اور سپرنٹنڈنٹ
پولیس کا گولی برسانا۔ ایک مردہ بچھڑے کا ایک پل پر آویزاں ہونا بھی
آتش زنی کو جائز قرار نہیں دے سکتے ہیں۔ گولی برسانا اور خاص کر
مردہ بچھڑا کا لٹکایا جانا ایک سنجیدہ اشتعال کے وجود میں لانے کا
باعث ہوا۔ لیکن اپنی زیادتیوں میں وہ بریت کا دعوی نہیں کر سکتے۔

جب کرنیل اوبرائن لوٹا تو مجمع کا جوش و خروش گھٹ چکا تھا۔ وہ
پہلے مدد مانگ چکا تھا۔ اور یہ مدد ہوائی جہازوں کی شکل میں تین بجے آ پہنچی۔
جنہوں نے بالکل ہی معصوم لوگوں پر بمب گرائے۔ جہاں جہاں بمب گرائے
گئے۔ وہاں کسی جگہ بھی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی تھی۔ خالصہ بورڈنگ ہاؤس
پر بمب گرائے گئے۔ ایک طالب علم اس دردناک نظارے کو یوں بیان
کرتا ہے "ہم نے تین بجے بعد دوپہر ہوائی جہازوں کا شور سنا......
وہ بورڈنگ ہاؤس پر تقریباً دس منٹ تک منڈلاتے رہے......
یکایک ایک شور سنائی دیا۔ اور ایک سیل کا گولا گرا۔ جو ہمارے مٹھائی
فروش گنڈا سنگھ کو لگا......... اس کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے

نے میری ایک انگلی کو زخمی کر دیا۔ اور ایک لڑکا اس صدمہ کی وجہ سے دھم سے زمین پر گرا (۲۹۶/۲۴۰۸)۔

سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس نے ایک سرگذشت دی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہمارے سکول میں نہ کبھی کوئی پولیٹیکل جلسہ ہوا تھا اور نہ ہی اس کی اجازت تھی۔ ۱۴ اپریل کو کوئی بورڈر شہر نہیں گیا تھا۔ ہمارا بورڈنگ اور سکول شہر سے تقریباً نصف میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور سٹیشن سے ایک میل سے بھی زیادہ فاصلہ پر ہے (۲۹۶/۲۴۰۹)۔

اُس شہادت کے مطابق جو کیپٹن کاربری نے ہنٹر کمیٹی کے سامنے دی ہے۔ اُس کا حکم تھا کہ آنے جانے مجمع کو منتشر کردو۔ جہاں تک کہ خالصہ بورڈنگ ہاؤس میں بمب گرانے کا تعلق ہے کسی مجمع کی آمد و رفت نہ تھی۔ اور یہ محض خوش قسمتی ہی کی وجہ سے تھا کہ کوئی جان تلف نہ ہوئی افسر متعلقہ سے یہ دریافت کرنا کہ بمب کس طرح گرائے گئے اور کلدار توپیں کیسے چلائی گئیں خارج از دلچسپی نہ ہوگا۔ جب گولی چلنی شروع ہوئی تو لوگ اپنے گاؤں کو بھاگے۔ تو ان پر بمب گرائے گئے۔ مندرجہ ذیل مکالمہ ہنٹر کمیٹی اور افسر متعلقہ کے درمیان ہوا:۔

س۔ تم نے پہلے بمب گرائے۔ تو انہوں نے گاؤں کی طرف دوڑنا شروع کیا

ج۔ ہاں۔

س۔ یعنی گاؤں کے گھروں کے اوپر سے؟

ج۔ ہاں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ بعض گھر بھی نشانہ ہوئے۔

س۔ لوگ بھاگے جا رہے تھے۔ وہ منتشر ہو گئے اور بعض گھروں میں چھپ گئے؟

ج۔ ہاں۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

س۔ تم نے گاؤں میں کلدار توپیں چلائیں۔ اس طرح سے شہ... گاؤں والوں کی
اُن کو جن کو تم نے منتشر کیا۔ نشانہ گولی بنایا ہو بلکہ ... خاطر گولی چلائی۔
لوگوں کو بھی اور اُن کے اپنے گھروں میں۔ ... ں میں شامل

ج۔ میں معصوم لوگوں اور دوسرے آدمیوں میں تمیز نہیں کر سکتا اور میں ...
اُن لوگوں کو نشانہ گولی بنانے کی کوشش کی جو بھاگے۔ اور جن ...
بابت میں خیال کرتا تھا کہ نقصان پہنچانے کی خاطر رہے تھے۔

س۔ کیا بمب بازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ منتشر ہو گئے؟

ج۔ ہاں۔

س۔ وہ گاؤں میں بھاگ کر جا چھپے؟

ج۔ بے شک۔

س۔ کیا تمہارا مطلب پورا نہ ہوا تھا؟ گاؤں کے اندر کلدار توپیں بلا امتیاز چلانے کی کیا ضرورت تھی؟

ج۔ کلدار توپیں بلا امتیاز نہیں چلائی گئی تھیں۔ میں نے اُن لوگوں پر گولی چلائی جو بھاگ رہے تھے۔ جب میں نے سمجھا کہ مجمع منتشر ہو گیا ہے۔ اور دوڑ کر واپس گاؤں کو چلا گیا ہے تو میں نے ان پر گولی چلائی۔ اس افسر نے فرمایا کہ وہ دو سو فٹ کی بلندی پر تھا اور وہ بالکل اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا۔ اور اس سوال کے جواب میں کہ اس پر کلدار توپیں چلانے اور ان کو مارنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے تامل فرماتے ہوئے کہا ... زیادہ نقصان کرنے کی خاطر۔

س۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا مقصد اس مجمع کو نشانہ گولی بنانا یا مارنا تھا۔ اگرچہ بمب گرنے کے بعد وہ منتشر ہونے شروع ہو چکے تھے اور بھاگے جا رہے ...

Damage Page

نے میری ایک انگلی ...

زمین پر گرا ... مفاد کو مدنظر رکھ کر ایسا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے

سپرنٹنڈنٹ سے کہا تھا۔ کہ اگر میں لوگوں کو مارنے کی کوشش کروں گا تو

کہتا ہے۔ کہ جمع نہ ہونگے اور نقصان نہ کریں گے۔

پھر سر چمن لال نے پھر سوال پوچھا کہ کیا تمہارا مقصد ایک قسم کا اخلاقی اثر پیدا کرنا تھا۔ جس کا شانتی کے ساتھ جواب دیا گیا کہ "بالکل ٹھیک"۔ افسر مذکور نے پھر ایک دوسرے گاؤں میں کلدار توپیں چلائیں۔ وہاں اس نے لوگوں کے اس ہجوم پر گولی چلائی جو گوجرانوالہ سے اپنے گاؤں کو لوٹے جا رہے تھے۔ جو شہادت ہمارے سامنے ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ وہاں کوئی ایسا مجمع نہ تھا جیسا کہ افسر مذکور بیان کرتا ہے۔ بلکہ ان لوگوں کی ڈانواں ڈول پارٹیاں تھیں جو بالکل معصوم تھے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ وہ بالکل غیر مسلح تھے۔ گوجرانوالہ میں ہندوستانیوں کے گھروں میں گولی چلانے کی دلیل صرف یہ تھی کہ لوگ بازاروں میں نہ آویں۔ اور اس کے لئے ایک سو پچاس راؤنڈس ایک دیسی شہر میں چلائی گئیں۔ اور افسر مذکور نے اس بات کو صاف کرنے کے لئے کہ سر چمن لال اس کے مدعا کو سمجھ لے فرمایا۔ تم کو سمجھنا چاہیئے کہ گھروں میں گولی چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں دیسی شہر میں دیسیوں پر گولی چلا رہا تھا۔

ہماری رائے میں ہوائی جہازوں سے یہ تمام گولی چلانا بالکل ناقابل دلیل ... تھا۔ یہ کام اس وقت شروع ہوا جبکہ سر شوریدہ گروہ اپنے کار انہدامی کو ختم کر چکا تھا۔ اور مجمع منتشر ہو چکا تھا۔ لہذا اور زیادہ نقصانات روکنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ گولی چلانا اگر کینہ وری کے سبب نہ تھا۔ تو بے پرواہی سے ضرور تھا۔ اور مشینوں کے انچارج

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

افسران نے جیسا کہ اُن کے اپنے بیانوں سے پایا جاتا ہے۔ گاؤں والوں کی زندگیوں کو گھاس برابر سمجھا۔ اور لوگوں کو پریشان کرنے کی خاطر گولی چلائی۔ ضرر رسیدوں کی تعداد اُس فہرست کے مطابق جو اُن روئیدادوں میں شامل ہے جو ہمارے سامنے پیش ہوئی ہیں۔ یہ ہے کہ ۱۲ اموات ہوئیں اور ۲۷ زخمی ہوئے۔ اگر نقصان زندگی نہ ہوا تو افسران متعلقہ کا کوئی قصور نہ تھا۔ بلکہ بمب ہی نہ پھٹے تھے۔

اگر ۱۴ تاریخ کو گولی باری کا کوئی عذر نہ تھا تو ۱۵ کو شہر میں ہوائی جہازوں کو کام میں لانے کا بہانہ اور بھی نہیں تھا۔ کیونکہ اس وقت کرنیل اوبرائن ضرورت سے زیادہ فوجی امداد حاصل کر چکا تھا۔ اور یقیناً جتنی کہ اُس نے مانگی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہوائی جہازوں سے بمب گرانے کی سب سے پہلے سر مائیکل اوڈوائر کو سوجھی۔ خواہ وُہ اس بات کا موجد تھا کہ نہیں۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اُس نے اس فعل کو جائز قرار دیا۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ پنجاب کے لوگ ہوائی جہازوں کے بمبوں اور دوسرے بمبوں کے عادی نہ تھے۔ اس بات کو ضرور تسلیم کرنا چاہیئے کہ ہوائی جہازوں سے بمب گرانا اُس صورت میں ہی قرار دیا جاتا ہے جب کہ ایسا کرنے کی ضرورت ثابت ہو چکی ہو۔ یا خطرہ قرین الوقوع ہو۔ جس وقت ہوائی جہاز گوجرانوالہ میں پہنچے تمام خطرہ دُور ہو چکا تھا۔ ہوائی جہازوں کی محض موجودگی ہی کافی تحفظ تھا۔ گوجرانوالہ کی یورپین آبادی کسی خطرہ میں نہ تھی ایک واحد یورپین کی زندگی بھی تلف نہیں ہوئی تھی۔ بمب بازی کی کوئی بھی فوجی ضرورت ثابت نہیں کی گئی ہے۔ حکام کی شہادتوں سے پایا جاتا ہے۔ کہ بمب بازی کی مشق بے مزاحمت لوگوں پر کی گئی اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایسے وقت میں جبکہ جان و مال کے ڈراوے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اور جبکہ امرتسر
اور قصور کا تجربہ دکھلا چکا تھا کہ مجمع کا جوش و خروش اپنے ہی آپ کا (یعنی
کسی سازش سے تعلق نہیں رکھتا ہے) اور نادیر پا ہے۔ اور اس میں کوئی
استقلال نہیں ہے۔ ۱۵ ار کو بڑا امتیاز ان بیرسٹروں۔ وکیلوں اور دوسر
لیڈروں کی گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ جن میں سے بعض نے اپنے آپ
کو کافی خطرے میں ڈال کر ہجوم کے جوش و خروش دور کرنے میں حکام کو
مدد دی تھی۔ اور حکام کو بھی اس بات کا علم تھا۔ ان گرفتاریوں کے وقت
جیسا کہ کرنیل اوبرائین کے اظہاروں سے پایا جاتا ہے ان گرفتاریوں کو
جائز قرار دینے کے واسطے کوئی شہادت موجود نہ تھی۔ وہ بیان کرتا ہے
کہ یہ گرفتاریاں قانون تحفظ ہند کی دفعہ ۱۲ کے مطابق کی گئی تھیں۔ یہ
دفعہ صرف ایسی گرفتاریوں کا اختیار دیتی ہے جو اس قسم کے شبہ پر کی
جاویں جس کے لئے کافی دلیل ہو۔ ایک ہی ممکن قانون جو کرنیل اوبرائین
کے دل میں ہو سکتا ہے مندرجہ ذیل ہے:۔

"ان اختیارات کو عمل میں لاتے ہوئے جو قانون تحفظ ہند ۱۹۱۵ء
کی دفعہ ۱۲ (الف) کی رو سے حاصل ہوئے ہیں لفٹننٹ گورنر اپنے تمام
کمشنروں کو کسی ایسے آدمی کے گرفتار کرنے کا اختیار دیتا ہے جس کے برخلاف
دلیل پر مبنی شبہ موجود ہو۔ کہ وہ گورنمنٹ کے حکام کے برخلاف بغاوت
کو تقویت دے رہا ہو۔ یا تقویت دینے میں مدد کر رہا ہو۔" اگر یہ قانون
ہے جو اس کے دل میں تھا تو وہ بحیثیت ایک ڈپٹی کمشنر کے اس دفعہ کے ماتحت
گرفتاری کرنے کا اختیار نہیں رکھتا تھا۔ علاوہ ازیں یہ محض معنوں کی کھینچا تانی
سے ہے کہ ان لوگوں کو گرفتار کیا گیا جنہوں نے ڈپٹی کمشنر کی اس وقت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی واقفیت کے مطابق کوئی قصور نہیں کیا تھا۔ اس امر کو اُن شہادتوں میں جو ہنٹر کمیٹی کے روبرو ہوئیں۔ تسلیم کیا گیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ یہ لیڈران وہیں کے وہاں گرفتار کئے گئے اور اُن میں سے بعض کو کپڑے پہننے یا سر پر عمامہ باندھنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ دو دو کو ایک ہتھکڑی سے جکڑا گیا۔ ان گرفتار شدوں میں سے ۲۲ کو ایک زنجیر سے باندھا گیا۔ اور زیر نگرانی دو ممبران میونسپل کمیٹی جن میں سے ایک ہندو اور ایک مسلمان تھا۔ شہر میں سے کوئی دو میل چلایا گیا۔ اور بلا انتظام خوراک یا دیگر ضروریات زندگی اُن کو ایک کھلی گاڑی میں لاہور لے گئے۔ قیدیوں میں گوروکل کا گورنر متمرہ ۶۳ سال بھی شامل تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں ان ۲۲ کے گروہ میں شامل تھا۔ سب ایک ہی زنجیر میں بندھے ہوئے تھے۔ اور ایک ہتھکڑی میں دو دو تھے۔ ہم کو اس حالت میں عام بازاروں میں سے گذارا گیا۔ اور ہم کو ایک کھلی گاڑی میں لاہور لے گئے۔ ہم سے ایک کو حاجات ضروریہ سے فارغ ہونے کی بھی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ کہہ دیا جاتا تھا کہ جہاں وہ بیٹھا ہے وہیں حاجات ضروریہ سے فارغ ہولے۔ اور جب ہم لاہور پہنچے تو میں باقی ہمراہیوں کے بغیر جو میرے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ اور ساتھ ہی اُتر رہے تھے۔ قیدیوں کی گاڑی سے نکلنے کے ناقابل تھا۔ لہذا دوسروں کے اُترنے کی وجہ سے میں بھی زور کے ساتھ نیچے کو کھینچ گیا۔ اور بوجہ درد کمر کے مجھے بہت تکلیف ہوئی (۳۸۲/۳۸۸)

کرنیل اوبرائن سے پوچھا گیا کہ اُس نے لوگوں کو کپڑے تک پہننے کی کس لئے اجازت نہ دی تھی۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اُس کو گرفتاریاں ختم کرنے کی جلدی تھی۔ لہذا یہ معلوم کرنا معقول معلوم ہوتا ہے کہ کیوں اُس نے ان لیڈران کو ایک گاڑی میں سٹیشن کو نہ بھیجا۔ بلا مزاحمت

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ لوگوں کو دکھانا اور ڈرانا چاہتا تھا۔ کرنیل اوبرائن خیال کرتا تھا کہ محض گرفتاری ایک نہایت ہی مہربانی کا سلوک تھا۔

۱۶ اریخ کو مارشل لا کا اعلان کیا گیا اور اُس کے زیر اثر گوجرانوالہ کے لوگوں کو خفت۔ سزائے تازیانہ اور کئی طرح کی ذلتیں اُٹھانی پڑیں۔ لوگوں کو دوکانیں کھولنے کے لئے مجبور کرنے کو مندرجہ ذیل قابل توجہ حکم جاری کیا گیا۔

نوٹس زیر تحت مارشل لا رول نمبر ۲

چونکہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ جب فوجی یا پولیس کے لوگ بعض دوکانداروں کے پاس جو حدود میونسپلٹی کے اندر رہتے ہیں اشیاء خریدنے جاتے ہیں۔ تو وہ اپنی دوکانیں بند کر دیتے ہیں۔ یا فوجی یا پولیس کے سپاہیوں کو وہ مناسب قیمت پر اشیاء فروخت کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا حکم جاری کیا جاتا ہے کہ اس نوٹس کے اشتہار کے بعد وہ دوکاندار جو الزام مندرجہ بالا کے مرتکب ہونگے گرفتار کئے جاویں گے۔ اور مستوجب سزائے تازیانہ ہونگے۔

دستخط الیف۔ ڈبلیو۔ بر برجی۔ لفٹیننٹ کرنیل

کمان افسر ضلع گوجرانوالہ

مندرجہ ذیل نوٹس سے پتہ لگ جاوے گا کہ حکم سلام سے کیا مراد تھی جو اس قدر ہنٹر کمیٹی میں زیر بحث رہا اور ہماری شہادتوں میں بھی قابل امتیاز امر تھا۔

مارشل لا نوٹس نمبر ۷

ہم کو معلوم ہوا ہے کہ باشندگان گوجرانوالہ گزٹڈ کمشنڈوں اور ہز میجسٹی کے سول و فوجی افسران کی تعظیم نہیں کرتے ہیں جس سے گورنمنٹ کی عزت ضبط قایم نہیں رہتا ہے۔ لہٰذا میں حکم دیتا ہوں کہ ضلع گوجرانوالہ کے باشندوں کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان قابل عزت افسران سے جب کبھی بھی ملنے کا موقع ملے اُن کی تعظیم کیا کریں۔ جیسا کہ وُہ ہندوستانی امیروں اور بڑے آدمیوں کی عزت کیا کرتے ہیں +

جب کبھی وُہ کسی گھوڑے یا گاڑی پر سوار ہو تو اُس کو ضرور نیچے اُترنا چاہیئے۔ جس کے ہاتھ میں کھلا یا بند چھاتہ ہو۔ اُسے اس کو بند یا نیچے کر دینا چاہیئے اور ان تمام اشخاص کو اپنے دائیں ہاتھ سے سلام کرنا چاہیئے +

دستخط ایف۔ ڈبلیو۔ وائی۔ کیمپ بیل برائیگیڈ جنرل

کمان افسر ضلع گوجرانوالہ

کرنیل اوبرائن اس حکم کو ہندی رواج کی بناء پر جائز قرار دینے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر نہ ہی رواج اور نہ ہی دُور اندیشی ممکن طور پر ایسے حکم کو جائز قرار دے سکتی ہے۔ جو کہ اس قدر ذلیل اور رسوا کرنے والا ہے۔ جو شہادت ہمارے سامنے پیش ہوئی ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ اس حکم کے عملدر آمد میں سپاہیوں کو بھی سلام کرنا پڑتا تھا۔ اور سلام کرنے سے چوکنے کی سزا۔ سزائے تازیانہ تھی۔ اگر کوئی اُن کو سلام نہ کرتا تو اُس کی پیٹھ پر چھڑی سے دو تین ضرب رسید کی جاتی تھیں۔ حویلی رام ہلدی فروش کی دوکان کے بالمقابل ایک آدمی جو اعنبی تھا اور ہلدی خرید رہا تھا محض اسلئے پٹ گیا کہ وہ کھڑا نہیں ہؤا اور سپاہیوں کو سلام نہیں کی ہے۔ مگر اس نے سپاہیوں کو دیکھا ہی نہ تھا۔ کیونکہ بازار کی طرف اُس کی پیٹھ تھی (۳۰۵-۲۶۰-۲۹۳-۲۹۸ ۳۰۱-۲) طالب علموں کو روزانہ یونین جیک کو سلام کرنے کے واسطے جانا پڑتا تھا۔ اچھی پوزیشن کے آدمیوں سے بازاری نالیاں صاف کروائی جاتی تھیں جبکہ کمیٹی کا خاکروب اُن کو معاف کر چکتا تھا۔ (۳۰۴) لوگوں کو ہاتھ میں چھڑی رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ ریل گاڑی کا سفر کچھ عرصہ کے لئے بند کر دیا گیا صبح و شام ممانعت کا گھنٹہ بجنے لگا۔ اور بے چارگی کی حالت میں ہو گئے +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بعد ازاں مارشل لا کی عدالتوں اور سمری کچہریوں میں استغاثے پیش ہوئے اور ان کی بابت وہی رائے زنی مطابق حال ہے۔ جو امرتسر کے مقدمات کی بابت کی جا چکی ہے۔ اس بات کی کافی شہادت ہے کہ شہادتیں خود ساختہ تھیں بغاوت کے مسئلہ کی لارڈ ہنٹر کی کمیٹی کے سامنے عملی طور پر قلعی کھل چکی ہے۔ ایک ہی دلیل جو کرنیل اوبرائن پیش کر سکتا تھا۔ یہ تھی کہ بغاوت محکمانہ طور پر ثابت ہو چکی تھی تقریباً ہر ایک پبلک لیڈر گرفتار کیا گیا۔ وہ سلوک جو دیوان منگل سین اور اس کے خاندان کے ساتھ کیا گیا۔ کینہ وری کے ارادہ سے امرناتھ کے گھر کا خالی کروانا۔ اور ان لوگوں کی گرفتاری و حراست جو عدالت کے سامنے پیش نہیں کئے گئے۔ یہ سب ایک دیدہ دانستہ ظلم کی کہانی بناتی ہیں جو برٹش حکمرانی پر ایک دھبہ ہے۔

۷۔ وزیر آباد

وزیر آباد دوسرا مشہور سٹیشن ہے جو مین لائن پر گوجرانوالہ سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا مقام ہے جس کی آبادی تقریباً دس ہزار ہوگی ہر سال بیساکھی کے میلہ پر گردونواح کے اضلاع و قصبات سے لوگوں کے گروہ کے گروہ وزیر آباد میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ گذشتہ ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء کو یا ۶ اپریل کو کوئی ہڑتال نہیں ہوئی۔ لیکن جو مجمع گردونواح کے دیہاتوں سے آیا۔ وہ لاہور۔ امرتسر اور گوجرانوالہ کے واقعات کی خبر ہمراہ لایا۔ جو لوگ دوسرے گاؤں سے آئے تھے انہوں نے باشندگان وزیر آباد کو ہڑتال نہ کرنے پر طعنہ زنی کی اور کہا کہ چونکہ وزیر آباد والوں نے ہڑتال نہیں کی ہے۔ کوئی بھی ان کی لڑکیوں کا رشتہ نہیں لے گا۔ (۳۱۲/۴۳۴) لہذا ہڑتال کی ضرورت پر بچار کرنے کے لئے ۱۴ تاریخ کو مسجد میں ایک جلسہ ہوا۔ اور ۱۵ تاریخ کو ہڑتال ہوئی۔ لیکن ایسے شرارتی بھی موجود تھے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

جو محض کاروبار بند رہنے کو کافی نہ سمجھتے تھے۔ اور واقعات جن کی بابت وہ مبالغہ آمیز رپورٹیں سُن چکے تھے اُن کے سینوں میں کانٹوں کی طرح چبھ رہے تھے۔ لہٰذا وہ تار برقی کی تاروں کو کاٹنے اور ریل کی پٹڑیوں کو اُکھاڑنے کے واسطے روانہ ہو پڑے۔ اُسی وقت ان میں سے بعض محترم مسٹر بیلی کے گھر کی طرف روانہ ہو پڑے اور راستہ میں اُن سے اور بھی مل گئے۔ اس ہجوم نے دیدہ و دانستہ قابل عزت مسٹر بیلی کا گھر بمع اُس کے علمی خزانے کے جلا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پولیس موقع پر موجود تھی۔ لیکن اس نے اس نہایت غیر واجبی آتش زنی کے روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ کوئی جان تلف نہیں ہوئی۔ اس کار تباہی میں ایک بھی مشہور آدمی شامل نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وزیر آباد کے بعض مشہور آدمیوں نے مجمع کو زیادتیاں کرنے سے روکنے کی بھی کوشش کی جس میں وہ کم و بیش کامیاب ہوئے۔ پادری مسٹر بیلی کا مکان وزیر آباد سے دو میل اور نظام آباد سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک علیحدہ قطعہ زمین پر واقع ہے۔

اتنا کچھ تو مجمع کے اُن افعال کی بابت ہے جس کے لئے کوئی وجہ معقول نہیں ہے۔ ایک ہر دلعزیز اور بیگناہ پادری کے گھر کا جلانا ہجوم کے افعال کو اور بھی قابل افسوس و قصد دار قرار دیتا ہے۔ ہم اس فعل کی تہ میں کوئی خاص محرک بات نہیں معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ بات ضرور ہے کہ ہجوم جذبۂ خلاف اہل یورپ کے تحت میں ہو رہا تھا۔

کرنیل اوبرائن ہمراہی پولیس و فوج ۱۶ تاریخ کو وزیر آباد آ پہنچے۔ فوراً گرفتاریاں کی گئیں۔ اور گوجرانوالہ کی طرح تمام نمائش کی کارروائیاں وزیر آباد میں بھی ہوئیں۔

۸ لوگوں کو دربار منگایا گیا۔ جس میں کرنیل اوبرائن نے کہا:۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تم بے وقوف اور پاگل لوگو سنو! تم نے خیال کیا ہے کہ برٹش راج ختم ہو چکا ہے اب تمہارے پاگل پن کا بھی علاج کیا جاویگا۔ تمہارے پاگل پن کا نتیجہ ہمارے پاس موجود ہے۔ تم سب کو یہ معلوم رہے۔ کہ گورنمنٹ کا اختیار ہے۔ کہ کسی آدمی کی جائداد کو ضبط کرے اور اس کا گھر جلا کر زمین سے ملا دے۔ نہیں اگر وہ چاہے تو اس کو جلا سکتی ہے۔ لہذا سب سے پہلے اس کے ساتھ ہی حکم دیتا ہوں۔ کہ جمعیت سنگھ کی تمام جائداد گورنمنٹ ضبط کرتی ہے (۳/۴ ۱۳/۲۴) ؂

اگلے دن مارشل لا کا اعلان کیا گیا۔ لوکل آریہ سماج کا سکرٹری ڈاکٹر دولت سنگھ مارشل لا کی عملداری کو اس طرح بیان کرتا ہے :۔

مارشل لا کے نوٹس مختلف جگہوں اور عمارتوں پر چسپاں کئے گئے۔ یہ عموماً اُن جگہوں اور مکانوں پر چسپاں کئے جاتے تھے۔ جن کے ساتھ گرفتار شدہ آدمیوں کا واسطہ ہوتا تھا۔ کئی ایک مارشل لا نوٹس مندر آریہ سماج پر بھی لگائے گئے۔ حالانکہ آریہ سماج کا اُن واقعات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ میں خود ہڑتال کے خلاف تھا۔ اور اس تحریک میں میں نے کسی قسم کا حصہ نہیں لیا تھا۔ مگر مارشل لا کے نوٹسوں کو محفوظ رکھنے کا ذمہ وار ٹھہرایا گیا۔ اس لئے کہ میں آریہ سماج کا منتری تھا۔ مجھے نگرانی کے لئے دو خاص آدمی نوکر رکھنے پڑے۔ اور مجھے بذات خود کئی دفعہ نوٹس دیکھنے کے لئے جانا پڑتا تھا۔ تاکہ کوئی شرارتی اُن کو پھاڑ یا خراب نہ کر دے۔ کیونکہ حکام مارشل لا اس بات کا خاص لحاظ رکھتے تھے۔ کہ نوٹسوں میں کسی قسم کی خرابی یا دخل اندازی نہ ہو (۳۰۸/۴۲۲) کسی نوٹس کو اُتارنا یا خراب کرنا خلاف ورزی احکام مارشل تھی۔ اس جگہ میں رہنے والا۔ جس میں نوٹس لگا ہو اس بات کا ذمہ وار گردانا جاتا تھا۔

ڈاکٹر دولت سنگھ کو گرفتار کیا گیا۔ اور آریہ سماج کے رجسٹر بھی شامل کئے گئے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

اور ساتھ لے گئے تھے۔ وُہ دس دن زیرِ حراست رہا۔ اُس کو بعض اشخاص کے خلاف گواہی دینے کے واسطے کہا گیا۔ اور تقریباً تین تاریخ کو چھوڑ دیا گیا۔ ۷ تاریخ کو اُسے پھر گرفتار کیا گیا۔ وُہ بیان کرتا ہے کہ کس طرح اُس کے خلاف گواہیاں بنائی گئیں۔ اور کسی طرح اُس کو اپنا وکیل پیش کرنے کا وقت نہ دیا گیا۔ اور کیسے ایک نہایت ہی بودی شہادت پر اُس کو مجرم قرار دیا گیا۔ اور کیسے کرنیل او برائن نے فرمایا کہ چونکہ ”سوامی شردھانند اس تحریک میں حصّہ لے رہا ہے۔ تم بھی ضرور حصّہ لے رہے ہو گے“ (۳۰۸/۴۲۶)۔

آگے چلکر یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی یوُرپین کو سودا یا نظر نہ آنے سے سلام نہ کرتا تھا۔ تو اُس کی پگڑی سر سے اُتار لی جاتی تھی۔ اور اُسکے گلے کے گرد باندھ کر فوجی آدمی اُس کو خیمہ کی طرف کھینچے لے جاتے تھے۔ اور بعد ازاں یا تو اُس کو جرمانہ کیا جاتا تھا یا بید لگائے جاتے تھے (۳۰۸/۳۱۴)۔

ایک گواہ بیان کرتا ہے کہ اگرچہ اُس نے سلام کیا تھا مگر اُس کو سلام کرتے صاحب نے نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے اُس کو افسر زیرِ بحث کی جوتی کو چومنا پڑا۔ (۳۱۹/ب) یہ شہادت کئی ایک گواہیوں سے تصدیق ہو چکی ہے۔

مکھن باقاعدہ طور پر فوج کے لئے بلاقیمت اکٹھا کیا جاتا تھا۔ جب مکھن اکٹھا کرنا بند کیا گیا تو فوجی اخراجات کے لئے ایک روپیہ فی گھر وصول کیا گیا۔ (۳۱۴/ب) صرف بیوہ مستورات کو مستثنےٰ کیا گیا۔ گواہ مذکورہ یاد کرتا ہے کہ جب اس طرح سے جمع کردہ روپیہ ختم ہو گیا تو اور وصول کیا گیا۔ وہی گواہ کہتا ہے کہ اسکے علاوہ ۷ ہزار روپیہ بطور تاوان کے وزیر آباد سے وصول کیا گیا۔ اور یہ کہ خود میونسپل کمشنران نے اپنے اپنے علاقہ میں روپیہ اکٹھا کیا۔

۷ جون کو وُہ خود بھی گرفتار ہوا اور اُس کو صفائی کے گواہ دینے کے واسطے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صرف ایک گھنٹہ دیا گیا۔ جن کے پاس اسلحہ تھے۔ اُن کو اختیار دیا گیا کہ وُہ بلا تامل کسی ایسے مجمع پر گولی چلا دیں جو حدود قانون سے گذرے۔ جو شہادتیں ہمارے سامنے ہیں وُہ یہ بھی ظاہر کرتی ہیں کہ بعض لوگ گرفتاری یا جھوٹی گواہیوں سے بچنا چاہتے تھے۔ اُنہوں نے پولیس والوں کو کھلم کھلا رشوت دی۔ اور پولیس والوں نے قبول کی۔

فوج کے واسطے کئی چارپائیاں لوگوں سے لی گئیں۔ مگر نہ ہی اُن کی قیمت دی گئی اور نہ ہی وُہ واپس کی گئیں۔ (۳۱۰/۴۳۲) گوجرانوالہ کی طرح وزیر آباد میں بھی امتناعی وقتوں کا اعلان کیا گیا۔ اور سکول کے بچوں کو دن بھر میں تین دفعہ حاضری لگوانی اور یونین جیک کو سلام کرنا پڑتا تھا۔ ان کو سخت تکلیف ہوتی تھی ایک لمبا راستہ دوپہر کے وقت دُھوپ میں پیدل چلنے سے (۳۱۱/۴۳۴)۔

سردار جمیعت سنگھ کی جائیداد کی ضبطی کا حوالہ پہلے بھی آ چکا ہے۔ یہ جاننا کہ اس سے ٹھیک طور پر کیا مراد ہے۔ خارج از دلچسپی نہ ہوگا۔ اُس کا لڑکا اپنے بیان میں کہتا ہے کہ جب ڈپٹی کمشنر اور دوسرے افسر ہماری دوکان کے نزدیک آئے تو مجھے پتہ لگا کہ میرے باپ کے خلاف بھی وارنٹ نکل چکے ہیں۔ پولیس نے ہمارے رہائشی مکان کی تلاشی لی۔ اور میری موجودگی میں مستورات کو جھڑکا۔ پھر اُنہوں نے پُوچھا کہ جمیعت سنگھ کہاں ہے۔ یا اُس کو کہاں چھپا رکھا ہے (۳۱۱/۴۳۱)
اگرچہ پولیس کو لڑکے نے کہہ دیا تھا کہ وُہ جموں کو گیا ہُوا ہے۔ اُس کو برابر حیران کیا جاتا رہا۔ ۲۱ تاریخ کو ضبطی جائیداد کا حکم سُنا دیا گیا۔ اور چار عورتوں اور چھ نابالغ بچّوں کو جلدی سے گھر سے باہر کر دیا گیا۔ مستورات صرف وہی چند کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ جو کہ معزز پردہ نشین عموماً اپنے گھروں کی چار دیواری کے اندر پہنے رہتی ہیں۔ اور بچے اور بھی کم لباس پہنے ہوئے تھے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حقیقتاً کچھ بچے ننگے ہی صحن میں کھیل رہے تھے۔ اُن کو ویسے کا ویسا ہی گھر سے باہر
نکال دیا۔ اُس آدمی کا قبیلہ جو لاکھوں روپیہ کا مالک تھا۔ اور جو ہزاروں روپے سکولوں
کالجوں۔ دھرم سالوں اور دوسرے خیراتی کاموں میں دان دے چکا تھا۔ اور جو شہر
میں سینکڑوں آدمیوں کی ضرورت کے وقت مدد کر چکا تھا اُس دن بے گھر اور ضروریات
زندگی کا محتاج تھا۔ ($\frac{۳۱۱}{۱۲۲}$) صرف وہی لوگ جو جانتے ہیں کہ پردہ نشین مستورات
اپنے گھروں میں کیا کچھ پہنتی ہیں۔ اور جب باہر جاتی ہیں تو کیا کچھ پہنتی ہیں مستورات
کے گھروں سے نکالے جانے کی ستم کی زیادتی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سردار جمعیت
سنگھ وزیر آباد کا اوّل درجہ کا شہری ہے۔ اور سکھوں کا لیڈر ہے۔ جنہوں نے
دوران لڑائی میں قابل قدر کام کیا ہے۔ اور جس کو کمان افسر کی طرف سے خوش
نوذی کی سند بھی ملی تھی ؛

جونہی کہ سردار جمعیت سنگھ لوٹا۔ اُس نے اپنے تئیں سرکار کے حوالے کر دیا۔
یعنی ۱۲ اپریل کو۔ مگر ضبطی جائیداد کا حکم چار مئی تک منسوخ نہیں کیا گیا تھا۔ ہم
نے اُن تمام کاغذات کا جو اُس کے مقدمہ کے ہیں۔ اور جو دیگر مختلف تحریریں
ہم کو دی گئی ہیں سب کا مطالعہ کیا ہے۔ اس بارے میں ہم کو کسی قسم کا شک
نہیں رہا۔ کہ اُس کے برخلاف جو الزام لگایا گیا تھا وہ قطعاً غلط تھا۔ دیگر اُس کو
وہ کاغذ ہی نہیں دکھایا گیا جس پر یہ درج ہو کہ اُس پر الزام کیا ہے۔ اور اُس کا وکیل
اس بات کی معتبر نقل بھی نہ حاصل کر سکا۔ اور نہ ہی شہادت صفائی لی گئی سردار
صاحب کی عمر ۶۲ سال کی ہے۔ اور اُس کو ایک آنکھ میں موتیا بند ہے اُس کے
ساتھ ایک عام بدمعاشوں کا سا سلوک ہوا۔ اور اُس کو ایک تنہا کمرہ میں بند رکھا گیا
جو لوگ اس جگہ گرفتار کئے گئے اُن کے مقدمات باقی جگہوں کی نسبت
زیادہ چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اس بات کا کہ گواہیاں کس طرح

Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بنائی جاتی تھیں ایک واضح بیان ہے ۞

تمام لوگ ڈھول بجا کر تھانہ میں بلائے جاتے تھے۔ اور رجسٹر شدہ بدمعاش مخبر حوال کئے جاتے تھے۔ وہ آدمی جس کے خلاف پولیس والے مقدمہ کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ اُن لڑکوں کے سامنے لایا جاتا تھا جن کو پہلے شہادت دینا سکھایا ہوتا تھا۔ اور اس طرح بیچارے لوگوں کو پھنسا دیا جاتا تھا۔ یہی لڑکے بطور گواہ کمیشن کے سامنے پیش ہوتے اور یہ محض اُن کی شہادت پر تھا کہ لوگوں کو سزا دی جاتی تھی (۳۱۳/۴۴۴) ۞

۸۔ نظام آباد

نظام آباد ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو وزیر آباد سے بمشکل ایک میل ہوگا۔ اُس میں گھروں اور دوکانوں کی ایک مشترکہ تنگ سی گلی ہے۔ یہ جگہ دستی بنے ہوئے چھری کانٹوں کے واسطے مشہور ہے۔ جن کو آبائی پیشہ ور بالکل معمولی اوزاروں سے بناتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ کچھ آدمی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اُس مجمع میں شامل ہوئے۔ جن نے مسٹر بیلی کے گھر کو جلا دیا۔ لیکن جو سزا ان غریب دیہاتیوں کو دی گئی۔ وہ ان میں سے چند لوگوں کے قصور سے کہیں زیادہ تھی ۞

۱۸ اپریل کو گورے سپاہیوں کی ایک خاص گاڑی لاہور کی طرف سے آئی اور گاؤں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ سپاہیوں نے گاؤں کو گھیر لیا۔ اُنہوں نے دوکانوں کو لوٹا۔ آٹا۔ گھی۔ شکر نکال لیا۔ اور دیہاتیوں کو مجبور کیا کہ ان چیزوں کو اُٹھا کر گاڑی تک لے جاویں۔ دو ہفتہ تک لوگوں کو تھانہ میں حاضر ہونے کے لئے مجبور کیا گیا۔ جہاں اُن کو صبح ۸ بجے سے لیکر ۸ بجے شام تک دھوپ میں بٹھایا جاتا تھا۔ اور لوگوں کو اپنی دوکانیں بند کرنی پڑیں۔ گواہان نمبر ۳۲۴ و ۳۲۵

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۳۳۴ کی شہادت ظاہر کرتی ہے کہ کس طرح پولیس نے دھمکیوں اور بدنی سزا سے شہادتیں دلوائیں +

۹- اکال گڑھ

اکال گڑھ ایک ریلوے سٹیشن ہے جو وزیر آباد سے پرے وزیر آباد لائلپور شاخ پر واقع ہے۔ اس کی آبادی کوئی چار ہزار کے قریب ہے۔ یہ گاؤں مشہور دیوان ساون مل اور اس کے لڑکے مولراج۔ جو کہ سکھوں کے عہد کے آخری ایام میں ملتان کے حاکم تھے جا بجا کا جنم بھومی ہونے کی وجہ سے مشہور ہے +

گزشتہ اپریل کے دوران میں اکال گڑھ خاص میں کسی قسم کا فساد نہیں ہوا چھ تاریخ کو ہڑتال ہوئی۔ ایک پبلک میٹنگ ہوئی جس میں دیوان گوپالداس جو دیوان ساون مل کے خاندان سے ہے۔ پریزیڈنٹ بنایا گیا۔ ۱۴ تاریخ کو امرتسر لاہور کی گرفتاریوں اور واقعات کی بنا پر ایک دوسری ہڑتال ہوئی۔ تار برقی کی تاریں ۱۵ کو کاٹی گئیں۔ اس روز اکالگڑھ میں کوئی ہڑتال نہ تھی۔ یہ تاریں اکال گڑھ سے ایک میل کے فاصلے پر کاٹی گئی تھیں +

جہاں تک ہم سمجھتے ہیں یہ کام ہجوم یا کسی اکالگڑھ کے آدمی کا نہ تھا۔ جو ستارہ ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ تاریں اُن لوگوں نے کاٹیں جو وزیر آباد سے بیساکھی کے میلے سے واپس آرہے تھے۔ اور اکال گڈھ وزیر آباد سے ۲۳ میل کے فاصلے پر ہے +

تاہم ۲۲ تاریخ کو ڈپٹی کمشنر آیا۔ اور نہر کے پل پر ٹھہرا اور گاؤں کے معززین کو بلایا۔ اور اُن سے ڈاک بنگلہ کو جانے والی سڑک کی مرمت کا مطالبہ کیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ سڑک مذکور کی مرمت بہت جلد تمام نمبردار کے لوگ کریں۔ اور

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور اس طریقہ سے کہ صاحب بہادر کی موٹر گاڑی آسانی سے گذر سکے۔ لہٰذا لوگوں سے تقریباً دو ہزار روپیہ جمع کیا گیا۔ اور ایک میل سے زیادہ لمبی سڑک جبراً ڈپٹی کمشنر کی گاڑی گذرنے کے قابل بنوائی گئی۔ یہ تمام کی تمام رقم ایک ہی دن میں اس چھوٹے سے گاؤں سے وصول کی گئی تھی۔ لہٰذا یہ تاوان نہ صرف خلاف قانون اور اصولاً قابل اعتراض تھا۔ بلکہ اکال گڑھ جیسی غریب حالت جگہ کے لئے غیر ضمیرانہ طور پر سخت و بھاری تھا۔

گواہوں کو دھمکیاں دینا خرابی جو دو ماہ تک جاری رہی۔ وہشت پن ہوا کال گڑھ میں حکمراں رہی۔ یہ سب کچھ اُن شہادتوں میں جو ہمارے سامنے پیش ہوئیں مندرج ہے۔ جس میں یقین دلانے والی کافی وافی تفصیلات ہیں۔ ہم ان ہتک آمیز واقعات سے چند ایک بطور نمونہ بیان کرنا چاہتے ہیں:۔

نانک چند کو تھانہ میں بُلایا گیا۔ اور جھوٹی گواہی دینے کے واسطے کہا گیا۔ انکار کرنے پر اس کو آدھ گھنٹہ دھوپ میں رکھا گیا۔ اور اُس سے بدسلوکی کی گئی۔ اس کہا گیا کہ اگر وہ گواہی نہ دیگا تو نشانہ گولی بنا دیا جاویگا۔ جس پر اُس سے ایک بیان تحریر کروایا گیا۔ لیکن وہ کہتا ہے۔ کہ اُس نے عدالت میں سچی گواہی دی۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے۔ کہ اُس نے دوسرے آدمیوں سے ویسا ہی سلوک ہوتا دیکھا۔ لوگوں کو جبراً ڈاک بنگلہ پر اکٹھا کیا جاتا تھا۔ اُن کو افسران فوجی کے لئے بلا قیمت دودھ مُہیا کرنا پڑتا تھا۔ (۳۴۳ تا ۳۴۵)۔

متذکرہ بالا دیوان گوپال داس ۲۲ر اپریل کو گرفتار کیا گیا۔ دو مہینے تک اسکو جیل میں رکھا گیا۔ اور پھر عدم موجودگی شہادت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ مجھے اس لئے گرفتار کیا گیا کہ میں نے اُس روپیہ کے ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ جو ملک صاحب خان نائب افسر مال نے مجھ سے بذریعہ ذیلدار چودھری

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

غلام قادر اور سردار خاں کے بطور رشوت طلب کیا۔ جس اثنا میں میں جیل میں تھا۔ اُنہوں نے میرے رشتہ داروں سے پانچ ہزار کی رشوت میرے واسطے اور ایک ہزار کی رشوت میرے سالہ کے واسطے وصول کی (۳۴۰/۴۶۸) +

رام لال طالب علم جس کی عمر پندرہ سال کی ہے ۲۳ اپریل کو گرفتار ہو گیا۔ اور ۲ مئی کو رہا کر دیا گیا۔ لالہ گنیش داس پاسی اور اُس کے دو بھائی گرفتار کئے گئے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ کس طرح دو ہزار روپیہ کی رشوت لی گئی۔ اور اس پر بھی حراست میں رکھا گیا۔ اور کس طرح وہ آخر رہا کئے گئے۔ اور کس طرح ۲۳ مئی کو اس کی جائیداد اس بنا پر ضبط کر لی گئی کہ وہ ایک مفرور ہے۔ وہ کہتا ہے کہ باوجود اس کے رہا ہونے کے بھی اس کی جائیداد ۱۹ جولائی تک واپس نہیں دی گئی تھی (۳۴۶/ب) +

چودھری فضل داد نمبردار تھا۔ اور میونسپل کمیٹی کا وائس پریزیڈنٹ بھی تھا۔ اُس کا جرم ملزم کی طرف سے بطور گواہ پیش ہونا تھا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو اسی بنا پر گرفتار کیا گیا۔ وہ عدالت میں پیش ہوا اور پانسو روپیہ جرمانہ ہوا۔ ۲۶ مئی کو بلا سبب کرنیل اوبرائن نے اُس کو نمبرداری سے برخاست کر دیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ جو مزدور پیشہ جماعت سے نہ تھے۔ اُن سے صاحب افسر مال اور ذیلدار نے بلا اُجرت جبراً کام کروایا۔ ۱۸ سو روپیہ سے جو جبراً جمع کیا گیا تھا صرف سات سو یا آٹھ سو روپیہ ٹھیکیدار کو دیا گیا۔ وہ یہ بھی ازدیاد کرتا ہے کہ گاؤں کے تمام لوگ ڈاک بنگلہ میں جمع کئے گئے۔ کچھ کلدار توپیں اور کچھ دوسری توپیں ریلوے سٹیشن پر چلائی گئیں۔ اور لوگوں کو صاف کہہ دیا گیا کہ وہ ملزموں کی طرف سے بطور گواہ پیش نہ ہوں۔ اور استغاثہ کی طرف سے پیش ہوں جیسا کہ تھانہ دار کی خواہش ہو۔ لوگوں سے اُوپر ذکر شدہ توپوں کے چلانے کے خرچ کے واسطے ایک ہزار روپیہ اکٹھا کیا گیا۔ اور تار برقی کی تاروں کے نقصان کے واسطے ایک چھوٹی سی رقم جمع کی گئی (۳۴۰/الف) +

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۰۔ رام نگر

رام نگر کا گاؤں اکال گڑھ سے بڑا نہیں ہے۔ یہ دریائے چناب کے کنارہ پر اکال گڑھ سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ رام نگر میں کسی قسم کے نقصان کی رپورٹ نہیں کی گئی ہے۔ یہ ریلوے لائین پر نہیں ہے۔ مرحوم مہاراجہ رنجیت سنگھ کا محل بارہ دری اس میں تھا۔ ۶ اپریل کو یہاں ہڑتال ہوئی اور پندرہ کو پھر ایک نامکمل ہڑتال ہوئی۔ رام نگر میں کسی قسم کے نقصان کی رپورٹ نہیں ہوئی۔ لیکن اس بات کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ ۵ تاریخ کو ہز میجسٹی کا بُت بنا کر جلا دیا گیا تھا۔ اور راکھ کو دریا میں بہا دیا گیا تھا۔ ہم نے اس بیان کی نہایت توجہ کے ساتھ تفتیش کی ہے۔ کئی سو گواہوں سے جرح کے ساتھ پُوچھا گیا ہے۔ اگرچہ اس طرح حاصل کی ہوئی شہادت قائل کرنے والی۔ اور اس بیان کے رد کرنے کے واسطے قطعی تھی۔ لیکن پھر بھی یہ فیصلہ کیا گیا کہ عوام الناس کو کھُلے طور پر ہمارے سامنے آنے اور اس بات کے خلاف گواہی دینے کا موقع دیا جاوے۔ لہٰذا ۲۰ نومبر کو رام نگر میں ایک کھلے میدان میں ایک پبلک میٹنگ کی گئی جس میں اُن لوگوں کو جن کا یقین تھا کہ بادشاہ کا بُت بنا کر جلایا گیا تھا یا وُہ اس کی بابت کوئی واقفیت رکھتے تھے بلا دیا گیا۔ کہ وُہ پبلک یا پوشیدہ طور پر اظہار دیں۔ مگر ایک واحد شخص بھی پیش نہیں ہوا جو یہ بات کہے کہ بادشاہ کی اتنی توہین کی گئی تھی۔ ہماری تسلی ہو چکی ہے کہ یہ محض خود ساخت الزام تھا۔ اور جو بیانات ہم نے اکٹھے کئے ہیں ظاہر کریں گے کہ ۲۳ اپریل تک پولیس افسروں نے اس کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔ کرنیل او برائن نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے اور اس کا ہم احتیاط کے ساتھ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ کہ اس بات کی رپورٹ کی دیری کی وجہ پولیس کی دیگر کاروبار میں مشغولیت تھی۔ لیکن یہ بالکل نہ ماننے کے قابل ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

کیونکہ اس واقعہ کا ذکر کم از کم پولیس ڈائری میں تو ہونا ضرور تھا۔ اس معاملہ میں جس کو لیڈر قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ موجود تھا مگر اُس کو پہلے گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن رام نگر کے لوگ سب کے سب نہ صرف بوجہ بہتان مزدورانہ کام کرنے پر مجبور کئے گئے بلکہ اچھے سے اچھے لوگوں کو مجوزہ مقدمات کی تکالیف برداشت کرنی پڑی اور یہ مقدمات خود ساختہ گواہیوں پر مبنی تھے۔ اور جو عام مقدمات ملحوظ رکھی جاتی ہیں اُن کو بالکل نظرانداز کیا گیا۔

لالہ کرم چند کی عمر ۶۰ سال کی ہے۔ اور جو طبعاً ایک مذہبی شخص ہے۔ اور عملاً گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ وُہ خود بھی شکار ہُوا۔ اُس پر ۲۷ دوسرے مردوں کے ساتھ مقدمہ چلایا گیا سزایاب ہُوا۔

وہ ۱۸۷۷ء سے ۱۹۱۰ء تک محکمہ ڈاک خانہ و ریل میں سرکاری ملازم رہ چکا ہے۔ ۱۹۱۰ء کے بعد اُس نے تمام دُنیاوی معاملات کو ترک کر دیا۔ سال بھر سے ۶ ماہ وُہ ہر دوار میں گذارہ کرتا تھا۔ اور وُہ انکار کرتا ہے کہ نہ ہی کسی جلوس کی تجویز تھی اور نہ ہی کوئی بُت بنا کر جلایا گیا تھا۔ وُہ اس بات کو مانتا ہے۔ کہ ۱۵ اپریل کو چند لڑکے بازار سے گذرے جو چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ "ہے ہے رولٹ بل"۔ اور وُہ یہ بھی کہتا ہے کہ ۱۷ تاریخ کو ایک تھانہ دار رام نگر گیا اس نے تلمبند کیا کہ رام نگر میں صرف ہڑتال ہوئی اور کچھ نہیں ہُوا۔ ۲۲ تاریخ کو مال افسر رام نگر گیا اور ذیلدار سے صلاح کر کے اُس کو اور دوسروں کو اکال گڑھ کی تفتیش کے بہانے سے بھیج دیا۔ ۲۴ تاریخ کو ہتھکڑی لگائی گئی اور گوجرانوالہ کو بھیجے گئے اور ۱۶ مئی تک جیل میں رہے۔ ۱۹ تاریخ کو اُن کو اپنے گواہوں کے نام دینے کو کہا گیا۔ اور ۲۲ تاریخ کو پیشی ہوئی۔ جس کا نتیجہ وُہ کچھ ہُوا جو ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں۔ (صفحہ ۴۲۲)

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لالہ ہنس راج کہتا ہے کہ عبداللہ نمبردار رام نگر ۸ مئی کو اُس کے پاس گیا۔ اور اُس کو کہا کہ اگر وُہ دو سو روپیہ ادا نہ کریگا تو اگلے دن صبح ہی گرفتار کر لیا جاویگا۔ لیکن وہ اِس پر معترض ہؤا۔ وُہ بیان کرتا ہے کہ اگلی صبح کو عبداللہ نمبردار کا بھائی اور ایک جرائم پیشہ کا آدمی ہاتھوں میں لاٹھیاں لئے ہُوئے اُس کے دروازہ پر آ بیٹھے۔ جونہی کہ اُس نے دروازہ کھولا اُنہوں نے اُس کو پکڑ لیا اور کھینچ کر بازار کو لے گئے۔ لیکن اس پر بھی اُس نے روپیہ دینے سے انکار کیا۔ تب اُس کو جبراً تھانہ کی طرف لے گئے۔ وُہ بیان کرتا ہے کہ مجھے سرکاری گواہ بننے کا موقع دینے کے بعد کس طرح اُس کے اور دوسروں کے خلاف جھوٹی شہادتیں بنائی گئیں۔ گواہ مذکور ۱۵ کو وزیر آباد تھا۔ اور اکال گڑھ ۱۶ تاریخ کو پانچ بجے پہنچا تھا۔ لہٰذا جس وقت بُت کو رام نگر میں جلایا جانا بیان کیا گیا ہے۔ اُس وقت اُس کا کسی جلوس یا نمائش میں حصّہ لینا مادی طور پر ناممکن تھا (۴۱۶/۳۵۷)۔

لالہ گوبند سہائے و دیگر اشخاص اس بارہ میں ڈپٹی کمشنر کے پاس جانے کی جرأت کرنے کے جرم میں گرفتار کیئے گئے۔ اور ۱۱ جون کو وُہ تمام کارروائیاں جو لالہ سندر داس سے ہوئیں اُن کو بھی برداشت کرنی پڑیں۔ سید حکم شاہ سابق سٹیشن ماسٹر بیان کرتا ہے کہ اُس کے مقدمہ کی کہانی کس طرح تبدیل ہوتی رہی کس طرح وُہ اِتفاقاً اُس شام کو دریا کی طرف گیا اور کچھ بھی جلتے نہ دیکھا۔ اور ۲۲ مئی کو اُس کو مقدمہ میں گواہی دینے کے لئے کہا گیا۔ اور اُس کے انکار کی وجہ سے اُس سے بدسلوکی ہوئی۔ اُس کی محکمہ ریل میں ۲۷ سال کی ملازمت ہے (۲۴۲)۔

ہم محسوس کرتے ہیں کہ اکال گڑھ اور رام نگر کو بے عزّتی۔ عدم آزادی۔ نقصان مایہ و خطرہ آمیز پریشانی اُٹھانی پڑی۔ کیونکہ کرنیل اوبرائن اُن لوگوں کو ایک سخت سبق پڑھانے پر تلے ہوئے تھے۔ جنہوں نے اپنی عمر میں پہلی دفعہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قومی جاگرت کو محسوس کرنا اور کار عوامہ میں دلچسپی لینا شروع کیا تھا۔ جبر وتشدد کو محض ملک صاحب خاں کی موجودگی کی وجہ سے بڑھایا۔ حالانکہ وہ ایک نہایت ہی بعید از شبہ لوکل افسر تھے۔ اور جس کا نام اُن بیانوں میں جو ہم نے اکٹھے کئے ہیں ایک ممتاز درجہ رکھتا ہے +

۱۱۔ حافظ آباد

حافظ آباد اکال گڑھ سے پندرہ میل کے فاصلے پر وزیر آباد لائیل پور لائن پر واقع ہے۔ اور ایک کافی بڑا تجارتی مرکز ہے۔ اور اس کی آبادی پانچ ہزار سے زیادہ ہے +

ہڑتال کی سپرٹ لاہور و امرتسر میں دس تاریخ کی حکام کی کارروائیوں کے خلاف اعتراض کے طور پر تمام ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ پھیل رہی تھی اور حافظ آباد میں پہنچ چکی تھی۔ لہذا ۱۲ تاریخ کو ایک مکمل ہڑتال ہوئی۔ ایک گروہ جس میں زیادہ تعداد شرابی نکموں کی تھی۔ سٹیشن پھاٹک کے نزدیک اور سٹیشن سے ۳۰ گز کے فاصلے پر۔ اس گروہ نے ایک گاڑی کو کھڑا کر لیا۔ اور شوریدہ سری سے لفٹیننٹ ٹے ٹم پر حملہ کیا جو بمع اپنے چھوٹے لڑکے کے فسٹ کلاس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہجوم نے گاڑی کی تاکیوں کے شیشے توڑ ڈالے۔ اس اثنا میں مجمع کے بعض لوگوں نے اس وحشیانہ سلوک کے برخلاف آواز اٹھائی۔ اور اپنی زندگیوں کو خطرہ میں ڈال کر لفٹیننٹ کی حفاظت کی۔ لفٹیننٹ ٹے ٹم کی التجا پر ڈرائیور گاڑی کو دوڑا لے گیا۔ جو وزیر آباد میں صحیح سلامت پہنچ گئی۔ ۱۵ تاریخ کو ایک شرابی نے جس کا نام ٹوپ تھا۔ ایک سو کے قریب گروہ کو ہمراہ لیا۔ تاروں کو توڑا اور لوائنٹ مینوں کی جھونپڑیوں کو برباد کیا۔ ٹوپ کو زیر حراست

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لیا گیا۔ مجمع تحصیل تک اُس کے پیچھے تک گیا۔ اور تحصیل کی کھڑکیاں پتھر مار کر توڑ ڈالیں۔ ایک ہوائی فائر کرنے سے مجمع منتشر ہو گیا +

کرنیل اوبرائن ۲۲ اپریل کو حافظ آباد گیا۔ وہاں اُن سب باتوں کا اعادہ ہوا۔ جو اکال گڑھ اور دوسری جگہوں کی بابت بیان ہو چکی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام آبادی پریشان ہوئی۔ بہاری لال کپور مع اُس کے نوکر لڑکے کے گرفتار کیا گیا۔ گرفتاری کی بنا گاڑی پر حملہ کرنا اور وہ دلائل تھیں جو اُس کی شہادت میں مندرج ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ دو لڑکے اور ایک سرکاری آدمی اُس کے برخلاف بطور گواہ پیش کئے گئے +

ہرنام سنگھ کو اپنے لڑکے کو بچانے کے واسطے دو سو روپیہ کا جزیہ دینا پڑا۔ لیکن یہ بے سود گیا۔ کیونکہ لڑکے کو گرفتار کیا گیا۔ پیش عدالت ہوا اور قید کی سزا ہوئی (۳۹۶/ب) +

حکم دیوی بیان کرتی ہے کہ اُس کے لڑکے کو جیل میں جانا پڑا۔ کیونکہ وہ پولیس کو رشوت دینے کے لئے روپیہ حاصل نہ کر سکی (۳۹۸/ب)

رُلدو رام جو ایک وکیل کا منشی ہے۔ بیان کرتا ہے کہ کس طرح لیڈروں کو نقصان پہنچانے کے واسطے ذاتی فسادوں کو کام میں لایا جاتا تھا۔ اور یہ کارروائی اُن کے خلاف بھی ہوئی۔ جنہوں نے لڑائی میں قابل قدر کام کیا تھا۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ پولیس نے کس طرح شہادتیں ساخت کیں (۴۰۱/ب) +

سردار دیوان سنگھ سب ایڈیٹر کہتا ہے کہ سب سے پہلے چھ اشخاص کو جن میں سے سب کے سب قابل تعظیم آدمی تھے گرفتار کیا گیا اور ہتھ کڑی لگائی گئی۔ اُن کو نہیں بتلایا گیا تھا کہ اُن کے خلاف کیا جرم ہے۔ نہ ہی اُن کو کوئی دوسری اطلاع دی گئی تھی ۱½ ماہ گذرنے کے بعد اُن کے خلاف الزام گھڑے گئے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

استغاثہ کے جھوٹے گواہ حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو بدنی سزائیں دی گئیں اور بازار میں ناپاک اور خراب الفاظ اُن کے برخلاف استعمال کئے گئے۔ اُن کے ساتھ نہایت سختی کا سلوک کیا گیا۔ اور پولیس نے ہر طرح سے قابل عزت اشخاص کی ہتک کی اور اُن پر سختیاں ہیں۔ حضور وائسرائے کی خدمت میں استغاثہ کے جھوٹے گواہوں کی بابت تاریں دی گئیں لیکن اس پر نہ ہی کوئی توجہ کی گئی۔ اور نہ ہی کوئی تفتیش ہوئی۔ جب کرنیل صاحب کو علم ہؤا کہ ایسی تاریں دی جا رہی ہیں تو وہ پڑھی جانے لگیں اور انکاری ہونے لگیں۔ سمری کورٹ مارشل نے ایک واحد دن میں تمام وزیرآباد کے مقدمے فیصل کر دیئے۔ حافظ آباد کے مقدمات کے ملزم بڑے بڑے زمیندار۔ رئیس۔ ساہوکار۔ وکیل اور دُوسرے معزز لوگ تھے۔ جن کو عمداً بازاروں سے گذارا گیا اور اُن کی ہتک کی گئی ($\frac{۳۰۸}{۵۱۲}$)۔

لالہ رُوپ چند چوپڑہ۔ کرنیل اوبرائن کی بھرتی کی زبردست کارروائیوں اور مارشل لا کے مقدمات وغیرہ کا ایک مشرح بیان دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ معاملات کو اپنی تسلی کے مطابق نہ پا کر یعنی ۳۰ اپریل تک کافی آدمیوں کی گرفتاری نہ ہونے کی وجہ سے کرنیل اوبرائن نے پُرانے افسروں کو تبدیل کر دیا اور اپنی خواہش کے مطابق آدمی تعینات کر دیئے۔ ۳۰ اپریل کی شام کو نقارہ کی چوٹ سے اس بات کا اعلان کیا گیا کہ ہر ایک پگڑی باندھنے والا کل صبح تحصیل کے سامنے جمع ہو۔ اور اگر کوئی آدمی غیر حاضر رہا تو وہ نشانہ گولی بنا دیا جاویگا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اس نئی حکومت میں لوگوں کو سارا دن میدان میں بیٹھنا پڑتا تھا۔ اور اس عمل کا روزمرہ اعادہ کیا جاتا تھا ($\frac{۳۹}{}$)۔

سکول کے بچوں کی بابت وہ حکم جاری ہؤا جو دُوسری جگہوں میں نافذ کیا گیا تھا۔ کچھ گورے سپاہیوں نے دوکانوں سے اپنے واسطے مختلف اشیاء

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بلا ادائیگی قیمت لے لیں۔ یہ گواہ مسٹر اینڈرلوز کے ہمراہ انسپکٹر کے گھر گیا۔ اور تعزیری پولیس کا ایک تاوان کا واقعہ اُس کے نوٹس میں لایا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ دو سپاہیوں کو برطرف کیا گیا۔ اور ایک حوالدار کو درجہ سے گرایا گیا۔ مسٹر چوپڑا یہ کہہ کر اپنے بیان کو ختم کرتا ہے کہ وُہ ایکسفورڈ کا گریجوایٹ ہے۔ اور ۱۳ر سال تک انگلینڈ میں رہ چکا ہے۔ اور لنڈن کی انڈین ایمولینس کور کا ممبر ہے اور یہ کہتا ہے کہ اُس نے پولٹکل باتوں میں حصّہ نہیں لیا ہے۔ لیکن وُہ اپنی شہادت دینے کو اِس لئے آگے بڑھا ہے کہ وُہ غیر مناسب کارروائیاں جو لوگوں سے کی گئی ہیں۔ اُس کی چارہ جوئی کر سکے۔

لالہ بیلی رام کپور گرفتار کیا گیا اور معہ تین دُوسرے اشخاص کے ایک کمرہ میں جس کی وسعت ۱۲×۱۳ تھی۔ حراست میں رکھا گیا۔ وہی کمرہ سب کو حاجات ضروریہ کے واسطے بھی استعمال کرنا پڑتا تھا۔ اور چھ جون تک زیر مقدمہ قیدیوں کی حیثیت میں وہاں رکھے گئے۔ (ر۔ ۴۰۵/۵۴)

سردار سیوا سنگھ محکمہ جنگلات کا ایک ریٹائرڈ ہیڈ کلرک بھرتی کے طریقوں کا ظلم بیان کرتا ہے۔ وُہ اپنی گرفتاری یوں بیان کرتا ہے کہ ۲۱ر اپریل کو مجھے بلا وارنٹ گرفتار کیا گیا۔ ۲۷ر تاریخ کو وارنٹ لکھے گئے۔ اور مجسٹریٹ کے دستخط کروائے گئے۔ مجھے دو دن تک حافظ آباد کی حوالات میں رکھا گیا۔ جو نہایت گندی تھی اُس اکیلے کمرہ میں ۲۳ آدمی بھُس کی طرح بھر دیئے گئے تھے۔ جہاں بمشکل چار آدمیوں کی گنجائش تھی۔ ہم کو حاجات ضروریہ سے فارغ ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دفعہ ہم میں سے دو آدمیوں کو ہتھکڑی لگا کر باہر لایا جاتا تھا۔ کئی دفعہ ہم کو کمرہ کے اندر ہی پاخانہ پھرنا پڑتا تھا۔ ۲۳ر اپریل ۱۹۱۹ء کو ہم گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ جیل میں تبدیل کیے گئے۔ ۲۳ر کے تیئیں آدمی ایک ہی سنگل سے باندھے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گئے تھے۔ ہتھکڑیاں ہر ایک آدمی کے ہاتھوں میں ڈالی گئیں۔ وہ سلوک جو اُن سے اسٹاف نے ہمارے ساتھ کیا ناقابل برداشت تھا۔ ۲۳ر مئی ۱۹۱۹ء کو ہمکو واپس حافظ آباد برائے شناخت لایا گیا۔ میں وہ سلوک بیان نہیں کر سکتا ہوں جو پولیس نے ہمارے ساتھ حافظ آباد کو آتے ہوئے راستہ میں کیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل گوجرانوالہ نے صرف سات یا آٹھ کو اپنی روٹی کھانے کی اجازت دی۔ جب ہم کو گوجرانوالہ جیل سے ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے باہر نکالا گیا۔ تو جیلر نے تھانہ دار سے کہا کہ ان کو کھانا کھانے کی اجازت دے جو کہ بالکل تیار تھا۔ لیکن آخر الذکر نے انکار کر دیا۔ لہذا ہم کو دن بھر بھوکا رہنا پڑا۔ ۲۹ر مئی کو ہم لاہور لائے گئے۔ سرکاری وکیل کو کاغذات دکھائے گئے جس نے اس مقدمہ کو واپس کرایا۔ کیونکہ ہمارا گناہ خفیف سمجھا گیا۔ ۴ر جون کی شام کو مسٹر ویس ہمارے پاس آیا۔ اور شہادت صفائی طلب کی۔ ہماری متواتر التجاؤں کے باوجود ہمارے خلاف جو الزام تھا اُس سے ہم کو آگاہ نہ کیا گیا۔ اور نہ ہی ہمارے خلاف گواہی دینے والوں کے نام بتلائے گئے۔ سماعت مقدمہ کے لئے ۶ر جون مقرر ہوا۔ جس سے ہم کو ڈیفنس کی تیاری کے واسطے بہت ہی کم موقع ملا۔ ہم نہ ہی اپنے رشتہ داروں کو اطلاع دے سکے اور نہ ہی کسی وکیل کی خدمات حاصل کر سکے۔ میرے صفائی کے گواہوں میں سے ایک ڈاکٹر ادریک سنگھ ہے جو اسسٹنٹ سرجن ہے اور شملہ میں تھا اس کو بلایا نہ گیا۔ جرح کرتے وقت ڈاکٹر دولت رام نے مانا کہ میری اُس سے ان بن تھی۔ دوسرے سرکاری گواہ پولیس کے ڈر سے پیش ہوئے۔ میرے صفائی کے گواہوں نے جو سب کے سب معزز لوگ تھے اس بات کی شہادت دی کہ میں بوجہ تکالیف چشم بستر پر رہا ہوں اور گھر سے باہر جا نہیں سکتا تھا۔ میری عمر اس وقت ۶۰ سال سے زیادہ ہے۔ میں نے کبھی بھی کسی پولٹیکل میٹنگ میں حصہ نہیں لیا تھا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مسٹر ویس نے کرنیل اوبرائین سے مشورہ کرنے کے بعد پانسو روپیہ کا جرمانہ کیا۔ میرے رحم کی درخواست ابھی تک بے توجہ پڑی ہے۔ یہ سب کچھ پولیس کی شرارت کی وجہ سے ہوا۔ جس نے چند بدمعاشوں کو امداد کے لئے مار رکھا تھا۔ اس طرح تمام واقعات ایک جگہ اور ایک ہی وقت میں وقوع میں آ گئے۔ فسادات دو دن ۱۴ اور ۱۵ مئی تک رہے۔ پہلی تاریخ کو پولیس نے بالکل لوگوں کی حرکات کو روکنے کی بالکل کوشش نہیں کی تھی۔ بلکہ وہ اُن کو اکساتے تھے۔ بغیر باہر سے فوجی یا پولیس کی امداد بلانے کے دوسرے دن چند خالی فائر کرنے سے فساد دب گیا۔ اگر پولیس نے پہلے دن اپنا فرض ادا کیا ہوتا تو یہ واقعات وقوع میں نہ آتے۔ حافظ آباد میں عمارت کا نقصان چند روپوں سے نہیں بڑھا۔ مگر چھ ہزار روپیہ لوگوں سے بطور جرمانہ وصول کیا گیا۔ لوگوں کو تعزیری پولیس کا خرچ برداشت کرنا پڑا۔ اور یہ بادشاہ معظم کی رعایا کے لئے ایک بڑی بھاری تکلیف کا باعث ہے۔

اینگلو سنسکرت سکول کا ہیڈ ماسٹر لالہ رام سہائے بھی اُس زمرہ میں شامل تھا جو گرفتار کیا گیا تھا۔ اُس کی غیر حاضری میں اُس کے گھر کی تلاشی لی گئی۔ تلاشی گیارہ بجے رات تک ہوتی رہی۔ اُس کو گوجرانوالہ کی جیل میں لے گئے۔ اور ۱۴ دن بعد واپس لائے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ پر دباؤ ڈالا گیا تھا کہ میں سرکاری گواہ بنوں۔ انسپکٹر پولیس نے اگرچہ کوئی جسمانی زور نہیں لگایا۔ مگر اُس نے ہر قسم کا اخلاقی دباؤ ڈالا۔

میری وہ پہلے تعریف کرتا تھا کہ میں ایک تعلیم یافتہ آدمی ہوں۔ اور پھر مجھے ہراساں کیا کرتا تھا کہ شاید مجھے پھانسی ہو اور جائیداد بھی ضبط کر لی جاوے یا عمر قید ہو۔ میں نے اُس کو ادا کہہ دیا کہ میں ایک وطن کا دشمن نہیں بننا چاہتا ہوں۔ تب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اُس نے دلایل پیش کیں کہ سچ کہنے میں کوئی وطنی دشمنی نہیں ہے۔ تب میں نے اپنے باپ اور سکول کے مذہبی اُستاد سے مشورہ کیا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ سچ اور صرف سچ ہی عرض کرونگا۔ جب میں نے انسپکٹر صاحب کو ایسا کہا تو اُس نے کہا کہ میں صرف سچی بات ہی چاہتا ہوں۔ لیکن جب میں نے اپنا بیان دیا تو اُس نے مجھے مشورہ دیا کہ مجھے یہ نہیں کہنا چاہئے۔ کہ میں ۱۷ اپریل کو پُرامن میٹنگ میں بولنے کے لئے تیار تھا۔ اُس نے مجھے یہ بھی مشورہ دیا کہ اگر مجھ سے پوچھا جاوے کہ آیا لیڈروں نے فساد میں حصہ لیا کہ نہیں۔ تو مجھے کہنا چاہیئے کہ مجھے اس بات کا علم ہونے کی کیا اُمید ہو سکتی ہے کیونکہ میں اُس موقع پر حاضر نہ تھا البتہ مجھے پُورا یقین تھا اور اب بھی ہے کہ گرفتار شدہ آدمیوں سے لیڈروں مثلاً گوردیال سنگھ۔ لالہ رام سہلس نے کوئی فساد میں حصہ نہیں لیا تھا۔ لیکن میں نے اپنے بیان سے اس بات کو زیر اثر اس حالت کے جو میرے ارد گرد پیدا کی گئی تھی۔ نکال دیا۔ جب میں اپنا بیان دے چکا تو مجھے کہا گیا کہ میرے خلاف کوئی شہادت نہیں ہے اور یہ کہ میں رہا کر دیا جاؤنگا۔ اور بطور سرکاری گواہ کے پیش کیا جاؤنگا البتہ میں بھی سچ بات کہنے کے لئے تیار تھا اور سچ ہی کہا۔ سوائے اس کے کہ میں نے اس بات کا ذکر نہ کیا ملزموں نے کوئی فساد نہیں کیا۔ اور فسادات کی بابت مجھ سے کوئی سوال ہی نہیں کیا گیا۔

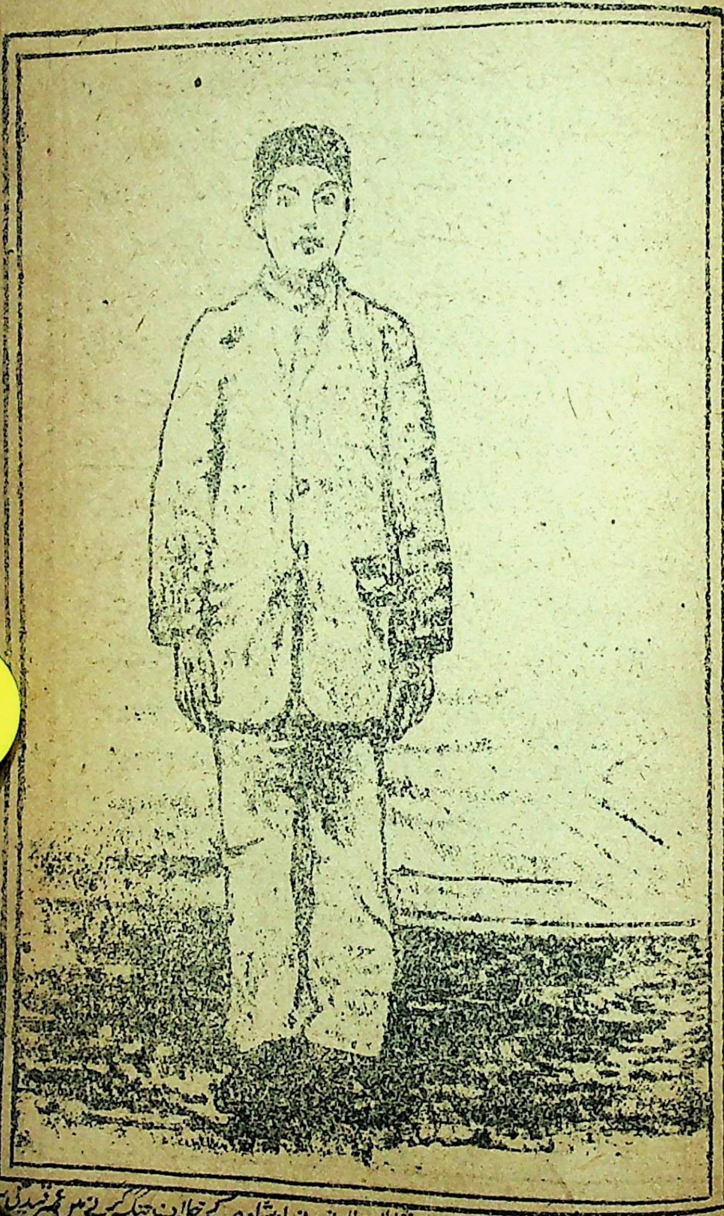
۱۸ ارمئی کو ہمیں واپس حافظ آباد لائے۔ ہماری عورتیں اور دوسرے ادنے لوگ ہماری شناخت کے لئے بُلائے گئے۔ اس دفعہ چونکہ تعداد بہت بڑی تھی۔ اور چونکہ جیلوں میں کافی جگہ نہ تھی ہم کو باہر ایک دفتر کے کمرہ میں رکھا گیا۔ اور رات دن ہم کو ہتھکڑیاں لگی رہتی تھیں۔ ہم کو حاجات ضروریہ کی اجازت سوائے ایک کو انگشتی نظر کرتی تھی۔ اور ہم ایک دوسرے کے سامنے ننگے

ہی اس سے فارغ ہؤا کرتے تھے۔ ہم دو دو ایک ہتھکڑی سے جکڑے جاتے تھے اور ایک ہی پوزیشن میں حاجات ضروریہ سے فارغ ہؤا کرتے تھے۔ رات کو ہتھکڑیاں لگے لگائے ہی کھلی جگہ میں سوتے تھے +

۲۳ر اپریل کو مجھے کرنیل اوبرائن کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس نے مجھ سے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی جو میں نے دی اور رہا ہؤا۔ چار دن کے بعد ڈپٹی کمشنر نے پھر مجھے بُلا بھیجا۔ اور اُس کے بنگلہ کے باہر ہی مجھ سے کہا گیا کہ مجھ پر سے تمام ضمانتیں اُٹھا دی گئی ہیں۔ تب کرنیل اوبرائن باہر نکلا اور کہا "توبہ کرو" میں نے لفظوں اور فعلوں میں توبہ کا اظہار کیا۔ اگرچہ میں جانتا تھا کہ میں بے گناہ ہوں۔ تب اُس نے مجھ سے کہا کہ تم کو اپنی پوزیشن کو صاف کرنا چاہیئے۔ جس سے اُس کی یہ مراد تھی کہ مجھے بطور سرکاری گواہ کے پیش ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ میں بعد ازاں حسب وعدہ بطور سرکاری گواہ کے پیش ہؤا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے مجھ سے کہا کہ وُہ مجھ کو دوبارہ گرفتار کرا دیگا۔ اگر میں بطور سرکاری گواہ کے نہ پیش ہؤا۔ مارشل لا ابھی ختم نہیں ہؤا تھا میں پھر اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ لیڈروں نے سٹیشن یا تحصیل کے تشدد میں کوئی حصہ نہیں لیا (۱۲۰۳ء) +

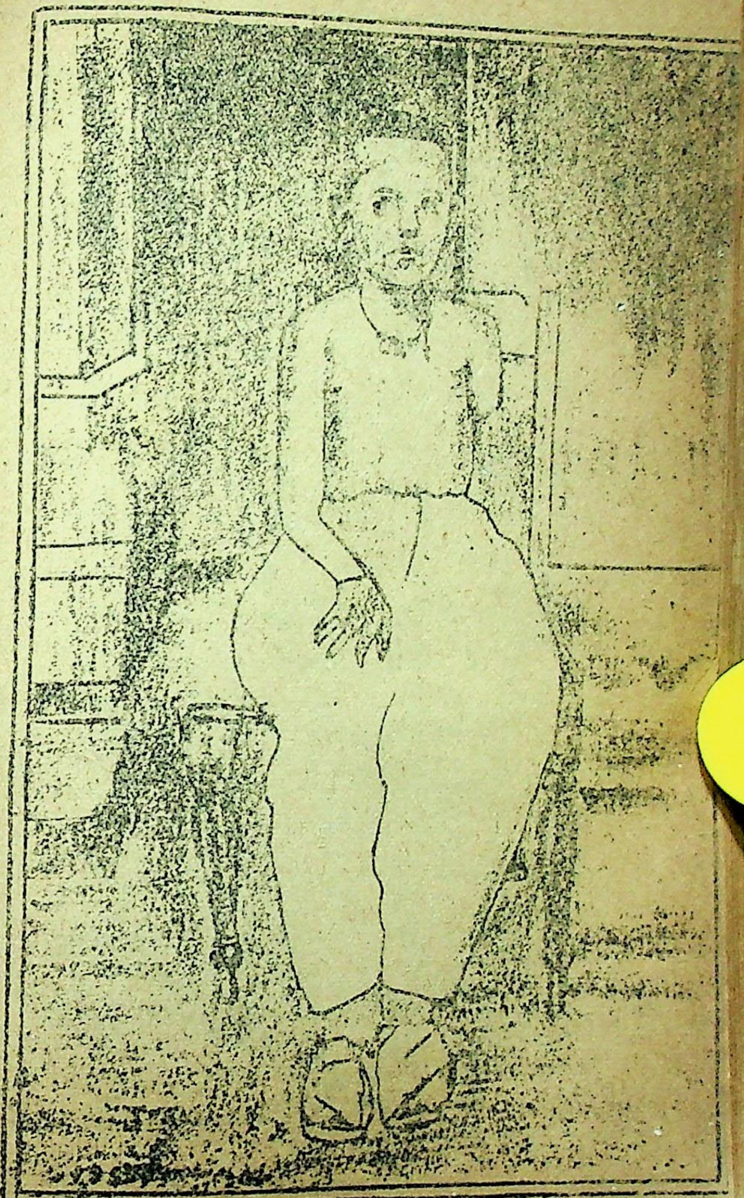
ہم نے اس بیان سے لمبا اقتباس اس لئے لیا ہے کہ دکھلائیں کہ کس طرح ایک تعلیم یافتہ آدمی پر جھوٹی گواہی دینے کے لئے دباؤ ڈالا گیا۔ اور کس طرح کرنیل اوبرائن نے بھی اس دم دلاسے کے عمل میں جس میں دھمکیاں بھی شامل ہیں اپنے آپ کو شامل کیا۔ اثنائے حراست میں جو ہتک آمیز اور نامعقولیت کا سلوک (جیسا کہ گواہ نے بیان کیا) اور جو اکثر ناحق تھا، جو تعلیم یافتہ لوگوں کے ساتھ کیا گیا۔ وُہ اس رذالت کو ظاہر کرتا ہے جس کو حکام تحریک عام کو دبانے کیلئے پہنچ چکے تھے +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



دس سال کی عمر کا لڑکا ... لال جسے مارشل لاء عدالت نے بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے میں عمر قید کی سزا

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



مسٹر داری لال [illegible]

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۲- سانگلہ ہل

سانگلہ ہل مقابلتاً ایک نئی جگہ ہے۔ یہ ایک ریلوے سٹیشن ہے جو لاہور سے ۶۲ میل کے فاصلے پر لاہور لائل پور ریلوے شاخ پر واقع ہے۔ اس کی آبادی تقریباً چار ہزار کی ہے۔ یہاں ۱۲ اپریل کو بوجہ گرفتاری مسٹر گاندھی ہڑتال کی گئی۔ مسٹر بوس ورتھ سمتھ کی رائے کے مطابق ہڑتال کے متعلقہ میٹنگ کا اثر فوراً ظاہر نہ ہوا۔ ۱۳ اپریل کو بیساکھی کا میلہ قابل تسلی طور پر شانتی سے گذر گیا۔ .... ۱۵ تاریخ کو سانگلہ اور بیسالاں والہ کے درمیان تاریں کاٹی گئیں۔ ۱۶ تاریخ کو ایک سکھ نے کچھ سکھوں اور گاؤں کے ایک بڑے مجمع کی مدد سے سٹیشن سے ایک فوجی قیدی کو جبراً رہا کر دیا۔ وہ قیدی ہندوستانی تھا۔ پندرہ کی شام کو کچھ آدمیوں نے ٹیلیگراف انسپکٹر مسٹر ولیس پر قاتلانہ حملہ کیا۔ یہ بیان بالکل مبالغہ آمیز ہے۔ جو شہادت ہمارے سامنے پیش ہوئی ہے صاف طور پر یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ کسی سکھ نے جبراً قیدی کو نہیں چھوڑا لیا تھا۔ بلکہ وُہ اکیلا ہی بے تحاشہ بھاگ گیا تھا اور اُس کے پیچھے کوئی مجمع نہ تھا۔ یہ معاملہ ایک واحد شخصیت کا تھا۔ مسٹر ولیس پر ۱۵ یا کسی دوسری تاریخ کو کوئی قاتلانہ حملہ نہیں کیا گیا اور اُس کو کوئی ضرب شدید نہیں آئی۔ جو شہادت کہ ہمارے پاس موجود ہے اُس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سانگلہ ہل کے لوگ کسی پر بھی کسی قسم کے حملہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ ہی کسی جائداد کو نقصان پہنچا۔ مگر مارشل لا کا ایسے ہی ۱۹ تاریخ کو اعلان کر دیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر سانگلہ گیا۔ اور لوگوں کو دوبارہ ہڑتال نہ کرنے کے بارہ میں متنبہ کرنے کے سوائے اور کوئی کارروائی نہیں کی۔ تاہم ۲۲ تاریخ ایک افسر معہ برٹش سپاہیوں کے آپہنچا۔ گیارہ لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔ اور چند گھنٹوں کی حراست کے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بعد چھوڑ دیا۔ لیکن ۱۲ ارمئی کو ایک فوجی نمائش کی گئی۔ اور پہاڑ سے فائر کئے گئے۔ اور یہ صریحاً لوگوں پر ڈر ڈالنے کے لئے تھا۔ لحرک دستہ کے کیپٹن ایونگ نے لارڈ ہنٹر کی کمیٹی کے روبرو بیان کیا کہ فوجی نمائش کے طور پر انہوں نے کلدار توپ اور لوئس گن کے فائر مجمع کی ایک بڑی تعداد کے سامنے کئے۔ اس دن ۱۳ لیڈر پھر گرفتار کئے گئے۔ اُن کو ہتھکڑیاں لگائی گئیں۔ اور ذلیل کن حالت میں لیجایا گیا۔ ۱۳ ارمئی کو ۴۶ اور گرفتاریاں ہوئیں۔ جن کو اُنکی اپنی ہی پگڑیوں سے باندھا گیا تھا۔ جو کہ ایک نہایت ہی ہتک آمیز عمل ہے اور یہ تھانہ کی طرف لے گئے۔ کچھ دن تک لوگوں کو روز تھانہ میں حاضری دینی پڑتی تھی۔ ۱۴ ارمئی کو ۴۷ اور گرفتاریاں ہوئیں اور ۱۸ ارمئی کو مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے گرفتار شدہ لوگوں کو کہہ دیا کہ اگر وُہ پچاس ہزار روپیہ جرمانہ ادا کر دیں تو وُہ رہا کر دیئے جاوینگے۔ مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے اس بات کو مانا ہے کہ وُہ سانگلہ کے لوگوں پر پچاس ہزار روپیہ تاوان لگانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کو شرط رہائی قرار دینے سے منکر ہے۔ بہر صورت یہ امر بدستور قائم ہے کہ ۹ ارمئی کو ایک سو چھبیس گرفتار شدہ آدمیوں سے ۱۱۶ رہا کر دیئے گئے۔ جو گرفتار شدہ تھے اُن کے علاوہ بعض لوگ ۵۰ ہزار روپیہ بطور تاوان دینے کے لئے رضامند ہو گئے۔ یکم جون کو وُہ لوگ جو رہا نہیں ہوتے تھے پیش عدالت ہوئے۔ ملزم قرار دیئے گئے اور ہر ایک کو چھ ماہ کی قید اور سو روپیہ جرمانہ ہوا۔ اور یہ ایک ایسی شہادت پر ہوا جو تائید الزادی کے لئے بالکل ناکافی تھی۔

نہایت ہی خفیف باتوں پر لوگوں کو تازیانے لگائے جاتے تھے۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ عموماً پہلے کوئی ڈاکٹری ملاحظہ نہیں کرایا جاتا تھا۔ دوکانداروں سے خورد و نوش کا سامان بلاقیمت لیاجاتا تھا۔ معزز لوگوں سے افسروں کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

پنکھے کھنچوائے جاتے تھے اور اُن کو وقتاً فوقتاً دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تھا۔ سکول کے لڑکوں کو جن میں ننھے بچے بھی شامل تھے۔ روزمرہ حاضری بھرنی پڑتی تھی اور وُہ سخت دھوپ میں کھڑے کئے جاتے تھے اور اُن سے کہلوایا جاتا تھا۔

"حضور ہم نے کوئی قصور نہیں کیا اور آئیندہ بھی نہیں کریں گے"

اور یہ حاضری کا حکم ایک ایسا سخت حکم تھا۔ کہ بالمکند اپنے ۷ سالہ بھتیجے کو اس سے مستثنےٰ نہ کرا سکا۔ اس نے حتی الوسع کوشش کی کہ وُہ اپنے ننھے بھتیجے کو روزانہ حاضری سے مستثنےٰ کرائے۔ مگر بیفائدہ۔ لہذا لڑکا باقاعدہ تین دن حاضری بھرتا رہا۔ پانچویں دن جو وُہ لوٹ کر آیا تو پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ وُہ گرا اور قے کرنے لگا۔ ڈاکٹر گیان چند بلایا گیا لیکن بے حاصل۔ تب ایک فوجی آئی۔ ایم۔ ایس کو جو وہاں موجود تھا بلایا گیا۔ مگر وُہ بھی کچھ نہ کر سکا اور لڑکا ۷ رمئی کو چل بسا۔ حاضری روزمرہ چار دفعہ دینی پڑتی تھی (ب ۳۵۸) +

گنپت رائے بمع پچیس دُوسرے آدمیوں کے ۹ رمئی کو گرفتار کیا گیا۔ اُسکو بمع اُس کے ساتھیوں کے ۲۲ رمئی کو رہا کر دیا گیا۔ اور اُن سے کوئی بیانات نہیں لئے گئے تھے۔ وُہ کہتا ہے کہ ایام گرفتاری میں پولیس اُن کو حاجات ضروریہ تک کے لئے بھی کچھ وصول کئے بغیر اجازت نہیں دیتی تھی۔ ہم محض اس مطلب کے لئے دو روپیہ روزانہ ادا کیا کرتے تھے۔ ۲۳ رمئی کو مجھے پھر بلایا گیا۔ اور تھانہ دار نے مجھے کہا کہ اگر اب تم سرکاری گواہی نہ دو گے تو ابھی تم کو سبق سکھاؤنگا۔ وُہ آگے چلکر کہتا ہے کہ اُس نے مجھے بازار میں سخت زدو کوب شروع کر دی۔ اور مجھے گھسیٹ کر تھانہ میں لے گیا (ب ۳۶۶ - ۳۶۸) +

سوہن مل سے فوجی آدمی کئی من برف بلاقیمت لے گئے (ب ۳۶۹) +

طالب علم ہریش چندر کو اگرچہ اُس نے سلام کیا تھا۔ ایک فوجی آدمی نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کھڑا کر لیا اور اُس کی بات سننے کے بغیر اُس کی پُشت۔ ٹانگوں اور بازو پر پانچ چھ بیت لگا دیئے۔ وُہ بیان کرتا ہے کہ کمان افسر نے غصّہ میں آ کر ایک چرمی ہنٹر مجھ پر مارا اور وُہ میری ٹانگوں کے گرد لپٹ گیا۔ اُس نے اُس کو نکال لیا اور فوجی آدمیوں نے اپنا راستہ لیا (ب ۵۰) +

سردار سنگھ پر دباؤ ڈالا گیا کہ وُہ جھوٹی گواہی دے۔ اُس نے انکار کر دیا لہذا وُہ گرفتار کیا گیا اور چار دن تک حوالات میں رکھا گیا۔ وُہ کہتا ہے کہ میونسپل کمیٹی کے ممبروں تک حوالات کے دروازہ تک آئے اور اُس کو کہا کہ اگر میں رہائی چاہتا ہوں تو مجھے گواہی دینی چاہیئے۔ یہ گواہ بمعہ ۹۷ ہمراہیوں کے حوالات میں رہا (ب ۱۷۳) +

لچھمن داس ایک سرائے کا ٹھیکہ دار تھا۔ مارشل لا کے ایام میں فوج نے اس سرائے کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔ اور کسی مسافر کو داخل نہ ہونے دیا۔ وُہ خود ۷۵ روپیہ ماہوار کرایہ بھرتا رہا۔ اور تیس روپیہ اپنے نوکروں کو دیتا رہا۔ اُس کو ایک سو پچاس روپیہ کا نقصان اُٹھانا پڑا اور افسر وہاں دو ماہ تک رہے۔ اُس کو رات دن اپنی دوکان میں رہنا پڑتا تھا۔ کیونکہ فوجی افسر اُس سے راشن وغیرہ لیتے تھے۔ ایک رات کسی افسر کا ایک نوکر ایک ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور ایک پولیس انسپکٹر کے واسطے دُودھ لینے آیا۔ تو اُس کو لیمپ جلانا پڑا۔ کمان افسر نے اس کو خلاف ورزی کرفیو آرڈر سمجھا۔ اس لئے وُہ بمعہ ۱ اپنے ہمراہی کے گرفتار کر لیا گیا۔ اُس نے عذر داری کی کہ اُس کو افسران کو دودھ دینا لازمی تھا۔ اور اگر وہ نہ دیتا تو مجرم گردانا جاتا۔ لور یہ کہ وُہ بلا لیمپ جلائے کے دُودھ دے نہیں سکتا تھا۔ افسروں نے اس عذر داری کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس اثناء میں اُس کا بڑا بھائی نزدیک کے گھر سے باہر آیا اور پُوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ لہذا اُس کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ وُہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دو دن تک زیرحراست رہے۔ اور پھر ضمانت رہا کئے گئے۔ پانچ دن کے بعد وہ پھر ہیڈکوارٹر میں بُلائے گئے۔ جس پر دونوں کو پچاس روپیہ جرمانہ اور پانچ بیت کی سزا ہوئی۔ لچھمن داس ڈاکٹری لحاظ سے بیت برداشت کرنے کے ناقابل خیال کیا گیا اس وجہ سے بیتوں کی بجائے اُس کا جرمانہ دوچند کر دیا گیا (۳۷۲ ب)۔

شام داس جب زیرحراست تھا تو اُس کو پانی پینے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ حالانکہ اُس کو سخت دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تھا۔ وہ اس وجہ سے بیمار ہو گیا لیکن کوئی ڈاکٹری مشورہ نہیں لیا گیا۔ ۱۹ دن کے بعد اُس کو رہا کر دیا گیا۔ وہ کہتا ہے کہ ابھی تک مجھے گرفتار ہونے کے سبب کا علم نہیں ہے۔

حکام نہال چند کے بھتیجے کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ اور چونکہ وہ اس وقت سانگلہ میں موجود نہ تھا۔ لہذا اُس کے چچا کو گرفتار کر لیا گیا اور کئی دوسروں کی طرح اُس کو دھوپ میں رکھا گیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں بوجہ عمر رسیدہ ہونے کے اور بوجہ شدت دھوپ۔ تین دفعہ بیہوش ہو کر زمین پر گرا۔ اور چار پانچ دن کے بعد مجھے بلا کسی بات کے سمجھانے کے چھوڑ دیا گیا (۳۷۴ ب)۔

جان محمد بیوپاری کہتا ہے کہ چونکہ ان کو روز بروز انتظار کرنا پڑتا تھا اس لئے وہ کوئی خورد و نوش نہیں کر سکتے تھے۔ اور وہ بھی گواہ نمبر ۳۷۴ کی طرح بوجہ شدت دھوپ کے بیمار ہو گیا اور دس دن کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جب اُس نے دوکان کھولی تو سپاہی اُس کا بہت سامال لے گئے۔ اُس نے بل پیش کیا مگر ایک کوڑی نہ ملی (۳۷۵ ب)۔

سوہن لال اور دو دوسرے آدمیوں نے جو سانگلہ ہل کے معزز و مشہور باشندے ہیں مشترکہ بیان دیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رائے سری رام سب ڈویژنل افسر۔ اوتار سنگھ کو سانگلہ ہل میں آیا۔ اُس نے لوگوں کو دیکھا مگر کوئی گرفتاری نہ کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور چلا گیا۔ ۹ تاریخ کو کرنیل اوبرائن تشریف لائے۔ اُس نے بھی لوگوں کو دیکھا اور کہا کہ وُہ اُن کو ہڑتال کے بارے میں معاف کر کے خوش ہے۔ گرفتاریاں صرف ۲۲ اپریل کو شروع ہوئیں (۳۷۶/۵۰۳)

اگر مسٹر لوبس ورتھ سمتھ کا بیان در بارہ فسادات سانگلہ ہل ٹھیک ہوتا تو ذمہ وار افسر بلا گرفتاریوں کے واپس نہ چلے جاتے قدرتاً ہم کو اس وقت یہ سوجھتی ہے کہ جہانتک سانگلہ ہل کا تعلق ہے۔ یہ صرف مسٹر بوس ورتھ سمتھ ہی کی مہربانی ہے۔ کہ حالات کو تبدیل کیا گیا۔ اور گرفتاریوں کے لئے اُکسایا گیا۔ اور ذاتی جرموں کو مبالغہ آمیزی سے فسادات عامہ قرار دیا گیا۔ مومن کا سٹیشن جو سانگلہ سے نزدیک ہے جلا دیا گیا اور لوٹ لیا گیا۔ لیکن جب تک سانگلہ کے لوگوں کی تاریں کاٹنے اور سٹیشن جلانے میں شرکت ثابت نہ کی جاوے وُہ اس کے ذمہ وار قرار نہیں دیئے جا سکتے

مندرجہ بالا تین گواہوں نے مختلف گرفتاریوں کا حال بمع ناموں کے دیا ہے ان گرفتاریوں کا ذکر ہم پہلے "بعنوان" سانگلہ ہل میں مارشل لا کی عملداری" کر چکے ہیں اور وُہ پیراگراف جو یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح جھوٹی شہادتیں بنائی جاتی تھیں یہاں دوبارہ درج کیا جاتا ہے۔ گواہ بیان کرتا ہے کہ ۱۱ مٹی کو خوفناک دھمکیوں زدوکوب اور تیز دھوپ میں کھڑا کرنے سے پولیس ۲۹ آدمیوں کو سرکاری گواہی دینے کے لئے مجبور کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اس تعداد میں دس سالہ لڑکے اور ۴ ریلوے سٹاف کے آدمی شامل ہیں۔ ایک پریم سنگھ بزاز ہے جو قبل ازیں ایک مقدمہ فراری میں ساڑھے تین سال کی سزا پا چکا ہے (۳۷۶/۵۰۴)

ڈاکٹر کرم سنگھ نندا بیان کرتا ہے کہ کس طرح اُس کو بمعہ دُوسروں کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

برائے شناخت حاضری دینی پڑتی تھی۔ اور بلا خورد و نوش دھوپ میں کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ وُہ کہتا ہے کہ کئی بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اور یہ کہ روزمرہ کی دھوپ کی شدت کی وجہ سے اُس کو اتنی تکلیف ہوئی کہ وُہ بیمار ہو گیا اور دو ماہ تک ناقابل کاروبار رہا۔ وُہ کہتا ہے کہ اُس کو اس بات کے لئے شناخت کیا گیا کہ وہ ۱۲ تاریخ کو سانگلہ ہل میں موجود تھا۔ حالانکہ وُہ اُس تاریخ کو گوجرانوالہ میں تھا۔ جہاں کہ اُس کو عدالت میں شہادت دینے کے لئے حاضر ہونا تھا۔ وُہ اس امر کا بھی حوالہ دیتا ہے کہ ۱۸۰ آدمیوں سے جو گرفتار کئے گئے تھے اور ۹ دن تک زیر حراست رکھے گئے تھے۔ مطالبہ کیا گیا تھا کہ اگر وُہ رہائی چاہتے ہیں۔ تو اُن کو پچاس ہزار روپیہ دینا چاہئیے۔ (ش ۳۸۰ ب) +

کندن لال کمیشن ایجنٹ بیان کرتا ہے کہ کس طرح برٹش سپاہیوں نے دو کانوں سے مال بلا ادائیگی قیمت لیا +

۱۳۔ مومن

مومن ایک ریلوے سٹیشن ہے جو سانگلہ ہل سے چھ میل کے فاصلے پر لاہور کی جانب واقع ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ گرد و نواح کے گاؤں سے ایک پارٹی اس اسٹیشن کی طرف گئی جس نے اس کو جلا دیا اور لوٹ لیا۔ اور یہ ایک ایسا عمل تھا جس کے واسطے کسی قسم کا باعثِ اشتعال نہیں تھا۔ اور جو محض ایک دیدہ دانستہ کارتباہی تھا۔ اس بات کا صحیح علم نہیں ہے کہ آیا گرد و نواح کے لوگ تھے یا باہر کی پارٹی تھی۔ بہر صورت ظالمانہ سلوک جو حکام نے لوگوں سے بطور انتقام کے کیا بالکل ناواجب تھا۔ ہم نے اپنی اس تحریر میں مومن کی بابت زیادہ بیانوں کا بوجھ نہیں ڈالا۔ کیونکہ مومن

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عملی طور پر سانگلہ کا حصہ ہی ہے۔ اور ارد گرد کے دیہاتی لوگ اُسی بدسلوکی کے زیر اثر آئے جس کے زیر اثر سانگلہ ہل آ چکا تھا۔

۱۴- مینیاں والا اور گردونواح کے گاؤں

یہ ایک گاؤں ہے جس کی آبادی پانسو آدمی کی بھی نہیں ہے۔ یہ اُن گاؤں سے ایک ہے جو ڈھابن سنگھ ریلوے سٹیشن کے نزدیک واقع ہیں۔ ۱۶ اپریل کو گردونواح کے لوگوں نے یہ سٹیشن جلا دیا اور لوٹ لیا تھا۔ دیہاتی امرتسر کا مبالغہ آمیز بیان سُن چکے تھے۔ اور اس نے ان کو اس آتش زنی کے کام کے لئے اُبھار دیا تھا۔ اور جیسا کہ ایک گواہ بیان کرتا ہے کہ اس کام کی بناء تو بدلہ لینا تھا۔ مگر شرارتیوں نے اس کام کو لوٹ میں ختم کیا۔

اگرچہ لوگوں کا یہ کام بہت بُرا تھا۔ لیکن حکام نے جرمانہ وصول کیا وہ بے رحمانہ تھا۔ اور تمام حدود معقولیت سے گذرا ہوا تھا۔

۱۹ اپریل کو فوجی سپاہیوں کی ایک گاڑی ڈھوبن سنگھ سٹیشن پر پہنچی۔ توپوں کا رُخ مینیاں والا کی طرف کیا گیا۔ کچھ سپاہی گاڑی سے اُترے اور گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ راستہ میں فائر کرتے جاتے تھے۔ کم از کم ایک آدمی نشانہ گولی ہو کر جان بحق ہوا اور کئی ایک زخمی ہوئے اور کم از کم ایک ساری عمر کے لئے لنگڑا اور ناقابل کار ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے پاس اس گولی باری کے لئے کوئی وارنٹ نہیں تھا۔ فائرنگ سُن کر مستورات اپنے گھروں سے بھاگیں اور اُن میں وہ عورتیں بھی شامل تھیں جو حاملہ تھیں۔ سردار عطر سنگھ جو تیس سال سے نمبردار ہے اور گاؤں کا بانی ہے بمشکل تمام موت سے بچا۔ اس کے گھر کی تلاشی لی گئی اور چوکیاں توڑ کر کھول لی گئیں۔ نقدی اور دوسری چیزیں اُٹھا کر لے گئے عطر سنگھ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی عمر اس وقت ۱۱۵ سال کی بتلائی جاتی ہے۔ اور وہ یقیناً سو سال سے زیادہ ہے۔ اور ادھر اُدھر چل پھر نہیں سکتا ہے۔ اور چارپائی پر ہی اپنے دن گذارتا ہے وہ اور اندر سنگھ گرفتار کئے گئے۔ چونکہ وہ چل نہیں سکتا تھا اس لئے اُس کو گھوڑے پر رکھ لیا گیا اور دونوں کو سٹیشن کی طرف لے گئے۔ اور ایک لوہے کی گاڑی میں جو فی الحال حوالات کا کام دیتی تھی اُن کو رکھا گیا۔ وہاں وہ کچھ روز زیر حراست رہے۔ یہ گاڑی چونکہ لوہے کی بنی ہوئی تھی اور اس میں کوئی کنارہ وغیرہ نہیں لگا ہوا تھا۔ لہذا اپریل کی شدید دھوپ ناقابل برداشت تھی۔ اور اس حالت میں کئی دوسرے دیہاتیوں کے ساتھ اکثر بھوکے پیاسے دن گذارنے پڑتے تھے (شہادت ۵۷۷)۔

چند دن بعد مسٹر بوس ورتھ سمتھ ایک سے زیادہ دفعہ سپاہیوں کی ایک پارٹی لے کر۔ مسٹر لابھ سنگھ ایم۔ اے جو پروفیسر رہ چکا ہے اور بیرسٹر تھا۔ ہم نے خاص طور پر میشیاں والا میں بلایا کہ جو تھر تھرانے والی شہادتیں ہم کو سنائی گئی ہیں اُنکی تفتیش مزید کریں۔ اُس نے بیانات اکٹھے کئے ہیں۔ جن کو ہم اپنے ریکارڈ کا حصہ بناتے ہیں۔ مندرجہ ذیل بیان تیجا سنگھ نے اُس کے روبرو دیا ہے۔

میں ابھی تک بنگلہ کی طرف نہیں گیا تھا۔ جہاں کہ پولیس کے حکم سے کئی گاؤں والے جا چکے تھے۔ میرے سامنے مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے منشی نواب دین اور لہنا سنگھ کو سخت زدو کوب کی۔ اُس نے اُس کو کہا کہ بھائی مول سنگھ کے خلاف گواہی دو۔ اور اُس کو مجبور کرتا تھا کہ یہ کہو کہ اُس نے گورنمنٹ کے خلاف لیکچر دیا تھا اُس کو ایک پولیس کنسٹیبل کے حوالے کر کے حکم دیا گیا کہ بنگلہ میں حاضر کرو۔ اور پھر آپ مستورات کی طرف رجوع ہوا۔ اُس نے اُن کے پردے اُتارے اور بدزبانی کو کام میں لایا۔ اُس نے اُن کو بھیاں۔ کتیاں۔ گدھیاں اور دیگر بُرے بُرے ناموں سے پکارا۔ اُس نے اُن کو کہا کہ اُن کے دو پٹوں کی تلاشی پولیس کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سپاہی لیں گے۔ اور یہ کہ جب تم اپنے شوہروں کے ساتھ سوئی ہوئی تھیں۔ تم نے کس لئے اُن کو اُٹھنے اور جانے کی اجازت دی۔ اور اُس نے اُن پر تھوکا بھی (۵۸۰ب)+

گوردیوی زوجہ منگل جٹ ایک بوڑھی عورت ہے۔ اُس نے مسٹر لابھ سنگھ کے روبرو بیان کیا کہ ایام مارشل لا میں ایک دن مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے ہمارے گاؤں کی تمام نرینہ آبادی کو جس میں آٹھ سالہ لڑکے بھی شامل تھے۔ اپنے بنگلہ پر جو گاؤں سے کئی میل کے فاصلے پر ہے اُس تفتیش کے متعلق جو اُس وقت جاری تھا اکٹھا کر لیا۔ اور جس اثنا میں مرد بنگلہ پر تھے وُہ سوار ہوکر ہمارے گاؤں میں آیا۔ اور اُن تمام عورتوں کو جو اپنے مالکوں کے لئے روٹی لئے جاتی ہوئی اُس کو راستہ میں ملیں واپس گاؤں لیتا آیا۔ گاؤں میں پہنچکر وُہ گلی گلی پھرا اور تمام عورتوں کو حکم دیا کہ وُہ گھروں سے باہر آجاویں۔ اور خود بھی چھڑیوں کے زور سے باہر نکالا۔ وُہ اُن پر تھوکتا تھا اور نہایت ہی گندی اور ناقابل ذکر زبان استعمال کرتا تھا۔ اُس نے مجھے دو دفعہ مارا اور میرے منہ پر تھوکا۔ اُس نے جبرًا عورتوں کا منہ ننگا کیا اور اپنی چھڑی کے ساتھ گھونگھٹ کا کپڑا اُتارا۔ وُہ اُن کو گندھیا۔ کُتیاں۔ مکھیاں۔ اور سُورنیاں کہتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ جب تم ایک ہی بستر میں اپنے شوہروں کے ساتھ سوئی ہوئی تھیں تم نے کس لئے اُن کو باہر جاکر شرارت کرنے سے نہ روکا۔ اب تمہارے دوپٹوں کی تلاشیاں پولیس کے سپاہی لیں گے۔ اُس نے مجھے بوٹ کا ٹھڈ بھی مارا۔ اور ہم کو حکم دیا کہ کبڑی ہوکر ٹانگوں کے نیچے سے کانوں کو ہاتھ لگاؤ (۵۸۲ب) یہ بیان میںنیاں والا کی کئی عورتوں سے تصدیق ہوچکا ہے +

نواب دین جو گورنمنٹ سکول کا ٹیچر ہے۔ کہتا ہے کہ مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے مجھے مجبور کیا کہ میں یہ کہوں کہ بھائی مول سنگھ نے سرکار کے خلاف لیکچر دیا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور بیان کرتا ہے :-

"لیکن جب میں نے اعادہ سے کہا کہ یہ حق الواقع نہیں ہے۔ تو اُس نے چھڑیوں سے میری مرمت شروع کر دی۔ اور مجھے اتنی دیر تک اور اتنی بے رحمی سے مارا کہ بعد ازاں ایک عرصہ تک اس کے نشان میری کلائیوں اور گھٹنوں پر موجود رہے۔ اور اُس نے یہ بھی کہا کہ چونکہ میں گورنمنٹ کا ملازم تھا۔ اِس لئے مجھے سرکار کے حق میں گواہی دینی چاہئیے۔ وُہ کچھ عرصہ مجھے مارتا رہا۔ جس کے بعد اُس نے ایک سپاہی کو حکم دیا کہ اس کو بنگلہ میں حاضر کرو۔ (۵۷۸/ب)"

لہنا سنگھ سے بھی ایسا ہی سلوک ہوا۔ جونہی کہ ہم بنگلہ کی طرف روانہ ہوئے صاحب عورتوں کی طرف مخاطب ہوا۔ جن کے چلانے کی آواز ہمارے کانوں میں پہنچی تھی جبکہ ہم چلے جا رہے تھے (۵۷۹/ب)"

ہم نے ان واقعات کو ذرا طویل کر دیا ہے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ ایک افسر جو اس قسم کا سلوک کر سکتا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے کیا ہے وُہ کسی مہذب گورنمنٹ کے ماتحت کسی ذمہ وار نوکری یا شاہ معظم کی یونی فارم کے بالکل ناقابل ہے۔

موضع مانیاں والا کے متعلق دُوسرے بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ کس طرح ۸۰ سے زیادہ دیہاتی گرفتار کئے گئے اور نہایت زیادہ تکالیف میں ڈالے گئے۔ اور کیسے لوگوں کو کھانے کے پینے دینے پڑتے تھے۔ جس کے لئے گورنمنٹ تازیرحراست ذمہ وار تھی۔ اور کس طرح مختلف دھمکیوں سے جھوٹی گواہی دینے کے لئے دباؤ ڈالا جاتا تھا اور کس طرح تازیانے لگائے جاتے تھے۔ اور کس طرح مسٹر بوس ورتھ سمتھ اپنے مقدمات کیا کرتے تھے۔ اور کس طرح اُس قسم کی شہادت پر جو بیانات میں مندرج ہے دیہاتی لوگوں کے مقدمے مارشل لا کمیشن کے سامنے پیش ہوتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھے۔ اور اُن سے بعض کالے پانی بھیجے جاتے تھے۔ خوش قسمتی سے سزاؤں میں تخفیف ہو گئی۔ اور اعلان شاہی کے زیر اثر یہ لوگ رہا ہو گئے۔ لیکن اس قسم کی رہائی اُس سخت بے انصافی کا جو دیہاتیوں کے ساتھ کی گئی کفارہ نہیں ہو سکتی ہے۔ جن میں سے اکثر بالکل بے گناہ تھے۔ گاؤں والوں پر ایک تعزیری پولیس لگا دی گئی۔ اور مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے ان پر ایک سخت تاوان لگا دیا۔ جو بعد ازاں کم کر دیا گیا۔ ہم مانیاں والا کی وحشیانہ کارروائی کی مختصراً نظر ثانی کو اس بات کے ذکر کئے بغیر بند نہیں کر سکتے ہیں کہ مسٹر سی۔ ایف۔ اینڈریوز نے کانگرس سب کمیٹی کی طرف سے اس جگہ کا ملاحظہ کیا اور مندرجہ بالا انسانیت سے گرے ہوئے سلوک کی تصدیق میں شہادتیں بہم پہنچائیں۔

۱۵۔ نواں پنڈ

یہ گاؤں مانیاں والا سے بھی چھوٹا ہے اور تحصیل خانقاہ ڈوگراں میں واقع ہے یہ بھی ڈھابن سنگھ ریلوے سٹیشن کے نزدیک ہے۔ لہٰذا اس سلوک کے زیر عمل آیا جس کے مانیاں والا آچکا تھا۔ سوائے اس بات کے کہ مستورات اُس ہتک بھرے سلوک سے بچ گئیں جو اُن کی مانیاں والا کی بہنوں کے حصہ میں آیا تھا یہ بہت کچھ اغلب ہے کہ کچھ گاؤں والوں نے سٹیشن ڈھابن سنگھ کے جلانے اور لوٹنے میں حصہ لیا۔ لیکن اُس ظالمانہ اور کینہ وری کی سزاؤں کے واسطے جو تمام گاؤں کو دی گئیں۔ کیا دلیل بریت ہو سکتی ہے۔ لیکن وُہ انتخاب جو ہم نے چالیس گواہوں کے بیان سے کیا ہے۔ جن میں سے سب کے سب نے ایک ہی یا متشابہ واقعات کا ذکر کیا ہے۔ صاف ظاہر کرتا ہے کہ نواں پنڈ والوں سے وہی سلوک کیا گیا تھا جو مانیاں والا سے کیا گیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خوشحال سنگھ بیان کرتا ہے کہ جس روز سٹیشن جلایا گیا تھا اُس سے اگلے دن اردگرد کے گاؤں والے جس میں نواں پنڈ بھی شامل ہے ریلوے سٹیشن پر اکٹھے ہوئے اور تحصیلدار بھی وہاں ڈسٹرکٹ بورڈ کی ممبری کے واسطے ایک آدمی چننے کو موجود تھا۔ اور جب آدمی پہنچے تو ٹکٹ گھر جل رہا تھا۔ اپنی اپنی رائے دینے کے بعد لوگ چلے گئے۔ اور تحصیلدار ضرور کئی رائے دہندگان کو جانتا ہوگا۔ لیکن اس پر بھی اُن میں سے کوئی ایک سٹیشن جلانے کے تعلق میں گرفتار کئے گئے۔

یہ گواہ بیان کرتا ہے کہ:۔

آتش زنی کے تیسرے روز بعد وُہ اتفاقاً ریلوے سٹیشن کی طرف گیا تو اُس کو معلوم ہوا کہ تھانہ دار قلیوں کو کہہ رہا ہے کہ جن لوگوں نے آگ لگائی تھی اُن کو شناخت کرو۔ قلیوں نے اعتراض کیا کہ لوگ زیادہ تھے اور رات کا وقت تھا۔ اس لئے وُہ اُن کو شناخت نہیں کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تھانیدار نے اُن کو پھُسلا لیا۔ اُس نے کہا کہ وہ ان گاؤں سے لوگوں کو اکٹھا کریگا۔ اور یہ کہ اُن سے بعض کی طرف اشارہ کر دینا۔ اور میں پھر اُن کی گرفتاری کی بابت خود سمجھ لونگا۔ دُوسرا مرحلہ یہ تھا کہ تمام مرد سوائے بچوں اور عورتوں کے مسٹر بروورتھ سمتھ کے سامنے پیش ہوں۔ یونہی کہ صاحب بہادر پہنچے ہم قطاروں میں بٹھا دیئے گئے۔ قلی اور ریلوے سٹاف کے آدمی صاحب کے ساتھ آئے صاحب نے قلیوں کو حکم دیا کہ ان قطاروں سے اُن آدمیوں کو شناخت کرو جنہوں نے سٹیشن کو آگ لگائی تھی۔ جن کو پورٹروں نے ہاتھ لگا دیا اُنکو باقیوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے۔

شناخت مندرجہ ذیل طریقہ سے کی گئی:۔

ایک آدمی کی شناخت ایک قلی نے کی۔ جس وقت ایک نمبردار۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ذیلدار اور پولیس کا تھانہ دار اُس کی کُمنی کے ساتھ کھڑے تھے۔ تب ایک دُوسرے پورٹر کو اُسی طرح اُس آدمی کی شناخت کے واسطے کہا گیا۔ اس طرح سے ۲۸ یا ۲۹ آدمی گرفتار کئے گئے +

ایک شخص مسمی بھگوان سنگھ نے اس بات کی التجا کی کہ وُہ اس دن گھر سے باہر ہی نہیں نکلا تھا۔ اس پر صاحب نے حکم دیا کہ اس کو ایک درخت سے باندھ کر تازیانے لگائے جاویں۔ کیونکہ اُس نے عذر داری کی ہے۔ اس کے بعد ان تمام آدمیوں کو جنہیں پورٹروں نے شناخت کیا تھا سٹیشن کی طرف لے گئے۔ جہاں پٹواری نے لوگوں کے نام پکارے۔ ایشر سنگھ حاضر نہ تھا صاحب بہادر نے پُوچھا کہ اُس کا کو رشتہ دار اس جگہ موجود ہے۔ پٹواری نے جواب دیا کہ اُس کا سالہ جس سے اُس کی مراد مجھ سے تھی (خوشحال سنگھ) موجود ہے۔ صاحب نے فوراً میری گرفتاری کا حکم سُنا دیا۔ اور ہم سب کو سرائے کی طرف لے گئے۔ اور ایک کمرہ میں بند کر دیا گیا اور باہر پہرہ لگا دیا گیا +

ہم وہاں بلا خورد و نوش دو دن تک رہے۔ جو رشتہ دار خوراک لے کر آئے وُہ واپس کر دیئے گئے۔ .... ۹ دن کے بعد ہم کو نہر کے بنگلہ کی طرف لے گئے ایشر سنگھ بھی اُس روز آ گیا۔ تھانیدار نے اُس کو کہا کہ اگر وُہ سرکار کے حق میں گواہی دے گا تو اُس کو گرفتار نہیں کیا جاوے گا۔ تیجا سنگھ ولد میا سنگھ کمبوہ سکنہ نواں پنڈ بھی وہاں موجود تھا اور اُس کو سرکاری گواہ بنایا گیا۔ سادھو سنگھ زرگر۔ جوالا سنگھ ذیلدار اور بنتا سنگھ ولد جوالا سنگھ بھی گرفتار کئے گئے۔ تھانہ دار نے اُن کو اس وعدہ پر چھوڑ دیا کہ وہ سرکاری گواہ بنیں گے۔ جونہی کہ مجھے سرکاری گواہ بنایا گیا اُسی وقت مجھے بھی چھوڑ دیا گیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہمارے گاؤں کے ہر ایک شخص کو کیا مرد یا عورت تحصیل کے سامنے بیٹھنا پڑتا تھا۔ اور جو آدمی کہ گرفتار کیا جاتا تھا اُس کو بلایا جاتا تھا اور سزا کا حکم سُنا دیا جاتا تھا۔ کوئی گواہی نہیں لی جاتی تھی۔ اور اگر کوئی آدمی عذرداری کرتا تو اُس کو زدوکوب کی جاتی تھی (۱۱/ب۶)۔

یہاں ہمارے پاس اُن نام نہاد مقدمات کا جو مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے کئے ایک پورا نقشہ موجود ہے۔ اور اس بات کے بارے میں کہ کس طرح جھوٹی گواہیاں بنائی جاتی تھیں۔ مسٹر وادان پرنسپل خالصہ کالج امرتسر (پنجاب کا سب سے بڑا قومی کالج) ریکارڈ میں ایک تحریر چھوڑتا ہے کہ لواں پنڈ میں کس طرح انصاف کا خون کیا جاتا تھا۔ ہم اُس کی ساری کی ساری دلیل حویل میں اقتباس کرتے ہیں:-

مقدمہ بھگوان سنگھ و نگو سنگھ پسران جیون سنگھ سکنہ لواں پنڈ چک ۷۸ تحصیل تھانہ ڈڈگراں ضلع گوجرانوالہ۔ یہ دونوں آدمی ۹ مئی ۱۹۱۹ء کو زیر دفعہ ۹-ب-ج و ۱۲۶) تعزیرات ہند ملزم قرار دیئے گئے تھے۔ اور اُن کے خلاف یہ جرم تھا کہ اُنہوں نے ڈھابن سنگھ ریلوے سٹیشن کے جلانے میں حصہ لیا۔ اور دو سال کی قید سخت اور سو روپیہ جرمانہ ہوا۔ اور وہ اپنے الزام کے خلاف مندرجہ ذیل وجوہات پر اپیل کر رہے ہیں:-

(۱) وہ اس دن ریلوے سٹیشن پر موجود نہ تھے۔ اور کئی گواہ اس بات کے ثبوت کے لئے پیش کرنے کی درخواست کی لیکن عدالت نے گواہ نہ لئے۔

(۲) اُن کی شناخت ریلوے قلیوں سے کرائی گئی۔ جن کو وہ بالکل نہیں جانتے تھے۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ قلیوں کو تحریک دی گئی یا ممکن ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ کسی دشمن نے رشوت دے دی ہو - کہ وہ ان دونوں بھائیوں کو انتخاب کریں +

(۳) یہ سمجھایا گیا ہے کہ اُن کے دشمن جوالا سنگھ ذیلدار اور جیون سنگھ نمبردار ہیں - اور یہ کہ اُن کا جیون سنگھ کے گھرانے سے ایک پُرانا جھگڑا چلا آتا ہے - یہ جھگڑا نمبرداری کی بابت ہے اور پانچ سال سے جاری ہے - اس کی بابت شہادت آسانی سے مل سکتی ہے اور پیش کرنے کی التجا کی گئی مگر طلب نہ کی گئی +

(۴) ملزموں کے چھوٹے بھائی جگت سنگھ نے یہ سب ماجرا مجھ سے بیان کیا ہے - جگت سنگھ ۱۸ سال کا لڑکا ہے - اور میں اُس کو اچھی طرح سے جانتا ہوں - وُہ چار سال سے ہمارے سکول و کالج کا طالب علم ہے خود جگت سنگھ کی خیر خواہی سرکار میں مجھے کسی قسم کا شک نہیں - میں اس پوزیشن میں ہوں کہ میں جگت سنگھ کے احساس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں - اور اس قسم کی شہادت کو کہ جگت سنگھ ایک باغیانہ خیالات رکھنے والا پولیٹیکل آدمی ہے یہاں ہنسی خیز خیال کیا جاوے گا - اور یہ امر بھی کہ یہ دونوں بھائی جو اس لڑکے کے اخراجات کے ذمہ وار ہیں - اور جنہوں نے اس کو یہاں بھیجا ہے اس بات کا قیاس دلاتا ہے کہ وُہ خیر خواہ سرکار ہیں - کیونکہ اکثر وہی لوگ جو سرکار کے خیر خواہ ہیں دُور دراز سے اپنے لڑکوں کو ایک ایسے کالج میں بھیجتے ہیں جس پر سرکار خاص طور پر مہربان ہے - میں نے ریلوے قلیوں سے تفتیش کی ہے جن میں سے کئی ملزم بھائیوں کو جانتے ہیں اور اُن کی عام رائے یہ ہے کہ وُہ بے گناہ ہیں - اور اُن کے دشمنوں نے اُن کے خلاف مقدمہ کر دیا ہے +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۵) وُہ نقطہ جو ان ملزموں کے خلاف شہادت کو باطل کرتا ہے یہ ہے
کہ تیسرا بھائی منگل سنگھ بھی اُن ہی قلیوں نے شناخت کیا تھا۔ کہ
وہ سٹیشن پر موجود تھا۔ اتفاقاً یہ یوں ہے کہ اُس دن جبکہ اُس کا
بھائی بن سنگھ میں موجود ہونا ظاہر کیا گیا ہے۔ وُہ جگت سنگھ کے
پاس خالصہ کالج میں موجود تھا۔ اور یہاں کئی معتبر گواہوں نے اُس
کو دیکھا تھا۔ جن میں وائس پرنسپل اور کالج سٹاف کے دو ممبر
شامل ہیں۔ وُہ (منگل سنگھ) درحقیقت میرے پاس جگت سنگھ کے
واسطے چھٹی لینے کو آیا تھا۔ اور میں نے اس کی بابت ڈپٹی کمشنر کو لکھا
اور کہہ دیا اور جب عدالت نے سُنا اُس نے فوراً چھوڑ دیا۔ میں یہ
تجویز پیش کرتا ہوں۔ اگر عدالت اس بات کو سمجھتی کہ منگل سنگھ۔
جس کی شرکت جرم سے غیر حاضری ثابت ہو چکی ہے۔ بھگت سنگھ و
گھر سنگھ کا بھائی ہے تو وُہ شناخت کی شہادت کو باطل خیال کرتی
کیونکہ تینوں بھائیوں کو شناخت کرنے والا وہی قلی تھا۔

جی۔ اے واون پرنسپل خالصہ کالج امرتسر (۶۱۳ ب) +

فریقین زیر بحث کو فوراً مسٹر واون کا خط لانے پر رہا کر دیا گیا
لیکن ہر ایک آدمی اس قدر خوش قسمت نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ وُہ
مسٹر واون جیسی پوزیشن والے ثالث کو جانتا ہو۔ جیسا کہ نوجوان
جگت سنگھ خوش قسمتی جانتا تھا۔
بشن سنگھ مقدمہ کا مفصل بیان دیتا ہے۔ وُہ بیان کرتا ہے
کہ جب ایک بابو نے شناخت سے انکار کیا تو ذیلدار اور نمبردار نے
کس طرح اُس کو دم دلاسا دیا۔ اور کس طرح ایک آدمی جو لنواں پنڈ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے غیر حاضر تھا شناخت کیا گیا اور سزا یاب ہُوا +

مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے قیدیوں کے ایک گروہ کے مقدمہ کی اثناء میں ہرائن سنگھ سے منگل سنگھ کے موقع پر موجود ہونے کی بابت پُوچھا۔ وُہ یوں بیان کرتا ہے:-

کشن چند کہتا ہے کہ اُس نے مسٹر پینی اور مسٹر بوس ورتھ سمتھ اور دُوسروں کے کیمپوں کو چار سو روپیہ کا راشن بہم پہنچایا۔ اور لوگوں نے روپیہ اکٹھا کر کے دیا (۶۱۹ ب) +

جوالی زوجہ کاہن سنگھ بیان کرتی ہے کہ اُس کا خاوند جس کی عمر ۷۰ سال کی ہوگی اور بہت کمزور تھا گرفتار کیا گیا۔ وُہ کہتی ہے کہ پولیس جو ڈیوٹی پر تھی ہمیں اپنے رشتہ داروں کو بلا کچھ لئے کھانا وغیرہ نہیں دینے دیتی تھی۔ دُوسروں کی طرح مَیں فی آدمی ایک روپیہ یومیہ دیتی تھی۔ (۶۲۰ ب) +

نند سنگھ کہتا ہے کہ گاؤں کی تمام نرینہ آبادی جو دس سال سے اُوپر اُوپر تھی بُلا لی گئی۔ اور صبح سے شام تک اُن کو قطاروں میں دُھوپ میں بٹھایا گیا۔ مسٹر بوس ورتھ سمتھ بھی وہاں تھا۔ میرے بھائی بھگوان سنگھ نے ہاتھ باندھے اور کھڑا ہو کر کہا کہ وُہ بے گناہ تھا اور اُس نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ اس پر مسٹر بوس ورتھ سمتھ خفا ہو گیا اور اُس کو مار پیٹ کا حکم دیا گیا۔ ایک رسی منگائی گئی جو کہ سترو چوکیدار لایا۔ اُس کے ساتھ بھگوان سنگھ کو فوراً باندھ دیا گیا اور سترو کو حکم دیا گیا کہ اُس کو بیت لگائے اور اُس نے ۱۲ ضرب بیت لگائیں۔ اُس وقت مسٹر بوس ورتھ سمتھ اُس کے پاس کھڑا تھا اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہتا تھا۔ میں پرواہ نہیں کرتا ہوں اگر وہ مرجاوے گا۔ وہ بیہوش ہوگیا اُس کے منہ میں پانی ڈالا گیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد وہ ہوش میں آیا تب اُس کو تھانہ دار لے گیا اور گرفتار کرلیا۔ اس سے سب لوگ ڈر گئے۔ اور کسی نے بولنے کی جرأت نہ کی۔ سب کے اردگرد سپاہی بندوقیں لئے کھڑے تھے اور مسٹر بوس ورتھ سمتھ کہتا تھا کہ اگر کوئی آدمی بولا تو اُس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جاوے گا (۶۲۱ ب)۔

گاؤں پر دس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا۔ اور اس کا ایک تہائی گذشتہ فصل ربیع میں وصول کیا جا چکا ہے۔

۱۶۔ چوہڑکانہ

یہ ایک مشہور منڈی ہے۔ جہاں گردونواح کے دیہاتوں سے سینکڑوں لوگ غلہ منڈی کے لئے لاتے ہیں۔ موضع چوہڑکانہ منڈی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چوہڑکانہ سٹیشن منڈی کے نزدیک ہے۔ ۱۲ تاریخ کو ہڑتال کی گئی۔ اور اس سے ایک دن بیشتر یعنی گیارہ تاریخ کو ہڑتال کا اعلان کرنے کے لئے ایک میٹنگ کی گئی۔ جس میں سب نے حتیٰ کہ میونسپل کمشنروں نے بھی حصہ لیا۔ ۱۴ تک کوئی وقوعہ نہیں ہوا۔ مگر ۱۵ تاریخ تک امرتسر و لاہور کے واقعات کی خبر ہر ایک کو پہنچ گئی۔ اور لوگوں میں سخت جوش پھیل گیا۔ کچھ منڈی کے لوگ اور کچھ گاؤں والے جو منڈی میں موجود تھے۔ ریلوے سٹیشن کی طرف روانہ ہوئے اور دن دہاڑے ریلوے گینگ سے ہتھیار لئے۔ پٹڑیوں کو اُکھاڑ دیا اور سٹیشن کو جلا دیا۔ اس کے بعد فوج کی کلدام

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو ہیں حرب جنگ لئے ہوئے گاؤں میں آ پہنچیں +

اور بے امتیازی سے کافی گولی برسائی گئی۔ رائے صاحب سری رام سُود نے ہنٹر کمیٹی کے روبرو اپنی شہادت میں گولی چلانے کو واجبی ٹھہرانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن جس قدر شہادت ہمارے قبضہ میں ہے وُہ اس کے بیان کو باطل کرتی ہے۔ درحقیقت اُس کو اپنے منہ سے ہی ملامت ہو گئی ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ مارشل لا کے اعلانوں سے پیشتر گولیاں چلائی گئی تھیں۔ رائے صاحب سری رام سود کئی سال سے سب ڈویژنل افسر ہے اور اگست ۱۹۱۹ء سے اس ضلع میں کام کر رہا ہے۔ لہذا وُہ لوگوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اُس نے اپنے آپ کو اس گولی باری کا اعلیٰ تریں ذمہ وار بنایا ہے۔ اور جب لالہ جگت رام نے جرح کرتے ہوئے پُوچھا تو اُس نے کہا کہ اُس کا حکم یا اختیار تعزیرات ہند سے حاصل کردہ ہے +

سر چمن لال کے جواب میں جب اُس نے پُوچھا کہ وُہ کس طرح اس نتیجہ پر پہنچا کہ گولی چلانی چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ چونکہ ہم کو پہلے پتہ لگ چکا تھا کہ مجمع وہاں اکٹھا ہو چکا ہے اور یہ ایک معتبر اطلاع تھی +

پھر وُہ کہتا ہے کہ میں پہلے ہی سُن چکا تھا کہ جو ہڑ کانہ کے لوگ منڈی لوٹنے آ رہے ہیں۔ اس پر سر چمن لال۔نے دریافت کیا کہ کیا اسی واسطے تم نے پہلے ہی بلا مزید تحقیقات کے گولی چلانی شروع کر دی آپ فرماتے ہیں کہ ہاں ہم گولی چلانے کا پکا ارادہ کر چکے تھے۔ تب اُس نے پُوچھا کہ کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ لوگوں کو خوف زدہ کر دیا جاوے تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔ اگر ضرورت ہو اور ہم نے اس کو ضروری جانا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

س۔ چمن لال۔ گولی چلانے کے بعد تم اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے؟

ج۔ ہاں۔

پھر آپ لوگوں کی حرکات بیان کرتے ہیں:۔

س۔ حرکات سے تمہاری کیا مراد ہے۔ کیا وُہ کوئی شرارت تو نہیں کر رہے تھے؟

ج۔ نہیں اُس وقت وُہ کوئی شرارت نہیں کر رہے تھے۔ کچھ لوگ گاؤں سے باہر آ رہے تھے اور کچھ گاؤں میں داخل ہو رہے تھے۔

س۔ تم نہیں جانتے ہو کہ اُن کا گاؤں سے باہر آنے اور گاؤں کے اندر جانے کا کیا مقصد تھا؟

ج۔ خیر۔ اُن کا مقصد اسلحہ دان گاڑی پر حملہ کرنے کا تھا۔

س۔ اتنے فاصلہ سے تم نے کیسے جان لیا کہ وُہ اسلحہ دان گاڑی پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں؟

ج۔ بدقسمتی سے میں اُن چیزوں کو جو میرے دماغ میں ہیں روشن نہیں کر سکتا ہوں۔

س۔ لالہ صاحب معاف کرنا۔ ہم صرف اُن اسباب کا ذکر کر رہے ہیں جو تم اُس وقت رکھتے تھے۔ اور جو کچھ تم نے اُس وقت دیکھا؟

ج۔ میں نے کہا کہ وُہ آ جا رہے تھے۔ اور میں نے خیال کیا کہ وُہ جمع ہو رہے ہیں۔

س۔ لیکن تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُن کا مقصد کیا تھا؟

ج۔ وہ کسی بُرے ارادے سے جمع ہو رہے تھے۔

س۔ اس، رہے کہ کچھ لوگ گاؤں سے باہر آ رہے تھے۔ اور کچھ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گاؤں کے اندر جا رہے تھے۔ تم نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ کسی بُرے ارادے سے جمع ہو رہے تھے؟

ج۔ اُنہوں نے ہماری اسلحہ کی گاڑی دیکھی اور اس پر بھی چھپے نہیں اس سے اور کیا نتیجہ اخذ کرو گے؟

یہ شہادت رائے صاحب نے ۷ر دسمبر ۱۹۱۹ء کو دی تھی۔ جو شہادت ہم نے اپنی طرف سے اکٹھی کی ہے وہ اس سے بہت پہلے کی ہے۔ اور ہم نے چھ ممبر کو اس کا پھر سے امتحان کیا۔ ہماری شہادت ظاہر کرتی ہے کہ کوئی مجمع نہیں بن رہا تھا۔ اور جو حرکات رائے صاحب نے دیکھیں اُس کا مقصد اس کے بالکل خلاف تھا۔ جو رائے صاحب کے تصوّر میں آیا۔ لوگ ڈر کے مارے گاؤں سے باہر جا رہے تھے اور چُھپ رہے تھے۔

دولا سنگھ جٹ جو کافی سمجھ دار ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اُس کو سمجھتا ہے۔ وہ اس معاملہ کو مکمل طور پر جانتا ہے وہ کہتا ہے کہ

اُنہوں نے کلدار توپ اُن لوگوں پر داغ دی جو بوجہ خوف گاؤں سے بھاگے جا رہے تھے۔ میں نے کلدار توپ کے فائر سے تین آدمی زخمی ہو کر گرتے دیکھے۔ مولا بخش اور کرتار سنگھ میونسپل کمیٹی کے ممبر گاڑی میں موجود تھے (۴۶۹ ب)۔

گنپت مل کہتا ہے کہ کلدار توپوں سے گولی باری ایک عرصہ تک جاری رہی اور لوگ اِدھر اُدھر بھاگتے رہے .... ۱۷ اپریل کو پھر وہی طریقہ اختیار کیا گیا۔ گورے سپاہی کلدار توپیں لے کر آ موجود ہوئے۔ وہ گاڑی سے اُترے اور اُن لوگوں پر گولی برسا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دی جو اِدھر اُدھر جا رہے تھے (شہادت)۔

اس طرح جبکہ ہم بات کو اتنا طول نہیں دیں گے کہ کہ دیں۔ کہ اعلان مارشل لا سے پیشتر گولی چلانا ناجائز تھا۔ لیکن ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ گولی باری جس کا سب ڈویژنل افسر نے ذکر کیا وہ ایک کار تعجیل۔ نااندیشندہ اور بے احتیاط زمانہ تھی۔ اور بوجہ دہشت یا آگ لگانے کے وقوع میں آئی۔

دہشت زدہ کرنا افسروں کا کام نہیں ہے۔ یہ استحکام کی نشانی نہیں بلکہ کمزوری کی نشانی ہے۔ اظہار انصاف کی نہیں بلکہ ارتکاب جرم کی۔ ایک گناہگار ضمیر ہی دہشت دینے والے طریقے اختیار کرتی ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں آتش زنی۔ لوٹ اور تار وغیرہ کا کاٹنا یہ سب خراب۔ ناجائز اور ناروا ہیں۔ اور یہ کہ ملزم سزا کے واجبی کے مستحق تھے۔ لیکن جو کچھ بھی کہ لوگوں نے کیا وہ ممکن طور پر اندھا دھند گولی چلانے کو۔ جس سے کئی معصوم جانوں کا نقصان ہوا۔ اور کئی بے گناہ لوگوں کے عضو ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گئے۔ اور دوسرے وحشیانہ افعال جو کام میں لائے گئے تاکہ کل آبادی کو دہشت ناک کیا جاوے جائز قرار نہیں دے سکتا ہے۔

دوسری تدابیر کم و بیش ہر ایک جگہ ایک ہی تھیں۔ جوہڑکانہ میں سپاہیوں کی لوٹ گھسوٹ کے بارہ میں جو شہادت ہے۔ وہ دوسرے مقاموں کی نسبت زیادہ مستحکم اور کثیر ہے۔ چوپائے جبراً چھین لئے جاتے تھے۔ اور سپاہیوں کے لئے دودھ لئے جاتے تھے بکرے۔ برتن۔ کھانے کی چیزیں مالکوں کی غیر حاضری میں لے لی

جاتی تھیں۔ اُس نقصان کا جو لوگوں کو اس طرح سے مارشل لا کے عہد میں اُٹھانا پڑا اندازہ لگانا مشکل ہے +

سچا سنگھ کہتا ہے کہ پولیس نے مجھے ڈرا کر ایک بسترہ لیا اور ابھی تک واپس نہیں کیا گیا ہے۔ (۴۴۹ ب) +

شام سنگھ اس طرح اظہار کرتا ہے کہ اس کا کھیت جبراً سپاہیوں نے اپنے گھوڑوں کے واسطے جو وہاں موجود تھے لے لیا (۴۶۴ ب) +

موہن لال کہتا ہے کہ جب مسٹر موتھ ورتھ سمتھ آیا تو ۵۴ روپیہ کا راشن وغیرہ ہماری دوکان سے لے لیا گیا۔ لیکن اس وقت تک کوئی قیمت ادا نہیں کی گئی (۴۷۴ ب) +

حویلی رام کہتا ہے کہ میرے گھر اور دوکان کی دس پندرہ دن تک قفل بندی رہی .... منڈی کی کٹڑی دوکانوں کی تلاشی ہوئی۔ گورے سپاہی منڈی میں گشت کیا کرتے تھے۔ اور لوگوں پر ظلم ڈھایا کرتے تھے۔ وہ دوکانوں میں گھس جایا کرتے تھے اور جو دل چاہتا تھا اُٹھا لے جاتے تھے +

گنپت مل کہتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے راشن کے لئے جو کچھ دیکھا اُٹھا لے گئے۔ مرغیاں۔ انڈے۔ بکرے۔ دودھ۔ یہ سب کچھ لوگوں سے جبراً چھین لیا جاتا تھا۔ پولیس والے لوگوں کے پاس آتے تھے اور بستر مانگتے تھے جو لوگوں کو دینے پڑتے تھے کیونکہ لوگ بہت ہی ڈرے ہوئے تھے۔ اور وہ بسترے ابھی تک واپس نہیں دیئے گئے ہیں۔ پولیس کمینیں کا دودھ مجھ سے جبراً لے لیتی تھی۔ اور میرے بچوں کے واسطے کچھ بھی نہیں چھوڑا جاتا تھا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں نے ایک بسترہ دیا تھا جو ابھی تک مجھے واپس نہیں ملا ہے......

...... ایام مارشل لا میں مجھے پچیس روپیہ منڈی کی طرف سے اور دس روپیہ گاؤں کی طرف سے فوجی اخراجات راشن کے واسطے دینے پڑتے تھے (ص ۴۵۸)۔

بعض دوکان دار جنھوں نے فوجیوں کو راشن بہم پہنچائے تھے اُنھوں نے اُن اشیاء کی فہرست حکام کو بھیجی۔ اور جواب میں سپرنٹنڈنٹ گوجرانوالہ لکھتے ہیں :-

یہ تھانہ دار کو واپس بھیج کر لکھا جاوے کہ کسی وجہ سے بھی یہہ روپیہ اب وصول نہیں ہو سکتا ہے۔ اور درخواست کنندوں کو سمجھا دیا جاوے کہ وُہ بار بار ہم کو تکلیف نہ دیں۔

گاؤں والوں کو فصل کاٹنے سے کچھ عرصہ باز رکھا گیا۔ اور بعض صورتوں میں اُن کی فصلیں بلا کسی منصفانہ سبب کے ضبط کر لی گئیں۔ یہہ افعال عملی طور پر مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے جان لئے ہیں جو ان علاقوں میں مارشل لا کی عملداری کا اعلیٰ ترین ذمہ وار تھا۔

شان سنگھ کہتا ہے کہ جو نقصان میری فصل کا ہوا اُس کا تخمینہ دو ہزار روپیہ ہے۔ (ص ۴۵۴)۔

جوایا کہتا ہے کہ میرا چنوں کا فصل سوا تین کلّے تھا۔ اور شیر سنگھ کی فصل کے نزدیک تھا اُس کو فوجی سپاہیوں کے گھوڑوں کے واسطے استعمال کر لیا گیا۔ اور کچھ قیمت ادا نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ جب اُن کو ایسا کرنے سے منع کیا گیا تو اُنھوں نے مجھے دھمکی دی۔ کہ اگر تم سبز چارہ لینے سے ہم کو روکو گے تو ہم تم کو صاحب کے پاس لے جاوینگے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور تم کو سزا ملے گی (۴۵۶/ب)۔

گنپت کہتا ہے کہ یہ بھی حکم دیا گیا تھا۔ کہ جو لوگ گاؤں میں حاضر تھے وہ گاؤں میں ہی حاضر رہیں۔ اور کوئی فصل گندم کی کٹائی کے واسطے باہر کھیتوں میں نہ جاوے۔ اُس نے (صاحب بہادر نے) پٹواریوں کو حکم دیا کہ وہ کھیتوں میں گشت لگائیں۔ تاکہ لوگ نہ فصل کاٹیں اور نہ ہی اپنے جانوروں کو چارہ ڈالیں۔ یا اور کسی طرح سے اُن کی خبر گیری کریں۔ لہذا جانور بلا خبر گیری آوارہ پھرتے رہے اور فصلیں برباد ہو گئیں۔ اور بعض فصلیں فوجیوں نے خراب کر دیں۔ اور ہم کو صرف حاصل فصل کا چوتھا حصہ ہی ملا (۴۵۸/۵۹۷)۔

اس سے پیشتر جو نام نہاد مقدمات اور کارروائیاں ہوئیں اُن کی بابت بیانات اُن امورات سے بھرے پڑے ہیں۔ جو اُن سب باتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ جو دوسرے مقاموں کی نسبت کہی جا چکی ہیں۔ مسٹر ٹوڈرمل کہتا ہے کہ جب شناخت کی صف آرائی ہو رہی تھی۔ مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے فرمایا کہ

"میں صرف بڑے بڑے آدمی چاہتا ہوں۔ وہ گندی مکھیاں ہیں۔ میں عام لوگ نہیں چاہتا ہوں"

یہ گواہ سردار کرتار سنگھ نے بطور گنہگار کے چنا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے خود اس پر اعتراض کیا۔ اور اُس سے پوچھا کہ اُس نے کس طرح میرا نام لے دیا ہے تو اُس نے کہا کہ میں وجوہات نہیں دے سکتا ہوں۔ کیونکہ سی۔ آئی۔ ڈی نے اُس کو منع کر رکھا ہے۔ اور جو کچھ کہ کرنا ضروری ہے وہ کیا جاویگا (۴۵۰/۵۸۹)۔ اُس پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ مگر مارشل لا کمیشن نے اُس کو رہا کر دیا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کانشی رام کہتا ہے کہ ڈیفنس کی گواہی جو ہم ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کے پیش کیا چاہتے تھے اُس کی ہم کو اجازت نہ دی گئی۔ اور نہ ہی کسی آدمی کے بیانات قلمبند کئے گئے (۴۵۱/۵۹۰) +

ماناسنگھ کہتا ہے کہ اُس کا لڑکا اجاگر سنگھ دوائی لینے گیا تھا۔ مگر بمعہ دوسروں کے گرفتار ہو گیا۔ اُس نے عذرداری کی جس پر لنگڑے صاحب نے (مسٹر بوس ورتھ سمتھ) کہہ دیا کہ اس کو درخت سے باندھ کر ۲۵ کوڑے لگاؤ........ وہ ایک اندھیری کوٹھڑی میں دس دن تک رکھا گیا اور جب نہری آرامگاہ پر ملازموں کو شناخت کیا گیا۔ کسی نے بھی اُس کو شناخت نہ کیا۔ لہذا اُس کو چھوڑ دیا گیا (۴۴۸) +

حویلی رام کہتا ہے کہ ایک دن اروڑا سنگھ چوکیدار نے سب منڈی والوں کو مطلع کیا کہ سب کے سب کل صبح نہری بنگلہ پر حاضر ہوں۔ اور جو غیر حاضر ہوگا اُس کی جائیداد ضبط کر لی جاوے گی۔ ہم اگلی صبح کو بنگلہ پر پہنچے۔ اور بغیر کچھ کھانے پینے کے وہاں بیٹھے رہے۔ ہم سب کو ۱۲ بجے دوپہر کو دھوپ میں کھڑا رہنے کو کہا گیا اور پورے دو گھنٹہ ایسا کرنا پڑا۔ وہ تمام لوگ جن کو ریلوے قلیوں نے نمبرداروں کی نظیر پر شناخت کیا تھا اُن کو گرفتار کر لیا۔ اور تھانہ میں لے گئے۔ اُن کو کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا گیا تھا۔ اور اگر کوئی آدمی اُن کو کچھ کھانے یا پینے کو دینا چاہتا تھا۔ تو اُس کو زدوکوب کی جاتی تھی اور بُرا بھلا کہا جاتا تھا۔ اُن کو اگلے دن لاہور لے گئے۔ اُن کو زمروں میں لایا گیا اور حکم سُنا دیا گیا (۴۵۲/۵۹۲) +

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سردار شام سنگھ کہتا ہے کہ مجھے بمع دوسرے گرفتار شدہ آدمیوں کے ایک سرائے میں محبوس کیا گیا - اور میرے ہاتھوں کو پیٹھ کی طرف کر کے ہتھ کڑیوں سے باندھا گیا تھا - مجھے وہاں پندرہ سولہ دن کھا گیا - میں اپنا کھانا بھی نہیں کھا سکتا تھا - اور نہ ہی اس صورت میں اپنی پگڑی باندھ سکتا تھا - اور مجھے رات کے وقت بھی ہتھ کڑیوں سے رہا نہیں کیا جاتا تھا - اُس وقت جو دوسرے آدمی میرے ساتھ محبوس تھے - میرے مُنہ میں خوراک کے لقمے ڈالا کرتے تھے - دوسرے ہی میری پگڑی میرے سر پر باندھا کرتے تھے میرا بڑا بھائی کاہن سنگھ بھی میرے ساتھ محبوس تھا - اُس کے پاس ایک عربی نسل کا گھوڑا تھا - جو تھانیدار علی محمد نے اُس سے اس شرط پر مانگا کہ وہ اُس کو چھوڑ دیگا - میرے بھائی نے جواب دیا کہ وہ بالکل بے گناہ ہے اور مفت میں گھوڑا نہیں دیگا - تھانیدار میرے بھائی کے اس انکار پر بہت غصہ میں آیا - اور کہا کہ وہ اُس پر کئی الزام لگا دیگا - پہلی بات جو اُس نے کی یہ تھی کہ چوری سے سٹیشن بابو کی اشیاء اُس نے میرے بھائی کے گھر میں رکھ دیں - اور بعد تفتیش کے وہاں سے برامد کر لیں - .... تھانیدار نے کہا کہ اگر بھائی کو بچانا چاہتے ہو تو پانچ سو روپیہ دو - میں نے ادا کرنے سے انکار کیا - تو میرا بھی بھائی کے ساتھ چالان کر دیا - لیکن بعد میں میری عورت نے کسی سے پانسو روپیہ اُدھار لیا اور سندر سنگھ زمیندار سکنہ چک منورا - شیخوپورہ کے ذریعہ تھانیدار کو دیا - اُس پر تھانیدار نے مجھے چھوڑنے کا وعدہ کیا ...... تھانیدار نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اُن آدمیوں کو جن کو میرے خلاف گواہی دینے کو کہا گیا تھا - گواہی دینے
سے منع کر دیا - اور اُن کی جگہ ایک معمولی سا آدمی مقرر کر دیا - گواہی بے اثر
ہونے کی وجہ سے یہ کارروائی میری رہائی کا باعث ہوئی (۴۵۴/۵۹۴)

ایک اندھا آدمی بھی اس دخل اندازی سے نہ بچ سکا - لدھال سے
جو ایک اندھا آدمی ہے - کہا گیا کہ وہ اپنے لڑکے کو حاضر کرے - اور
چونکہ لڑکا اس وقت موجود نہ تھا - اس لئے اُس کو گرفتار کر لیا گیا - اور
اُس وقت چھوڑا گیا جس وقت ماں نے لڑکے کو حاضر کر دیا (۴۶/۷۲)

گنپت مل بیان کرتا ہے کہ مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے دیہاتیوں کو
حکم دیا کہ وہ اکٹھے ہوں وگرنہ اُن کی جائداد جلائی یا ضبط کر لی جاوے گی -
وہ کہتا ہے -

لہذا تمام لوگ ڈر کے مارے دربار صاحب میں جمع ہوئے - اور لنگرلے
صاحب نے پٹواری کو حکم دیا کہ فہرست مردم شماری لائے - لالہ سری رام
ڈپٹی شیخورہ نے اس فہرست سے غیر حاضروں کے نام پکارے - مستورات
کو بھی بذریعہ پولیس بُلایا گیا - صاحب نے اُن مستورات کو حکم دیا کہ وہ
اپنے شوہروں کو حاضر کریں وگرنہ اُن کے گھر جلا دیئے جاوینگے اور
زمینیں ضبط کر لی جاوینگی - اس حکم کے بعد اُن کو جانے کو کہا گیا - اور
غیر حاضر مردوں کے بھائی اور باپ جو وہاں تھے گرفتار کر لئے گئے - اور
اُن کو لے گئے - وہ آگے چل کر کہتا ہے - گرفتار شدہ آدمی دس دس
بارہ بارہ کے زمروں میں لائے جاتے تھے - اور ہر ایک کو سو روپیہ
جرمانہ اور دو سال کی قید کی سزا سُنا دی جاتی تھی - کوئی شہادت
نہیں لی گئی تھی - اُن سے صرف یہی کہا جاتا تھا کہ معافی مانگو اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لوگ کہتے تھے کہ:۔"صاحب ہم بے گناہ ہیں۔ اگر ہم نے کچھ کیا ہوتا تو ضرور معافی مانگ لیتے" (الف ۴۵۱)

سردار ہرنام سنگھ کہتا ہے:۔

میں چار سو روپیہ معاملہ دیتا ہوں۔ اور میں نے آٹھ سو روپیہ کے پونڈ خریدے ہیں۔ میں ساٹھ روپیہ ہاؤس ٹیکس دیتا ہوں۔ میرا بھائی خوشحال سنگھ گرفتار کیا گیا۔ میں نے مسٹر مارٹن کو ایک ہزار روپیہ کی فیس پر مختار کیا لیکن کسی نے اُس کو پیروی مقدمہ کی اجازت نہ دی۔ اور کسی نے شہادت صفائی نہ لی۔ جو وقت پر موجود تھی۔ اور نہ ہی اُنکو بُلایا گیا۔ خوشحال سنگھ کے مقدمہ کا پانچ منٹ کے اندر اندر فیصلہ کر دیا گیا۔ وہ کہتا ہے کہ تمام مقدمات میں مسٹر بوس ورتھ سمتھ یا کوئی پولیس انسپکٹر جو حاضر ہوتا تھا وہ ملزم کو اِس طرح مخاطب کیا کرتا تھا۔

کیا تم معافی مانگتے ہو۔ اس پر لوگ علی الدوام یہی جواب دیا کرتے تھے کہ حضور ہم بے گناہ ہیں۔ ہم کو معاف کرنا چاہئے۔" اور اس کو فائل میں درج کر لیا جاتا تھا۔ گویا کہ اُنھوں نے قصور کا اقرار کر لیا ہے۔ کوئی شہادت صفائی نہیں لی جاتی تھی۔ اور نہ ہی ڈیفنس کی تیاری کے لئے موقع دیا جاتا تھا۔ پہلے دن کوئی سو آدمیوں کو سزا ہوئی۔ اور دو تین گھنٹہ کے اندر اندر ہی اُن کے فیصلے اور حکم بھی لکھے گئے (ب ۴۴۴)

پندرہ سو روپیہ چوہڑکانہ سے بطور جرمانہ وصول کیا گیا۔ اور اس میں سے منگل سنگھ اور اُس کے بھائی کو دو سو تیس روپیہ دینے تھے (ب ۴۶۰) لالہ فقیر چند جنگی مل کی فرم کو پچاس روپیہ فوج کے اپریل کے اخراجات کے واسطے دینے پڑے اور ایک سو چودہ روپیہ تعزیری پولیس کے واسطے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور بیس روپیہ لاٹ صاحب کے میموریل کے واسطے دینے پڑے۔ ایجنٹ ہم سے بیان کرتا ہے کہ یہ رقمیں جبراً وصول کی تھیں (نمبر ۴۷)

۱۷۔ شیخوپورہ

شیخوپورہ ایک تاریخی مقام ہے۔ یہ لاہور سے پچیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور ضلع گوجرانوالہ کی آخری قابل ذکر جگہ ہے۔ اِس کا نام بادشاہ جہانگیر کے نام کنیت پر ہے۔ یہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رانی تاکین کی جائے رہائش بھی رہ چکا ہے۔ اس کی آبادی کوئی اڑھائی ہزار کی ہے۔

شیخوپورہ میں ۶۔ اپریل کو ہڑتال ہوئی۔ یہ ہڑتال لوگوں نے اپنی خواہش سے اور مکمل طور پر کی۔ اگرچہ تھانیدار پولیس نے بہت دخل اندازی کی تھی۔ شام کو ایک جلسہ ہوا جس میں جیساکہ افسروں نے بھی مانا ایسے لیکچر ہوئے جو حدود اعتدال کے اندر تھے۔

سب ڈویژنل افسر رائے صاحب سری رام سود نے بے سود جلسہ کو روکنے کی کوشش کی۔ اور اِس بات کے لئے وکیلوں کو بُلایا اور اُن سے دھمکی آمیز زبان استعمال کی۔ ۱۳ تاریخ تک مکمل امن وآمان رہا۔ لیکن امرتسر و لاہور کے واقعات کی خبر کا شیخوپورہ کی آبادی پر بھی اثر پڑا۔ اور ۱۴ کی صبح کو پھر ایک خود بخود اور مکمل ہڑتال ہوئی۔ جس میں بھی کوئی ظاہرا وقوعہ نہیں ہوا۔ اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ ایک تندور والے کی دوکان جبراً بند کرائی گئی تھی۔ اور یہ کہ اُس پر حملہ کیا گیا تھا۔ مگر اِس کے بیان سے انکار کیا گیا ہے۔ باوجودیکہ سمری عدالت میں اِس عقیدہ کی تحریر موجود ہے۔ تاہم رات کے وقت نا معلوم اشخاص

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

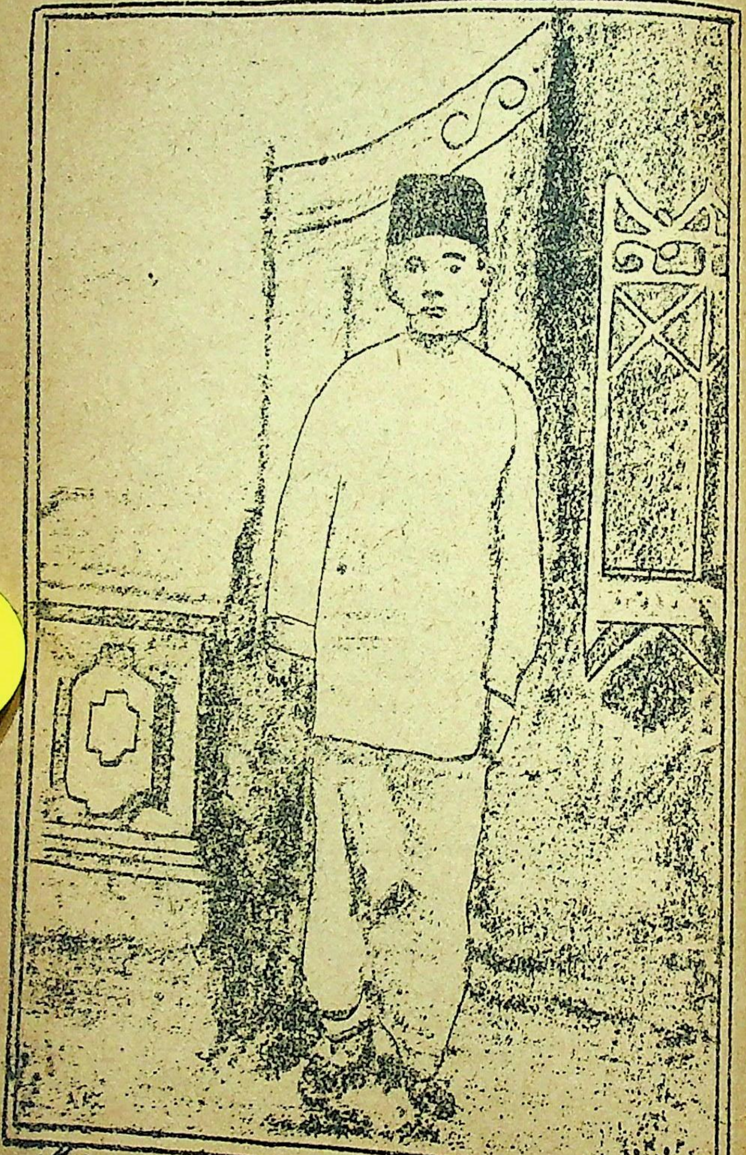
تار برقی اور سنگلوں کی تاریں کاٹ ڈالیں۔ ممکن ہے کہ وہ شیخوپورہ ہی کے لوگ ہوں۔

بہر صورت فساد ہڑتال سے نہیں پیدا ہوا ہے۔ لیکن ۱۹ تاریخ کو ویسے ہی مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا۔ اور جو کچھ دوسرے مقاموں کی بابت لکھا جا چکا ہے۔ وہ شیخوپورہ میں بھی واقع ہوا۔ وکلاء پر خاص نظر عنایت رہی۔ وہ خاص ہی ذلتوں کے زیر اثر رہے۔ اُن کو گرفتار کیا گیا۔ اور ۴۰ روز تک زیر حراست رکھا گیا۔ پھر اُن کو چھوڑ دیا گیا۔ بغیر اس بات کے جتلانے کے کہ اُن کو کس بنا پر پکڑا تھا۔ شیخوپورہ کی خاص خصوصیت یہ تھی کہ تمام نرینہ آبادی دس سال سے اوپر اوپر کو ایک قطعہ زمین صاف کرنے کے واسطے مجبور کیا گیا۔ اور یہ اُن کو محض ذلیل کرنے کی خاطر تھا۔ نام نہاد تفتیش کے واسطے اُن کو صبح سے لیکر شام تک ایک ہفتہ بھر حاضر ہونا پڑا۔ سکول کے لڑکوں کو بھی دوسرے مقامات کی طرح حاضری دینی پڑتی تھی۔

ایک ساٹھ سالہ معزز آدمی کو جو ۳۸ سال کا نمبردار تھا نیز ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس تھا۔ بھی گرفتار کیا گیا۔ اور صرف اس وجہ سے کہ اُس کے لڑکے شیخوپورہ میں موجود نہ تھے۔ جب اُن کو طلب کیا گیا۔ اُس کی جائداد ضبط کر لی گئی۔ اور اُس کے مزارعان کو فصل کاٹنے سے منع کر دیا گیا۔

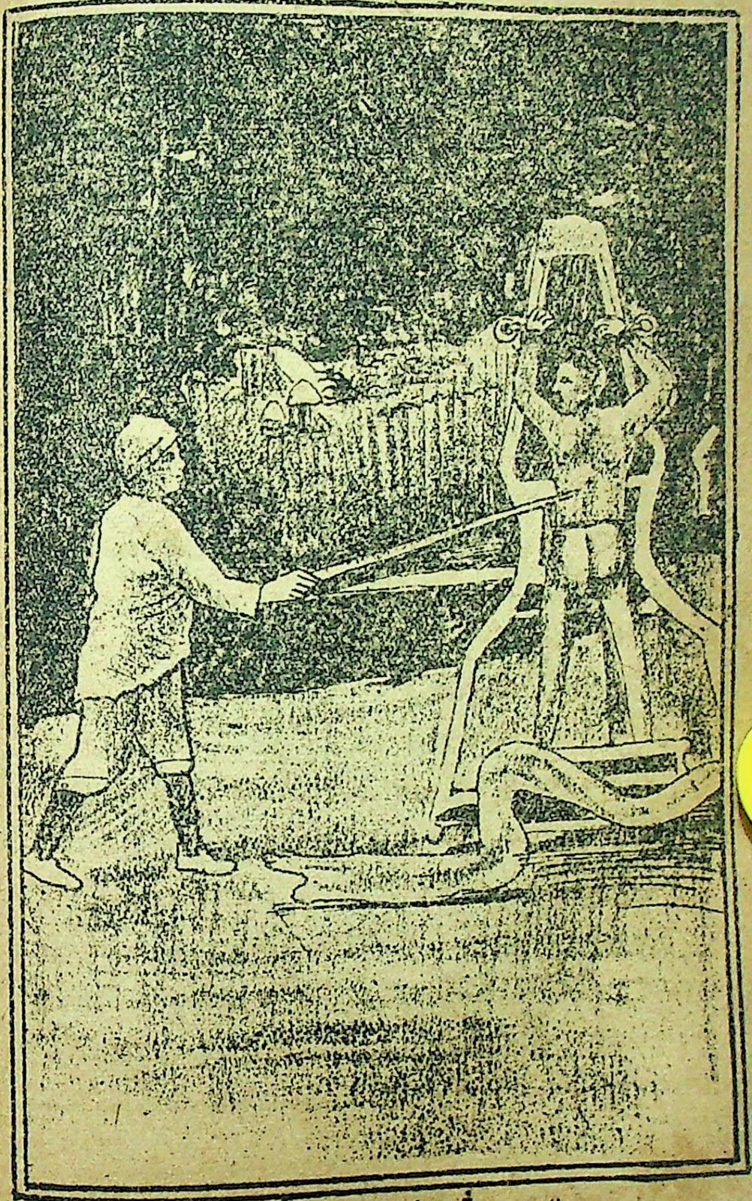
فوجی اور پولیس کے سپاہیوں نے لوگوں کے مال پر خوب ہاتھ صفا کئے۔ گواہیاں حاصل کرنے کے واسطے حسب معمول لوگوں پر دباؤ ڈالا جاتا تھا۔ اور مقدمات ویسے ہی خلاف انصاف ہوئے جیسا کہ دیگر مقامات میں۔ لیکن جو کچھ دوسری جگہوں میں کیا گیا اُس کے خلاف مسٹر بوسورتھ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



قمر [illegible] جس پر بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے کا الزام لگایا گیا

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



لاہور میں شارع عام پر ایک [illegible]

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے ہائی کورٹ میں رپورٹ دی تھی کہ وکلاء سے قانونی مشق کا حق چھین لیا جاوے۔

۷۰ بیانوں سے ہم نے صرف تیس نمائندگی کے طور پر انتخاب کئے ہیں جو متذکرہ بالا سب کے سب امور کی تصدیق کرتے ہیں۔

سردار بوٹا سنگھ بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ضلع کی وار لیگ کا ممبر تھا۔ اس نے بھرتی میں بہت مدد دی تھی۔ اور اس کام کے عوض میں اسکو ایک سرٹیفکیٹ بھی ملا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اُس نے ہڑتال میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ کیونکہ وہ اُن دونوں ایام میں کسی دوسری جگہ مشغول کار تھا۔ ۱۴۔ تاریخ کی بابت بھی تحریر کرتا ہے کہ کوئی مجمع کسی جگہ بھی اکٹھا نہیں ہوا تھا۔ اور کسی جگہ بھی کسی قسم کا اظہار ناراضگی نہیں کیا گیا تھا۔ اور لوگوں نے کوئی بھی غیر معمولی کام نہیں کیا تھا۔ بمع دوسرے وکلار کے اُس کو یک لخت ۱۹ تاریخ کو گرفتار کر لیا گیا۔ وہ سب ۲۵ فوجی سپاہیوں کی زیر حراست کئے گئے۔ جن کے پاس بارود سے بھری ہوئی بندوقیں تھیں۔ اور جن کو سنگینیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ اس حالت میں اُن سے شہر میں پریڈ کرائی گئی۔ اور ایک سے زیادہ بار گندی جگہوں میں گاؤں والوں کے سامنے بٹھایا گیا۔ ایک گھنٹہ تک اُنکی دقت بھری حالت لوگوں کو دکھانے کے بعد ڈبل مارچ کرا کر ایک اسلحہ آگاڑی کی طرف لے گئے .... میں (بوٹا سنگھ) بوجہ بیماری دوسرے وکیلوں کے ساتھ ساتھ چل نہیں سکتا تھا۔ اس لئے مجھے بُرا بھلا کہا گیا۔ مجھ پر ہنسی اُڑائی گئی۔ اور چھڑیوں سے زدوکوب ہوئی۔ پھر قیدیوں کو لاہور لے گئے۔ اس سفر میں دو گھنٹے لگے۔ اُن کی متواتر

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

درخواستیں کہ اُن کو حاجات ضروریہ سے فارغ ہونے کی اجازت دی جاوے۔ محافظ نے نامنظور کیں۔ اور بہت شام گذرے تک اُن کو کوئی خوراک نہیں دی گئی۔ ریلوے سٹیشن سے اُن کو سنٹرل جیل میں لے گئے۔ وہاں اُن کو ہتھکڑیاں لگائی گئیں۔ اور تنہا کوٹھریوں میں ڈال دیا گیا۔ اُن کو اس بُری حالت میں چالیس روز تک رکھا گیا۔ اس طرح اُن کو نہایت ہی تکالیف و سختی جو ممکن ہو سکتی ہے برداشت کرنی پڑی۔ اُن پر اور بھی ذلالت اکٹھی کر کے ڈالی گئی۔ گویا کہ جو کچھ کیا جا چکا تھا وہ کافی نہ تھا۔ اور جس وقت بھی جبکہ اُن کو رہا کر دیا گیا ہتھکڑیاں لگے ہی شیخوپورہ کی طرف لے گئے۔ تھانہ کی طرف مارچ کرایا گیا۔ اور وہاں قصبہ کے اندر نائب تحصیلدار کے گھر لے گئے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ صرف اُن کی خفت کے واسطے تھا۔ اور آخر وہاں ہی اُن کو رہا کیا گیا (۲۶)

لالہ ہوشناک رائے جو ۵۰ سالہ اول درجہ کا وکیل ہے۔ اور دو گاؤں کا خاندانی نمبردار ہے اور وسیع زمینی جائداد رکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے:-

گذشتہ اپریل تک میں نے کسی پولیٹیکل جلسہ میں حصہ نہیں لیا۔ ۱۰ اپریل کی صبح کو سب ڈویژنل افسر نے مجھے بُلا بھیجا۔ اور میں نے امن و امان قائم رکھنے کے لئے افسروں سے مل جل کر کام کرنے کا وعدہ کیا اُس شام کو ڈویژنل افسر چوہڑکانہ کو چلا گیا۔ یہ امر اُس کی اُس شہادت کے خلاف ہے جو اُس نے لارڈ ہنٹر کی کمیٹی کے روبرو دی ہے۔ کیونکہ وہاں آپ نے فرمایا تھا کہ چوہڑکانہ کا امن صرف ظاہری امن تھا باطنی نہیں تھا۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ باوجود مندرجہ بالا تمام کارروائی

جلنے کے وقوعہ کے وہ شیخوپورہ سے چلا گیا۔ گواہ مذکور کہتا ہے کہ وہ ۱۵
تاریخ کی شام تک لوکل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے ساتھ مل کر کام کرتا رہا۔
وہ ۱۹ تاریخ کو بھی سب ڈویژنل افسر کے پاس گیا کہ اطلاع دے کہ شیخوپورہ
میں امن ہے۔ لیکن چند منٹ بعد اُس کو اُس کے گھر میں گرفتار کر لیا
گیا۔ اور اُس کو گھر کا دروازہ بند کرنے اور جیکٹ پہننے کی بھی اجازت نہ
دی گئی۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے ایک گندی جگہ پر بٹھائے رکھا۔ جبکہ آپ
گوسائیں مایارام جس کا دفتر میرے دفتر سے چند گز کے فاصلے پر تھا۔
کا انتظار کرتے رہے۔ مجھے بیٹھنے کی کوئی خواہش نہ تھی۔ کیونکہ میں
تھکا ہوا نہ تھا۔ لیکن ذلیل کرنے کی خاطر مجھے جبراً بٹھایا گیا۔ وہ لاہور
میں ریلوے حوالات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:- حوالات بالکل ہی
ناقابل بود و باش تھی۔ کیونکہ قبل ازیں بطور ٹٹی استعمال ہوتی رہی
تھیں۔ اور گندی بو سے بھری ہوئی تھیں۔ اُنکے جوتے اور پگڑیاں باہر
ہی اُتروالی تھیں۔ گوہر سنگھ نے بوجہ سکھ ہونے کے پگڑی کے اُتارنے
میں اعتراض کیا اور چاہتا تھا کہ اپنی عینک بھی پہنے رہے۔ کیونکہ بوجہ
تقاضائے عمر وہ اُن کے بغیر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اُس کے اعتراضوں
کا کوئی خیال نہ رکھا گیا۔ اور اُس کو اطلاع دیئے بغیر ہی نمبرداری سے
علیحدہ کیا گیا۔ اور حکام اعلےٰ نے اُس کی اپیل کو بلا اُس کا بیان سُننے کے
خارج کر دیا۔ ([illegible])

گوسائیں مایا داس بی۔ اے۔ ایل ایل بی کہتا ہے۔ کہ گرفتاریاں
علی الصبح ہوئیں۔ ہم نے ابھی مناسب طور پر پوشاک بھی نہیں پہنی تھی
اور بعض ابھی رات کا پاجامہ اور قمیض ہی پہنے ہوئے تھے کہ گرفتار ہوئے

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جبکہ مولوی علم صرف قمیض اور دھوتی ہی پہنے ہوئے تھا۔ ہماری اس درخواست کا جواب کہ ہمارے لئے کپڑے منگوا دیئے جاویں ایک ترش انکار اور بھویں چڑھانے سے دیا گیا۔ وہ ارادتاً ذلیل کرنے کے طریقہ کو واضح کرنے کی خاطر از دیاد کرتا ہے۔ کہ:-

میں سردار بوٹا سنگھ۔ مولوی علم الدین وکلاء اور جمعیت سنگھ ایک ہی کمرہ میں رکھے گئے۔ اور زمین پر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔ اگرچہ وہاں بیٹھنے کے لئے بنچ موجود تھے۔ سردار بوٹا سنگھ اُسی روز علی الصبح جلاب لے چکا تھا۔ وہ پیشاب کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے ایک محافظ سے درخواست کی کہ اُس کو ایسا کرنے کی اجازت دی جاوے۔ مگر لاحاصل۔ ہم میں سے ہر ایک نے یہ متواتر درخواستیں کیں جس پر ایک سپاہی نے جواب دیا کہ تم اس کو نگل نہیں سکتے ہو؟"

دوسرے نظارے بیان کرکے گواہ مذکور کہتا ہے کہ وہ سختیاں جو ہم کو جیل میں برداشت کرنی پڑیں ناقابل بیان ہیں۔ جیل کی حسب معمول خوراک چوپاؤں کے واسطے مناسب تھی نہ کہ انسانوں کے واسطے۔ ہم کو اپنی کوٹھڑی سے صرف آدھ گھنٹہ صبح اور آدھ گھنٹہ شام کو ٹہلنے کے لئے باہر نکلنے کی اجازت تھی۔ اور اس ایک گھنٹے سے بھی بعض دفعہ محافظ انکار کر دیتے تھے۔ جو ہمارے دروازے اپنی مرضی کے مطابق بند اور کھولا کرتے تھے (۴۶۳)

یہ گواہ ایک دلچسپ گفتگو بیان کرتا ہے۔ جو اس کے اور سب ڈویژنل افسر کے درمیان ہوئی۔

سب ڈویژنل افسر نے پہلے اس گواہ کو اور پھر دوسرے وکلاء کو

۶-اپریل کی میٹنگ میں حصہ نہ لینے کے لئے متنبہ کرنے کی کوشش کی
اور جب گواہ مذکور نے کامیابی کے ساتھ دکھلا دیا کہ میٹنگ میں
کوئی بات ناجائز نہ تھی اور یہ کہ میٹنگ میں جانا وکلا کے لائسنس
کے خلاف نہ تھا۔ تو افسر مذکور نے ذاتی وجوہات پر اُن کو اپیل کیا۔
جس پر گوسائیں مایا داس نے کمزوری کی وجہ سے رضامندی ظاہر
کر دی۔ اس کے بعد سب ڈویژنل افسر نے دوسرے وکلاء کو بُلا بھیجا
اور کہا کہ گوسائیں مایا داس نے میٹنگ میں جانے کا وعدہ کر لیا ہے۔
لیکن گوسائیں نے جب اس بات کو سُنا تو اُس نے کہا کہ میرے
دل پر چوٹ لگی۔ اور میں نے خیال کیا کہ سب ڈویژنل افسر نے دوسروں
کو ورغلانے کے لئے میرے نام کا غلط استعمال کیا ہے۔ پس میں نے
اُس کو لکھ دیا کہ میں میٹنگ میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور یہ کہ
اُس کو میرا نام اس طرح استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ (۱۰۳)
سردار پریتم سنگھ پلیڈر نے جو اتفاقاً گرفتار نہ ہوا تھا۔ مارشل لا
کی آمد کو دیکھا۔ جس کا اعلان ۱۹-اپریل کو کیا گیا تھا وہ اس کو یوں
بیان کرتا ہے: سب ڈویژنل افسر نے بذات خود اعلان کو پڑھا اور
پڑھنے کے بعد اُس نے لوگوں کو کہا کہ اگر تم دوبارہ ہڑتال کرو گے تو
نشانہ گولی بنا دیئے جاؤ گے۔ اس موقع پر اُس نے کئی معزز بوڑھوں
کی ٹھوڑیوں پر اپنی چھڑی کا سرا لگایا۔ پھر اُس نے کلدار توپوں کا
ڈراوا دیا۔ جس کا ذکر ہنٹر کمیٹی کے سامنے آ چکا ہے۔ خاتمہ اپریل میں
برٹش اور ہندوستانی سپاہیوں کے ایک متحرک دستہ نے سرکار کی طاقت
کلدار توپوں۔ اور بندوقوں سے لدی ہوئی موٹر کاروں سے نمایاں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی۔ کلدار توپ کے سامنے ایک چبوترے پر کئی ایک لوہے کے گولے پڑے ہوئے تھے۔ کلدار توپوں کو چلانے کے بعد جس سے لوہے کے گولوں کو توپ کی آگ سے چھید آگیا۔ اِن گولوں کو اُن لوگوں کو دکھایا گیا جن کو حکام نے یہ تماشا دیکھنے کے لئے مجبور کیا تھا۔ اُن کو جتا دیا گیا کہ اگر وہ پھر سرکار کے برخلاف باغی ہونگے۔ تو وہ اِن ہی کلدار توپوں کا نشانہ مشق ہونگے۔ تاہم یہ طاقت کا دکھلاوا اُس اعلان سے بڑھ جانے سے بیشتر ہوا تھا۔ جو کہ لفٹنٹ گورنر نے جاری کیا تھا۔ اور اُس میں لوگوں کو نصیحت کی گئی تھی کہ ملک میں دوبارہ امن و امان قائم کرنے کے لئے حکام سے مل جلکر کام دیں۔ یہ طاقت کا دکھاوا اور حکام کا ہاتھ بٹانا ایک مرکب بالعکس معلوم ہوتا ہے۔ ۷ مئی یا اس کے لگ بھگ ایک دوسری نمائش ہوئی۔ مگر یہ مختلف روش کی تھی۔ اس دفعہ مقصد نہ صرف لوگوں کو ڈرانا ہی تھا بلکہ اُن کو اُن کی بیچارگی دکھانا تھا۔ ہم پھر اُسی گواہ کی زبانی مندرجہ ذیل بیان دیتے ہیں :۔ اُس نے تمام لوگ دھوپ میں جمع کر لئے۔ اس میں وہ وکیل بھی شامل تھے جو گرفتار نہیں ہوئے تھے۔ وکلاء باقی آدمیوں سے علیحدہ کئے گئے۔ اور دو قطاروں میں کھڑے کئے گئے۔ پہلی قطار میں وہ وکیل تھے جو ۱۰۔ اپریل کی میٹنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ اور پچھلی قطار میں وہ تھے جو شامل ہوئے تھے۔ مگر کوئی سرگرم حصہ نہیں لیا تھا۔ اِس کے بعد مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے اپنی تقریر شروع کی۔ اور ہندوستانی وکلاء اس وعظ کا مضمون تھے! اور باتوں کے علاوہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہندوستان کے وکیل کمینی ذات کے ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کو سرکار کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بےگناہ زمیندار وں کو اس کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ذاتی طور پر اُس نے
مجھ سے پوچھا کہ میرا باپ کیا کام کرتا ہے۔ اور میں نے کہاں تعلیم پائی
ہے۔ جب میں نے اُس کو بتلایا کہ میں ایک سکول ماسٹر کا لڑکا ہوں۔
اور میں نے فورمن کرسچن کالج لاہور میں تعلیم پائی ہے۔ تو اُس نے حیرانی
ظاہر کی کہ کس طرح اُس نے لوگوں کے بڑھکانے کا کام اختیار کیا۔ اور
مسٹر بوس ورتھ دوسرے وکلاء کے روبرو یہاں تک بڑھتا گیا کہ اُس نے
مجھے ننھا کیڑا کہا۔

پلیڈروں سے نپٹ چکنے کے بعد مسٹر بوس ورتھ سمتھ نے سردار
گوہر سنگھ سابق انسپکٹر پولیس کو ننگے پاؤں ہتھکڑی لگے لوگوں کے
سامنے قواعد کروائی۔ صاحب نے لوگوں کو بتلایا کہ گوہر سنگھ گورنمنٹ
کی سرکش رعایا سے ہے۔ اور یہ کہ اُس کے تین لڑکے اپنے افعال بد
کی وجہ سے جیل کو جا چکے ہیں۔ گورنمنٹ اُس کی جائداد ضبط کریگی۔
اور اُس کو مع ہمراہیں جلا وطن کر دیگی۔

تب اس نے لوگوں کو نصیحت عامہ کی۔ اُس نے کہا کہ وہ تمام سور
لوگ اور گندی مکھیاں ہیں۔ اُس نے حقارت سے زمین پر تھوکا اور
یہ کہا "کالا لوگ۔ گندے لوگ"۔ سب ایک ہی رنگ کے۔ کیونکہ انہوں
نے دو کانیں بند کر کے سرکار کے خلاف بغاوت کی ہے"۔ اُس نے
اُن کو کہا کہ اُن کو کبھی وکیلوں کی بات نہیں سننی چاہئے۔ جو ہمیشہ اُنکو
دھوکا دیتے ہیں۔ بلکہ صلاح کے واسطے نمبر داروں۔ ذیلداروں تحصیل
داروں اور ڈپٹیوں کو ملنا چاہئیے۔

ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ وکیلوں کی خاص ہتک کی گئی جن کو لوگ

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنا دوست سمجھتے تھے۔ یہ اُن سے حد آگرنے کی ایک کوشش تھی۔ ایک معزز پولیس انسپکٹر کی محض اُس کے لڑکوں کی فرضی بدافعالی کی وجہ سے ارادتاً ہتک کی گئی۔ اپنے تمام حاضرین سے گوارانہ طور پر بدسلوکی کرنا اور یہ سب کچھ ایک ایسے افسر سے سرزد ہونا جو کہ ضلع کا انچارج تھا۔ اور جو امن قائم رکھنے اور شرارتیوں کو سزا دینے کے واسطے بھیجا گیا تھا۔ قابل افسوس ہے۔

گوہر سنگھ کا معاملہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کہاں تک حکام لوگوں کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ سردار گوہر سنگھ اور اُس کا خاندان عملی طور پر تباہ ہوگیا ہے۔ اوران آدمیوں کی بربادی کرتے ہوئے اس افسر نے جو اُن سے خاص دلچسپی رکھتا تھا۔ قابل اعتراض ذریعوں کو استعمال کرنے میں تامل نہیں کیا ہے۔ اگر اُس کے لڑکے سردار رام سنگھ کے بیان پر اعتبار کیا جاوے۔ تو رائے صاحب سری رام سود اس گھر پر کبھی سے آنکھ رکھے ہوئے تھے۔ اُس کا بیان ہے کہ :-

لہذا ۱۹- اپریل ۱۹۱۹ء کو میرے باپ کو بلا کسی جرم کے مجرم ہونے کے گرفتار کرلیا۔ اور سنٹرل جیل لاہور کو بھیجدیا۔ لیکن اُس کو اُسی روز چھوڑ دیا گیا (ہمارے غریب مزارعوں کو بھی جنہوں نے پیداوار کا دو تہائی لینا تھا۔ نقصان برداشت کرنا پڑا۔ ان مزارعان کو نہری معاملہ بلا تحقیق دینا پڑا۔ ۱۳ مئی کو مجھے پھر گرفتار کرلیا گیا۔ اور ۳۰ مئی کو چھوڑ دیا گیا۔ بلا عذر معذرت نمبرداری سے برخاست کیا گیا (۴۴۹)

اُس دن جو شیخوپورہ میں ہمارے ساتھ گذری بعید از بیان ہے ہمارے سب گھروں کی قفل بندی ہوگئی۔ بچوں اور مستورات کو گھر سے باہر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نکال دیا گیا۔ فصلیں کھیتوں میں ہی ضبط کر لی گئیں۔ وہاں پہرہ لگا دیا
دیا۔ اور ہم کو فصل کاٹنے سے روکا گیا۔ اس وجہ سے ہم کو ایک بھاری
نقصان اُٹھانا پڑا۔ جو ہمارے گاؤں کے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔
ہم کو یہ لگاتار دھمکی دی جاتی رہی۔ کہ ہمارے گھر جلا دیئے جاوینگے بیس
اپریل کو گواہ مذکور بمع دو بھائیوں کے گرفتار کر لیا گیا۔ اور اُس کا سالہ
بھی گرفتار ہو گیا۔ اور اُس کا دوست بمع نوکر کے بھی پکڑا گیا۔

سردار امر سنگھ کہتا ہے۔ کہ اُن کو یہ تکلیف اس لئے دی گئی کہ وہ
میرے نوکر تھے۔ اور یہ پانچوں (سالہ۔ دوست۔ دو نوکر) ۲۸ تاریخ کو
مقدمہ کی سماعت کے بغیر ہی چھوڑ دیئے گئے۔ اس گواہ کو بھی ۷ مئی کو
واپس شیخوپورہ لایا گیا۔ شناخت کے بہانے پر اُس کو ہتھکڑی لگائی گئی
اور لوگوں کو دکھایا گیا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ محض مجھے لوگوں کی نظروں
میں گرانے کے لئے کیا گیا تھا۔ ۲۶ تاریخ کو وہ مسٹر ہینسی کے سامنے
پیش کیا گیا۔ چونکہ اُس کی اپنی ذات کے خلاف کوئی گواہی نہ تھی۔ اسلئے
اُس کو رہا کیا گیا۔ (نمبر ۴۹۰)

گواہ نمبر ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۷۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱ یا تو اس بات کا اظہار
کرتے ہیں۔ کہ اُن پر دباؤ ڈالا گیا تھا۔ کہ وے گوہر سنگھ کے خلاف
گواہی دیں۔ یا اس بات کا کہ وہ فوراً گرفتار ہوئے۔ ملزم بنے۔ سزایاب
ہوئے محض اس قصور پر کہ وہ خود جھوٹا حلف نہیں اُٹھائینگے۔

سردار گوہر سنگھ اپنا مقدمہ خود بیان کرتا ہوا کہتا ہے:۔
باوجودیکہ میرے لڑکوں نے حکام کی طلبی پر رضامندی ظاہر کی۔ ایک قوی
پہرہ پولیس میرے گھر اور کھیتوں میں لگایا گیا۔ لہٰذا ہم کو گھر کے باہر

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رہنا پڑا - ہمارے فصلوں کا بہت نقصان ہوا - کیونکہ ہم کو اُن کی نگرانی کی اجازت نہ تھی - ہمارے غریب مزارعوں کو بھی جنہوں نے پیداوار کی دو تہائی لینا تھا - نقصان برداشت کرنا پڑا - ان مزارعان کو نہری معاملہ بلا تخفیف دینا پڑا - ۱۷ امئی کو مجھے پھر گرفتار کیا گیا - اور ۳۰ مئی ۱۹۱۹ء کو چھوڑ دیا گیا - اور بلا عذر معذرت سُننے کے نمبرداری سے برخاست کر دیا گیا - (۴۵۸ ب)

اگرچہ شیخوپورہ میں کوئی نقصان نہیں ہوا تھا - اور ہجوم نے تاروں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا - لیکن پھر بھی اُن پر تاوان لگایا گیا -

گوسائیں مایا رام پلیڈر کہتا ہے کہ نقصان کی قیمت زیادہ سے زیادہ پانچ روپیہ سے نہیں بڑھ سکتی ہے - لیکن پہلے نو ہزار تاوان کی تجویز ہوئی - جو بعد ازاں تخفیف ہو کر ۱۰۰۰ روپیہ ہو گیا - جس میں سے ساٹھ روپے وکیلوں سے لئے گئے - جو بدقسمتی سے ۴۰ دن کے واسطے جیل کو بھیجے گئے تھے (۴۸۲ ب)

لالہ ٹھاکر داس اُس بات کو جو مسٹر بوسن ورتھ سمتھ نے اپنی شہادت میں تسلیم کی ہے روشنی میں لایا ہے - یعنی یہ کہ وہ (مسٹر بوسن ورتھ سمتھ) ایک تو بہ گڑھ بسانا چاہتا تھا - اس گواہ کی جرمانہ کی حصہ رسدی ایک ہزار روپیہ ہے (۵۰ ب)

اس سے پہلے کہ ہم شیخوپورہ کے واقعات کی نظر ثانی کو ختم کریں - یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جو گواہی کرنیل اوبرائن - مسٹر بوسن ورتھ سمتھ - رائے سری رام سود نے دی ہے - اُس کے کچھ حصہ پر نظر ڈالیں - کیونکہ یہ اُن کے مقصد کو ظاہر کرتی ہے - جو اُن کاموں سے مقصود تھا - یہ یاد رہے کہ کرنیل اوبرائن نے عام لوگوں کی بلا وارنٹ گرفتاری کو جائز قرار دیا - اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بہ اُن اختیارات کی طاقت پر جو قانون تحفظ ہند کمشنروں کو دیتا ہے۔ اس موقع پہ جہاں ڈپٹی کمشنروں کو اختیار دیئے گئے ہیں۔ وہ خاص طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاہم جہاں تک شیخوپورہ کے وکلاء کا تعلق ہے۔ کرنیل ہیرائن نے اپنی دلیل کو یہ کہکر بدل دیا کہ اُن کو تجویز ہڑتال کے واسطے گرفتار کیا گیا تھا۔ مسٹر بوس ورتھ سمتھ جو پہلے کبھی شیخوپورہ میں نہیں آیا تھا۔ اور اس لیے اُس نے اُن وکلاء کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے اِن کو نہ صرف بطور جماعت (وکلاء) کے بلا سبب ملزم بنایا بلکہ اُنکی ہائی کورٹ میں رپورٹ کرنے کی جرأت کی۔ رائے صاحب سری درم سود اس بات کو تسلیم کرچکا ہے کہ اُس کے پاس وجہ شکایت یہ تھی کہ اُن وکلاء میں سے (۱) ایک ٹریبون کا خریدار تھا (۲) ہڑتال کے دن ایک دوسرے وکیل کے ساتھ ننگے پاؤں دیکھا گیا تھا (۳) ٦-اپریل کے بعد اُس کو بہ حیثیت پریذیڈنٹ کئی وکیلوں سے پچھتاوے کے خط آئے (۴) وہ مسلم ہیرالڈ کا خریدار تھا (۵) ایک دوسرے وکیل کے گھر میں دیکھا گیا تھا۔ (٦) میٹنگ کے پریذیڈنٹ کو خط لکھا تھا کہ وہ حاضر ہونے کے ناقابل ہے۔

نہ ہی ہم نے سمری مقدمات کا ذکر کسی قدر تفصیلاً اور نہ ہی رشوت بالجبر کا ذکر کیا ہے۔ ان دونوں امور سے متعلق شیخوپورہ کے بیانات میں مکمل شہادت پائی جاتی ہے۔ سمری مقدمات محض ایک سوانگ تھا۔ رشوت بالجبر کے بارے میں شہادت نہایت ہی ضرر رساں ہے۔

۱۸-لائل پور

لائل پور ضلع کا صدر مقام ہے۔ یہ ایک نیا قصبہ ہے۔ جس کی آبادی

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱½ ہزار سے زیادہ ہے۔ یہ قصبہ گیہوں باہر بھیجنے کے لحاظ سے صوبہ کے سب سے بڑے گداموں سے ہے۔ ۶۔ اپریل کو یہاں من مانی مگر مکمل ہڑتال ہوئی۔ ایک پبلک میٹنگ بھی ہوئی۔ جس میں ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ اور احتیاط کے ساتھ تیار کردہ اور تحریر شدہ تقریریں ہوئیں۔ جو لب و لہجہ میں اعتدال کے اندر تھیں۔ یہ جلسہ حکام سے مناسب مشورہ کرنے کے بعد ہوا تھا۔ ۱۲ تاریخ تک کوئی واقع نہیں ہوا۔ لیکن اُس وقت تک مسٹر گاندھی۔ ڈاکٹران ستیہ پال و کچلو کی گرفتاریوں اور امرتسر و لاہور کے واقعات کی خبر پہنچ چکی تھی۔ اس سے ایک اور خود بخود ہڑتال ہوئی۔ لیڈروں نے اس کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ جذبات کو قابو میں نہ لا سکے۔ تاہم اُنہوں نے امن رکھنے میں حکام کو بہت مدد دی دربار صاحب امرتسر میں گولی چلنے کی افواہ نے سکھ آبادی کو خاص کر بے چین کر دیا۔ اور ہڑتال طوالت پکڑ گئی۔ لیکن لیڈروں کی بیدار مغزی اور فراست سے ۲۵۔ تاریخ کو ہڑتال کھل گئی۔ قصبہ میں کسی قسم کا فساد نہیں تھا۔ لائل پور کے قریب تاریں کاٹی گئیں۔ لیکن تاریں کاٹنے اور ہڑتال یا کسی باشندہ لائل پور کے درمیان کوئی تعلق نہیں تھا۔ بھوسے کے بنڈل جن کا سٹیشن پر انبار لگا ہوا تھا۔ جلا دیئے گئے۔ اور یہ آتش زنوں کا کام خیال کیا گیا۔ اور اس میں بے گناہ لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کے تعلق میں بیشمار تکالیف دی گئیں۔ عوضانہ کے واسطے سکرٹری آف سٹیٹ کی طرف سے دعوے کئے جانے پر تفتیش ہوئی۔ جس پر مجسٹریٹوں نے دعوے کو خارج کر دیا۔ اور یہ معلوم ہوا کہ بھوسہ کا جلایا جانا آتش زنوں کا کام نہیں تھا۔ لیکن

بدقسمتی یہ کہ بے گناہوں کی حفاظت کے لحاظ سے تفتیش بہت دیر میں ہوئی
ہم نے اپنے جمع کردہ بیانات میں مجسٹریٹ کے فیصلہ کو شامل کر دیا ہے
مجسٹریٹ فرماتا ہے :-

کہ بھوسہ کو شام کے آٹھ بجے سے پونے نو بجے کے درمیان آگ لگی ہے اور بکٹ نے اس کو آٹھ بجکر چالیس منٹ پر دیکھا ہے۔ رات اندھیری تھی۔ اور اُس وقت کارخانوں کی طرف سے سخت ہوا چل رہی تھی۔ اور یہ ہوا بعد ازاں طوفان گرد و غبار میں بدل گئی۔

اُس انبار یا گٹھوں کے کُپ کو جو کارخانوں سے نزدیک تھا۔ پہلے آگ لگی۔ اور گٹھوں کو آگ خود بخود جھٹ پٹ لگ گئی۔ اور وہاں کا چوکیدار اُس وقت غیر حاضر تھا۔ سٹور کیپر یا وہ افسر جو گٹھے باندھنے کے کام کا انچارج تھا۔ آگ لگنے کے جلد ہی بعد آ پہنچا۔ صرف کارخانوں کے چند آدمی اور چند ایک میونسپل کمیٹی کے سٹاف کے آدمی اور مذکرہ بالا سٹور کیپر ہی موقع پر موجود تھے۔ جس وقت کہ میں پہنچا کسی ہجوم یا واحد شخص کے انبار کے نزدیک دیکھا جانے کے بارے میں کوئی اطلاع نہ تھی۔ چوکیدار کی غیر حاضری سستی کی وجہ سے معلوم ہوتی تھی۔ نہ کہ ایک مجوزہ اور پہلے سے سوچی بچاری ہوئی بات تھی۔ مجرم کے نزدیک نہ ہی رات کے گشت کرنے والوں نے اور نہ ہی بکٹ نے کوئی قابل شبہ بات دیکھی۔ بعد کے طوفان گرد اور باقی ماندہ انباروں کو آگ لگنے سے بچانے میں مدد کرنے والوں کے نشانوں سے زمین چھانپی جانے کی وجہ سے شہادت کا امکان بالکل جاتا رہا تھا۔ پولیس نے ایک پوری تفتیش کی لیکن بھوسہ کے جلانے کے تعلق میں کوئی نشان نہ ملا۔

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لائل پور کے مقدمہ میں کچھ مجرم اقراری بھی تھے۔ وہ اُن لوگوں کے مصاحب اور رازدان تھے جو فسادات لائل پور میں سزایاب ہوئے۔ لیکن ان میں سے کسی کے پاس بھی بھوسہ جلانے کے بارے میں کوئی اطلاع نہ تھی معلوم ہوتا ہے کہ بھوسہ جلانا اُس کے مصاحبوں کی تجاویز کا حصہ نہ تھا۔

اُس وقت اس بات کا زبردست شبہ تھا۔ کہ یہ آتش زنوں کا کام تھا کیونکہ (۱) فسادات کے تعلق میں ایسے ہی کام اور جگہوں میں سرزد ہوئے (۲) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی بھوسہ جلانے کی تجویز کا اظہار ہو چکا تھا۔ (۳) اس امر کی وجہ سے کہ اُس سے ایک دن پہلے ریلوے گودام سے مال اُٹھا لیا گیا تھا۔ لیکن پولیس کی تفتیش بھوسہ جلانے کو کسی آتش زنی یا شورش کرنے والوں کے ساتھ تعلق دینے میں ناکامیاب رہی۔ وہ لوگ جو فسادات لائل پور میں جیل ہوئے اُن سے بہت سوال و جواب کئے گئے۔ وہ اب سزایاب ہونے کے بعد جو کچھ اُن کو معلوم ہے اُس کے چھپانے کا کوئی مطلب نہیں رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے کئی ایک دوسرے نقاط کو ظاہر کیا ہے۔ لیکن اُن میں سے کوئی بھی بھوسہ جلانے کے بارے میں کسی قسم کی اطلاع نہیں دے سکتا ہے۔

میں نے اس بات کو کہ آیا یہ ایک یا کئی دیہاتیوں کا کام ہے۔ احتیاط کے ساتھ سوچا بچارا ہے۔ لیکن کوئی کھوج نہیں ملتا ہے۔ اور مدِ زیر بحث کو چار کارخانے چل رہے تھے۔ اُن سے ایک انبار کے بالکل نزدیک تھا۔ سردیوں میں بھوسہ کو کارخانوں سے کبھی آگ نہیں لگا کرتی تھی۔ لیکن اپریل سے لیکر کارخانوں کے صحنوں میں روئی کے کھلے انباروں کو کئی بار آگ لگ چکی تھی۔ جس کی وجہ چمنیوں سے شعلے وغیرہ نکلنا تھا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اگرچہ بوجہ فاصلہ کے اغلب نہیں ہے پھر بھی ممکن ہے کہ بھوسہ کے جلنے کا یہی سبب ہو۔۔

سوائے شبہ کے مجھے کوئی ایسی بات نہیں ملی جو اس نقصان کو احاطہ کے اندر کسی شور یا خلاف قانون مجمع کی وجہ سے قرار دے۔ لہذا میں اس نقصان کے تجویز کرنے میں جو زیر دفعہ ۵۔ (۲) ج میں درج ہے۔ ناقابل ہوں۔ واقعات کے بارہ میں مجسٹریٹ نے رائے دی ہے کہ لائل پور میں اُس دن کوئی فساد یا شورش نہ تھا۔ اگرچہ دوکانیں بند کی گئی تھیں۔ لیکن کوئی فساد یا خلاف قانون مجمع نہیں دیکھا گیا تھا (الف ۱۷۰ب)

لائل پور دست درازیوں کے لحاظ سے اس قدر بعید تھا۔ کہ مسٹر ڈی ڈبلیو سمتھ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ہنٹر کمیٹی کے روبرو شہادت دیتے ہوئے کہا کہ مارشل لا ضروری نہ تھا۔ اگرچہ وہ خیال کرتا ہے کہ مارشل لا غیر مرغوب نہ تھا۔ اس پر بھی تمام فوجی نمائش۔ دہشت زدگی۔ استغاثے۔ احتیاطی سلام سفری قید بندیاں۔ اور پبلک کے قدرتی لیڈروں کے اثرات کو دور کرنے کے واسطے اور اُن کو بے عزت کرنے کو ناجائز کوششیں کی گئیں۔ ۲۲ تاریخ کے بعد گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ جیت رام تھاپر بیان کرتا ہے کہ:۔ ۲۲۔ تاریخ کو لوگ ابھی بستر خواب سے اُٹھے بھی نہیں تھے کہ کلدار توپیں شہر کے ارد گرد جما دی گئیں جس کو کہ گورے سپاہیوں نے گھیرا ہوا تھا۔ تقریباً ۱۲۔ آدمی گرفتار کئے گئے۔ میں اُن میں سے ایک تھا۔ ۵ اپریل کو ہم کو ایک ہتھکڑی سے دو دو جکڑے ہوئے عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہم معترض ہوئے .... اسی طرح ہم کو جیل سے کچہری لے گئے .... اور کچہری سے جیل کو لائے۔ اور جتنا عرصہ

ہم کچہری میں رہے ۔ ہتھکڑیوں میں رہے ۔ اور بیٹھنے کی اجازت نہ دی گئی۔
مجھ کو اقبالی مجرم بنانے کی کوشش کی گئی ۔ اور میرے ایک دوست کی معرفت
مجھے ایک ڈپٹی کمشنر کا خود نوشتہ خط بھیجا گیا ۔ لیکن میں نا قابلِ تسخیر تھا۔
سزایاب ہونے کے بعد قیدیوں کو لاہور لے گئے ۔ گواہ کہتا ہے کہ :۔ تقریباً
گیارہ بجے کی جلانے والی دھوپ میں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں
میں بیڑیاں پڑے ہوئے ہم کو جیل سے سٹیشن تک چلنا پڑا ۔ (۵۲۱/۶۶۴)

لالہ بودھ راج پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی ۔ وڈائرکٹر پنجاب نیشنل
بنک لائل پور ۔ اور وائس پریذیڈنٹ ڈی ۔ ایم ۔ ایس ہائی سکول کمیٹی اور
۲۲ سالہ تجربہ کار وکیل ہے ۔ وہ بھی اُن سے ایک تھا جو گرفتار کئے گئے تھے
خلاف معاملات گوجرانوالہ یہاں قیدیوں کو بتلایا گیا کہ اُن پر کیا جرم لگایا
گیا ہے ۔ اُن پر جرم زیر دفعہ ۱۴۳ تعزیرات ہند تھا ۔ جس میں خلاف قانون
مجمع بنانے کا ذکر ہے ۔ لہذا اُنہوں نے ضمانت کی درخواست دی ۔ لیکن
درخواست اس بنا پر نامنظور کی گئی کہ کئی دوسرے الزام بھی زیر غور ہیں۔
اُس سلوک کا ذکر کرتے ہوئے جو اُن پر زیر حراست ہونے کی اثنا میں کیا
گیا ۔ گواہ بیان کرتا ہے :۔

اگرچہ زیر مقدمہ قیدیوں کا حق ہے کہ وہ اپنے گھروں سے اپنی خوراک
کھاویں ۔ لیکن اُن کی یہ درخواست کہ وہ خوراک جو اُنکے لئے گھر سے
آئی ہے ۔ کھانے کی اجازت دی جاوے ۔ صرف نا منظور
ہی کی گئی بلکہ اُن کو یہ دھمکی دی گئی ۔ کہ چونکہ وہ روزہ رکھ سکتے ہیں ۔ اس لئے
اُن کو جیل کی روٹی پر صبر کرنا چاہئے ۔

دوران مقدمہ میں اُن کو صبح سات بجے سے لیکر سات بجے شام تک

کھڑا رکھا جاتا تھا۔ لہذا اُنھوں نے التجا کی کہ اُن کو اپنے خرچ پر ناشتہ کی اجازت دی جاوے۔ اس کی پہلے دن اجازت مل گئی۔ لیکن باقی ایام میں اُن کو کہا گیا کہ اُن کا کوئی حق نہیں ہے۔ مجسٹریٹ نے کارروائی شروع ہونے سے پیشتر یا مابعد میں تحریرات کو دیکھنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اور اس پر بھی اُن کو کہا گیا کہ اپنے گواہوں کے نام لو (۱۷ سے)

لالہ امر چند خانگی امورات کی وجہ سے لائل پور میں ۱۳۔ اپریل کو آیا وہ کلکتہ سے لاہور ۵ تاریخ کو آیا تھا۔ اُس کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اور حکام کے اشارے سے مقدمہ وقتاً فوقتاً ملتوی ہوتا رہا۔ آخری تاریخ جو مقرر ہوئی ۱۴ جون ۱۹۱۹ء تھی۔ لیکن یک لخت بلا اطلاع تاریخ پہلے کی کر دی گئی۔ اور مقدمہ ۵ جون کو پیش ہو گیا۔ گواہ کہتا ہے کہ بغیر اس کے کہ میں گواہ لانے کے قابل ہوتا۔ مجھے حکم سنا دیا گیا۔ ۶ تاریخ کو اس پر تازہ الزام لگایا گیا۔ اور اُس کو تین ماہ کی قید ہوئی۔ ۸ جون کو اُس کو دو سال کی قید کا حکم ہوا۔ اتنے احکام سزا کے ساتھ ہی جولاٹ صاحب بہادر نے تخفیف کر دیئے۔ اُس کا حکم بھی تخفیف میں آ گیا۔ اور اُس کو ۸ ستمبر کو چھوڑ دیا گیا۔ اُس کو پھر دوبارہ گرفتار کیا گیا۔ اور ضمانت طلب کی گئی۔ لیکن اُن وجوہات کی وجہ سے جو اُن ہی کو معلوم ہیں۔ مقدمہ اُٹھا لیا گیا۔ گواہ کہتا ہے کہ اُس کو بعد میں معلوم ہوا کہ اُس کو اس لئے بیٹھے گرفتار کیا گیا تھا کہ مبادا اُس کے پاس آلات تباہی ہوں۔ کیونکہ وہ بنگال سے آیا تھا۔ اور آخر میں وہ یوں کہتا ہے کہ یہی وجہ تھی کہ افسر ہاتھوں میں پستول لئے ہوئے میرے گھر میں مجھے گرفتار کرنے آئے تھے (۵۲۴ سے)

سردار سنگھ وکیل پنڈروں اور دوسروں کے مقدمات کا پیرا توضیح بیان

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیتا ہے۔ وہ دکھلاتا ہے کہ کس طرح انثنائے زیر حراستگی میں اُنکو پیروی
مقدمہ کے ہر مرحلہ میں روکا جاتا تھا۔ اور کس طرح مقدمہ کو التوا میں ڈالا
جاتا تھا۔ اگرچہ مارشل لا ختم ہو چکا تھا۔ مگر ابھی مقدمہ اختتام کو نہیں
پہنچا تھا۔ اُن کو سزا دی گئی۔ خوش قسمتی تھی کہ مقدمہ مارشل لا کے ایام
کے بعد ختم ہوا۔ کیونکہ وہ اپیل کرنے کے قابل ہوئے۔ عدالت اعلےٰ نے
سزاؤں کو خلاف قانون قرار دیا۔ اور مقدمات دوبارہ غور کے لئے واپس
بھیجے گئے۔ اس پر وہ ۲۲ جولائی کو رہا کئے گئے۔ لیکن بڑی تعجیل کے ساتھ
اُن کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ مگر اس دفعہ اُن کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔
اُنہوں نے نیک ارادوں کے ساتھ قانونی مشق کو دوبارہ جاری
کر دیا۔ لیکن جلد ہی مجسٹریٹ نے اُن کو بلا بھیجا اور مطلع کیا کہ چونکہ ابھی
زیر مقدمہ اشخاص ہیں۔ اور اپنی قانونی مشق کے جاری کرنے میں غیر
مناسب برتاؤ کے ملزم ہیں۔ گواہ بیان کرتا ہے۔ کہ اگرچہ یہ تنبیہ بطور
مشورہ کے ختم ہوئی تھی۔ لیکن اُنہوں نے عاقبت اندیشی سے قانونی
مشق جاری رکھی۔ لیکن ڈرامہ کا آخری سین ابھی ختم نہیں ہوا تھا یکم
اکتوبر کو ناقابل ضمانت وارنٹ جاری کئے گئے۔ وہ گرفتار ہو گئے۔
گواہ بیان کرتا ہے۔ ہم کو ایک گندے کمرے میں گندی چٹائیوں پر سلا کر
بے عزتی کی گئی۔ ہماری یہ التجا کہ ہم کو جیل کی جو ڈیشل حوالات میں
بھیج دیا جاوے۔ نظر انداز کی گئی۔ آخراً اُس تحریک کی وجہ سے
پنڈت مدن موہن مالوی نے امپیریل کونسل میں اس قسم کی بدضبطی
کے بارے میں جاری کر رکھی تھی۔ کارروائی بند کی گئی اور وکیلوں کو
حراستگی سے چھوڑ دیا گیا۔ (۵۱۶)

مسٹر رام داس چوپڑہ بیرسٹر بیان کرتا ہے کہ وہ ستیہ گرہ پر ایک مضمون پڑھنے کی وجہ سے میونسپل کمیٹی لائل پور کی حدود کے اندر نظر بند کر دیا گیا۔ اور یہ نظر بندی مارشل لا کے اختتام تک رہی۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ ایک نظر بندی کے حکم سے زیادہ سخت حکم نافذ ہوا تھا۔ اور وہ میرے دفتر میں جو کچہری بازار میں تھا۔ مارشل لا کے نوٹسوں کے چسپاں کرنے کا تھا۔ میرا رہائشی مکان دفتر سے کوئی نصف میل کے فاصلے پر ہے۔ اتنے فاصلے سے نوٹسوں کی خبر گیری کرنا۔ جس میں کہ میری مکمل آزادی کا خطرہ تھا۔ ایک بہت مشکل کام ہے۔ اس معاملہ کے بارے میں کمان افسر سے معافی کی درخواست کی۔ لیکن وہ منظور نہ ہوئی۔ میں نے کمان افسر کو کہا کہ چونکہ میرا دفتر گھر سے کافی فاصلہ پر ہے۔ اس لئے مارشل لا کے نوٹس ذاتی طور پر مجھے دیئے جاویں۔ اور میری غیر حاضری میں میرے دفتر میں چسپاں نہ کئے جاویں۔ کیونکہ اس صورت میں ممکن ہے کہ وہ پھاڑ دیئے جاویں۔ اور مجھے اُن کی موجودگی کی خبر بھی نہ ہو۔ میں نے اس سے ایک دوسری نسبت درخواست بھی کی اور وہ یہ تھی کہ مجھے نوٹس ایک بورڈ پر لگانے کی اجازت دی جاوے۔ جس کا میں انتظام کرونگا کہ دن کے وقت میرے دفتر میں نمائش کے واسطے رکھا جاوے اور رات کو سنبھال کر رکھ دیا جاوے اور اس طرح میں نوٹسوں کی رات کی پہرہ داری سے بچ جاؤنگا۔ کمان افسر نے کہا کہ یہ قابل دلیل درخواست ہے اور میں ڈپٹی کمشنر سے دریافت کرونگا اور تم کو اطلاع دونگا۔ اگلے دن مجھے مطلع کیا گیا کہ اس کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سے دریافت کرنے جانا ہوگا۔ کہ آیا کوئی مجھے مارشل لا کے نوٹس ہیں۔ اور دوسری درخواست پر اس نے حکم دیا کہ یہ تمہاری ذمہ داری تھی

گواہوں پر جھوٹی گواہیاں دینے کے واسطے عملی طور پر ویسے ہی دباؤ
ڈالا گیا جیساکہ دوسری جگہوں میں ڈالا گیا تھا۔ ایک گواہ کے لئے جس سے
خاص طور پر گواہی دینے کی اُمید رکھی جاتی تھی۔ ایک عجیب جملہ کا استعمال
ہوا اور وہ یہ تھا کہ یا تخت لو یا تختہ ملیگا جس کا مطلب یہ تھا کہ تخت
اور پھانسی سے ایک چُن لو۔ اگر گواہ حسب خواہش گواہی دے۔ تو
اپنے تئیں آزاد سمجھے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اُس کی قسمت میں پھانسی ہوگی"

۱۹۔ گجرات

گجرات ایک تاریخی مقام ہے۔ اور جنگ سکھ کے ایام میں جو گجرات
پر لڑائی ہوئی تھی۔ اُس کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کی آبادی تقریباً
بیس ہزار کی ہے۔ یہ مین لائن پر وزیرآباد سے پرے اور اس سے ۹ میل
کے فاصلے پر ایک ریلوے سٹیشن ہے۔ ۶۔ اپریل کو ہڑتال کرنے کی
کوشش کی گئی لیکن ایک لوکل سوداگر لالہ رام چند منڈل پریذیڈنٹ سناتن دھرم
سبھا کی کوششوں کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن ۱۲ تاریخ کو لاہور سے
گجرات کے کچھ طالب علم اور وہ لوگ جو وزیرآباد کو بیساکھی کا تہوار منانے
کے واسطے گئے ہوئے تھے۔ رات کی گاڑی میں گیارہ بجے پہنچے۔ انہوں
نے ایک قسم کا جلوس بنالیا۔ اور رولٹ ایکٹ کے برخلاف چلاتے ہوئے
شہر میں داخل ہوئے۔ صبح کے وقت اُنہوں نے لاہور اور دیگر مقامات
کی خبروں کو پھیلادیا۔ اور وہ دوکانداروں کو دوکانیں بند کرنے کے لئے
ترغیب دینے میں کامیاب ہوئے۔ ہڑتال ہونے پر حکام نے میونسپل کمشنروں کو
بُلالیا۔ اور اُن سے کہا گیا کہ وے اپنے اپنے حلقہ میں نگران رہیں ہوا اگی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رات کے وقت وے اپنے اپنے دوستوں کی مدد سے اپنے اپنے حلقوں کی نگہبانی کرتے رہے۔ اور رات کے وقت کوئی ناجائز کارروائی نہ ہوئی۔ ۱۵ تاریخ کو لڑکے اور دوسرے لوگ جو اُن کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ مشن سکول کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ہیڈ ماسٹر سے کہا کہ سکول بند کردے۔ لیکن آخر الذکر نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اُس نے ایک لڑکے کو بیت بھی لگائے۔ اس پر لڑکوں نے کھڑکیوں پر پتھر پھینکے۔ اور کچھ شیشے توڑ ڈالے۔ اُنہوں نے ایسا ہی نقصان سٹیشن پر بھی کیا۔ کچھ کاغذات جلا دیئے۔ لیکن اُس سے پیشتر کہ وے شیشے توڑنے کے علاوہ کوئی اور نقصان کرتے۔ اُن پر گولی چلائی گئی۔ اور وہ منتشر ہو گئے۔ کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔

مندرجہ بالا واقعات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوا۔ کسی ذمہ وار شخص نے بھی درازی ہڑتال میں یا جو کچھ مابعد میں ہوا حصہ نہیں لیا۔ اس پر بھی ۱۹ تاریخ کو گجرات میں مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا۔ مسٹر ولیم سن ڈپٹی کمشنر گجرات کو مارشل لا کی بابت کوئی علم نہیں تھا۔ اور وہ اس کو نہیں چاہتا تھا۔ جب مارشل لا کے اعلان کا تار اُس کو ملا۔ تو اُس نے وونیے سوال کیا۔ کہ آیا گجرات واقع پنجاب کی بابت ہے کہ۔ اُس نے خیال کیا کہ یہ گجرات واقع بمبئی پریذیڈنسی کی بابت ہوگا۔ لیکن وہ غلطی پر تھا۔ اور گجرات جس نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی۔ جس سے کہ وہ مارشل کا مستحق ہو۔ نظام فوجی کے حوالے کیا گیا۔ اور اُس وقت تک اُن کے زیر حکومت رہا جب تک کہ فوجی قانون اُٹھا دیا گیا۔

گجرات میں دو فیکٹریاں ہیں جن میں سے ایک کے ساتھ لوکل افسروں کا

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تعلق معلوم ہوتا ہے - اور دوسری سیٹھ چراغ دین کے تحت میں ہے - جو کہ
ایک مشہور شہری اور تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک آنریری مجسٹریٹ اور
میونسپل کمشنر تھا - لہذا معلوم ہوتا ہے کہ افسروں کے گروہ نے اپنے مخالفوں
کو برباد کرنے کا مکمل ارادہ کر لیا تھا - مسٹر ہر گوپال بیرسٹر اور دوسرے
لوگوں کو گرفتار کر لیا - اور لمبی مدت تک زیر حراست رکھا گیا - اُن کے
مقدمہ کی سماعت مارشل کی عدالت کے سامنے ہوئی - اور عزت کے ساتھ
رہا کئے گئے - ججوں نے فیصلہ کیا کہ جن افسروں نے گواہی دی ہے - اُنہوں
نے حلف دروغی کی ہے - لالہ رام چند ٹنڈن جس نے حکام کو دوران جنگ
میں مدد دی تھی - اور جو مختلف کارروائیوں کی سندیں رکھتا ہے - اُس کو
بھی ستایا گیا - معزز وکیلوں اور دوسرے لوگوں کی بلا کسی خفیف وجہ کے
خانہ تلاشیاں لیں - خود سیٹھ چراغ دین کو میونسپل کمیٹی کی ممبری اور مجسٹریٹی
سے علیحدہ کیا گیا - اُس کے پاس نیچے سے لیکر وائسرائے تک کی اسناد
خوشنودی موجود ہیں - اور قیصر ہند کا میڈل (تمغہ) بھی رکھتا ہے - اُس
اکیلے ہی نے دو سو رنگروٹ دیئے تھے -

ہم اپنی توجہ اب گجرات کے بیانات کی طرف مبذول کرتے ہیں مسٹر
ہر گوپال نے اُن افسروں پر مقدمہ چلانے کی اجازت مانگی جنہوں نے
حلف دروغی کی تھی - لیکن اجازت نہیں دی گئی تھی - باقی ساری
سختیاں جن کا دوسرے ضلعوں میں ذکر آچکا ہے وہی باشندگان گجرات
کی قسمت میں آئیں - یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ گجرات میں کوئی پولیٹکل
زندگی نہیں تھی - اس کو ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کا بھی فخر حاصل نہیں ہے -
بلا کسی قسم کی معقول وجہ کے اُن پر ایک تعزیری پولیس بٹھا دی گئی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۴۲ ہزار روپیہ کا ٹیکس لگایا گیا۔ جو چھ قسطوں میں وصول کیا جاویگا۔ پہلی قسط وصول کی جا چکی ہے۔ یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ اِس کا ایک چوتھائی صرف لالہ رام چند منّوڈن سے اور ایک چوتھائی باقی کچھ وکیلوں سے وصول کیا گیا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ ماجیرہ ٹیکس ایسا ہی خارج از انصاف ہے جیسا کہ ٹیکس بذاتِ خود۔

۴۰۔ جلال پور جٹاں

یہ مقام ضلع گجرات میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جو گجرات سے تقریباً ۸ میل کے فاصلے پر ہے۔ بنائی کا مرکز ہے۔ ۶ اپریل کو یہاں کوئی ہڑتال نہیں ہوئی تھی۔ پندرہ تاریخ کو ہڑتال ہوئی۔ جس کو ہم ہمدردانہ ہڑتال کہہ سکتے ہیں۔ مجمع نے کوئی نقصان نہیں کیا۔ ایک جلوس بنایا گیا جس میں سب نے حصہ لیا۔ کسی نے پندرہ و سولہ کے درمیان تار برقی تاریں توڑ دیں۔ ظاہراً صرف اِسی قصور کی وجہ سے باقاعدہ مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے بعد معزز آدمیوں کی گرفتاریاں ہوئیں۔ کل ۱۷ اشخاص گرفتار ہوئے۔ ایک آدمی عدالت میں پیش ہونے سے پیشتر ہی چھوڑ دیا گیا۔ باقی ماندہ مارشل لا کمیشن کے سامنے پیش کئے گئے۔ اُن سے دس رہا ہوئے۔ اور چھ کو مختلف میعاد کے لئے قید کیا گیا۔

۴۱۔ چکوال

ملک وال ایک مشہور ریلوے سٹیشن ہے۔ لالہ موسےٰ سے ملک وال کو جاتے ہیں۔ اور لالہ موسےٰ میں لائن پر گجرات سے دس میل کے فاصلے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پر ہے۔ اس کی آبادی تیس ہزار کی ہے۔ ملک وال میں ۱۷۔ اپریل کو کچھ آدمیوں نے جو اغلباً ریلوے قلی تھے۔ پٹڑی اُکھاڑ دی۔ اور اس طرح سے مسافروں کی زندگیوں کو خطرہ میں ڈال دیا۔ درحقیقت ہی ایک گاڑی پٹڑی سے اُتر گئی۔ لیکن خوش قسمتی سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ مارشل لا کا وقت پر اعلان کر دیا گیا۔ حسب معمول امور کا اعادہ ہُوا۔ تفتیش سے ہم کو معلوم ہوا کہ چالیس گرفتاریاں ہوئیں۔ جن میں نوجوان بچے۔ بیس ریلوے کلرک تھے۔ ان میں سے آٹھ رہا ہوئے۔ اور پندرہ سے زیادہ مقدمہ کا چالان کرنے سے پیشتر ہی چھوڑ دیئے گئے۔ مگر اُن کو مدت تک زیر حراست رکھا گیا۔ معزز آدمیوں کو افسروں کا پنکھا کھینچنے پر مجبور کیا گیا۔ اُن کو بازار صاف کرنے اور دیگر حفظان صحت کے کام کرنے کے لئے کہا گیا۔ سکول کے لڑکوں کو تین دفعہ روز یونین جیک کو سلام کرنے کے لئے آنا پڑتا۔ ریلوے کلریکل سٹاف کو برخاست کر دیا گیا۔ اگرچہ وہ صاف رہا ہوئے۔ اِن میں سے بعض ایسے نوکر تھے۔ جن کی تیس سال کی نوکری تھی۔ اور جن پر کبھی کوئی حرف نہیں آیا تھا۔

جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے۔ ہم نے مختصر ترین طور پر اُن پانچ ضلعوں کے گذشتہ اپریل کے واقعات پر نظر ثانی کی ہے۔ جن میں کہ مارشل لا کا اعلان کیا گیا تھا۔ یعنی امرتسر۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ لائلپور۔ گجرات۔ باوجود اس کے کہ ہماری خواہش رہی ہے کہ پنجاب کی حکایت دلسوز و وحشت انگیز کو (کیونکہ واقعات اس سے کچھ کم نہیں) پوری طرح سے بیان کیا جاوے۔ لیکن ہم ایسا کرنے کے ناقابل رہے ہیں۔ اُس

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شہادت سے جو ہم پبلک کے پیش نظر کرتے ہیں۔ جو حکایت ایذا رسانی بد اعمالی۔ و نظر اندازی جذبات انسانی ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارے لئے اُس کو نظر ثانی کے ایک چھوٹے سے احاطہ میں اجتماع کر دینا ناممکن ہے۔ ہمنے ترازوئے عدل کے پلڑوں کو ہم سطح رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے اُن غیر معمولی حالات کے لئے ہر طرح کا لحاظ رکھا ہے۔ جن کے حکام یکایک نرغے میں آ گئے۔ مگر اس پر بھی ہم اس نتیجہ کو پہنچے ہیں۔ کہ حکام نے جو انتظامی کارروائیاں اُس معاملہ کے دبانے میں جن کو فسادات کی اصطلاع سے یاد کیا گیا ہے۔ کی ہیں۔ وہ ضرورت سے زیادہ تھیں۔

فسادات کی ماہیت کیا تھی۔ اور کیسے پیدا ہوئے؟ یہ فسادات علیحدہ علیحدہ جگہوں میں آتش زنی۔ یورپینوں کے قتل۔ ٹیلیگراف کی تاریں کاٹنے۔ ایک دو پلوں کو لاپرواہی سے جلانے۔ اور ایک دو جگہ پر پٹڑیں اُکھاڑنے پر مشتمل تھے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ فسادات ہر جگہ نہیں تھے۔ اور یہ کہ مسلح آبادی پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور مسلح آبادی نے فسادات میں براہِ راست یا کنایتہً کوئی حصہ نہیں لیا ہے۔ اور یہ کہ دہقان آبادی نے اُس جوش و خروش میں کوئی حصہ نہیں لیا ہے۔ پنجاب کی کل آبادی دو کروڑ ہے۔ اور اس سے حکام کی شہادت کے مطابق بھی صرف ½ ۴ لاکھ نے ان فسادات میں حصہ لیا۔ اور جو شہادت کہ ہمارے پاس ہے۔ وہ جگہیں جہاں فسادات واقع ہوئے یہ ہیں:۔

امرتسر۔ قصور۔ گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ نظام آباد۔ حافظ آباد۔ مومن

Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ڈھائی سنگھ ۔ چوہڑ کانہ ۔ کھیم کرن ۔ ستی ۔ ملک وال اور ان سب
کی آبادی ملا جلا کر سوا دو لاکھ کی ہوتی ہے ۔ لیکن اس بات کو یاد
رکھنا چاہیئے ۔ کہ اس سوا دو لاکھ کی آبادی سے ایک بہت ہی چھوٹی
کسر نے حصہ لیا ہے ۔ اور یہ اُس شہادت سے جو ہمارے یا ہنٹر کمیٹی
کے پاس ہے ۔ اور کئی مقدمات کی تحریروں سے صاف عیاں ہے ۔
چار یورپینوں کی زندگیاں تلف ہوئیں ۔ ہم سرشوریدہ مجمع کو اس کام
کے لئے زیادہ ملزم نہیں گردان سکتے ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کس طرح جو
لوگ عموماً امن پسند تھے ۔ پبلک جائدادوں کو جلانے اور قتل کرنے
کے ارادوں کا احساس کرنے لگے ۔ ہم نے اس کا جواب دینے کی کوشش
کی ہے ۔ سر مائیکل اوڈوائر نے لوگوں کی ضرب المثل قناعت پر ایک غیر
مناسب دباؤ ڈالا ۔ اُس نے تعلیم یافتہ جماعتوں کی تذلیل سے ۔ وار لونوں
اور دوسرے فنڈوں کے اجتماع ۔ بھرتی کے طریقوں سے پبلک پریس کو دبانے
سے ۔ لوگوں کو بے نہایت افروختہ کر دیا تھا ۔ اُس کا بالکل غیر معقولانہ
مسٹر گاندھی و ڈاکٹران ستیہ پال و کچلو کو جلا وطن کرنا ۔ اس مادہ کو جو
اُس کا خود ساختہ تھا ۔ آگ لگانے کا باعث ہوا ۔ قانون رولٹ ایکٹ
کے خلاف ۶ ۔ اپریل کے باامن اظہار ناراضگی کو دبانے کی کوشش میں
ناکامیاب ہو کر اُس نے سوچا کہ لوگوں کی سپرٹ کو جو آزادانہ مگر پُر از
ضبط اظہار کے حقوق کے لئے کوشش کر رہے تھے ۔ کچل ڈالنے کے
لئے ایک کوشش بلیغ کرنی چاہیئے ۔ اُس نے غلطی سے اس صحت بخش
پودے کو ایک ایسی زہریلی کاہی سمجھا جس کو کہ ہر ممکن طریقہ سے اُکھاڑ
دینا چاہیئے ۔ اُس نے جلاوطنی مذکور کی طرف توجہ کی ۔ اِس پر بھی تشدد

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

جیرلڈرتی اگر وہ اپنے نائبوں کو حکم تاکیدی دے دیتا کہ وہ اپنی رائفلوں کا کھلا استعمال نہ کریں۔ لیکن اُس کے لئے ایک وقت میں غضبناک ہونا۔ اور حد اعتدال میں رہنا ناممکن تھا۔ امرتسر میں بے وقوفانہ گولی باری نے لوگوں کی برداشت پر اسقدر بوجھ ڈالا کہ وہ حد شکستگی پر پہنچ گئی۔ مجمع سرشوریدہ ہو گیا۔ اور اپنے طیش میں آتش زنی۔ قتل۔ اور لوٹ کرنی شروع کردی۔ مگر اس کا یہ طیش ایک گھنٹہ میں ختم ہو گیا۔

دوسرے مقامات نے جس کا میننے ذکر کیا ہے۔ امرتسر سے اس متعدی بیماری کو لیا۔ اور اس کی نقل کی۔ تاہم ہم شکر گذار ہیں کہ ہم اس قابل ہیں کہ کہیں کہ سوائے قصور کے کسی اور جگہ بھی نقصان جان نہیں ہوا۔ بغاوت یا جنگ کا مسئلہ ہنٹر کمیٹی کے روبرو شکستہ ہو چکا ہے۔ پنجاب سے باہر اس نام نہاد سازش کے لئے کسی قسم کی تجاویز کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے برخلاف کرنیل او برائن جو سر مائیکل کے بااعتبار نائبوں سے ہے۔ کو یہ ماننا پڑا کہ مسئلہ بغاوت کے لئے اُس کے پاس کوئی شہادت نہیں ہے اور یہ محض قیاسی بات تھی۔ اور اُس کا لیڈران گوجرانوالہ کو گرفتار کرنا بھی محض گپاشٹاک پر مبنی تھا۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ اُس کے پاس کوئی ایسی بات نہ تھی۔ جس سے وہ براہِ راست لیڈران گوجرانوالہ کو شور و شر سے تعلق دے سکے۔ اور یہ کہ وہ اُن کو ذمہ وار گردانا چاہتا تھا اگر کچھ بھی فساد گوجرانوالہ میں ہو۔ دوسرے گواہاں سے بھی اس سے کچھ اچھی نہیں گذری۔ اُنہوں نے واقعات و افعال کا اندازہ لگانے میں محض اپنی ہی ناقابلیت کا انکشاف کیا ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ سر مائیکل کے اُسی مسئلہ کے لئے کہ تحریک خلاف رولٹ ایکٹ شرارت ہے۔ یہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لازمی تھا کہ ایک وسیع سازش قائم کی جاتی۔ ارادہ والا خیال نکلا۔ اور اُس نے خود دیکھا اور لوگوں کو دکھایا کہ لیڈروں کی ہر ایک تقریر میں بغاوت تھی۔ اور ہر ہڑتال میں سازش اور ہندو مسلم اتحاد کے ہر امر میں برٹش راج کے لئے دھمکی تھی۔ یہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ سازش کا مسئلہ شکست ہو گیا۔

اگر مارشل لا غیر واجبی تھا۔ تو اُس کا دو ماہ تک طویل کرنا اور بھی غیر واجبی تھا۔ اور انتظامی کارروائیاں جو اس کے تحت میں کی گئیں۔ وہ کسی ایسی گورنمنٹ کے لئے جو مہذب کہلائے۔ قابل ہتک تھیں۔ جلیاں والا باغ کے معصوموں کا قتل اِس کا ناقب آغاز تھا۔ دہشت کا لب و لہجہ جو جنرل ڈائر نے قائم کر دیا تھا۔ اس پر سر مائیکل اوڈوائر نے ان دو اندھیر گردی مہینوں میں جو اس کے بعد آئے۔ رضامندی ظاہر کی۔ اگر ہماری تعداد ٹھیک ہے اور اِس کو ہم ٹھیک مانتے ہیں کہ تقریباً بارہ سو زندگیاں تلف ہوئیں۔ اور کم از کم ۳۶ سو زخمی ہوئے۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گئے۔ جو بدلہ لیا گیا۔ وہ اُس نقصان سے جو لوگوں نے کیا کوئی نسبت نہیں رکھتا ہے۔ اور جو نقصان لوگوں نے کیا وہ ایک بھاری باعث اشتعال کے زیر اثر کیا تھا۔ مارشل لا کے ایام میں وہ عذاب جو آہستہ آہستہ پس ماندگان کو دیا گیا ہم کافی طور پر بیان کر چکے ہیں۔ ہم صرف یہ اُمید رکھ سکتے ہیں کہ جو کچھ انکشاف ہم کر چکے ہیں وہ اعادۂ جبر و تشدد کو ناممکن بنا دیگا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فصل ششم

نتیجہ

ہم نے اُن پانچ ضلعوں کا ذکر کیا ہے۔ جس میں مارشل لا کا اعلان کیا گیا تھا۔ ہم نے سر مائیکل اوڈوائر کے عہد حکومت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور ہم نے رولٹ ایکٹ اور ستیہ گرہ کی تحقیقات کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔

ہماری یہ بیان کرنے کی بھی خواہش ہے کہ ہم صرف اُن اُمور کے اندر ہی رہے ہیں جو ہمارے سامنے تھے۔ اور اپنے نتائج کو ایسی ایسی بات پر مبنی نہیں کیا جو شہادت سے باہر ہو۔ شہادت کو ہم جدا شائع کرتے ہیں۔ مارشل لا کی عدالتوں کی تحریروں اور لارڈ ہنٹر کی کمیٹی کی شہادتوں کا بطور تتمہ اندراج کیا گیا ہے۔

ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ ہمارا کوئی حق نہیں ہے کہ گورنمنٹ سے کسی ایسی انتہائی درجہ کی درستی کی جو ناممکن ہو۔ امید رکھیں۔ باوجود دنیا بھر [illegible] سے اعلیٰ ترین نیت رکھنے کے ہر افسر جوش و مشکلات کے وقت غلطی کر سکتا ہے۔ ہم اس بات کو بھی مانتے کہ جب ملک کی عملداری [illegible] ضروری تبدیلیاں آنے والی ہوں۔ اور [illegible] حکام و عوام [illegible] کو مل جل کر کام کرنے کی خواہش ظاہر کی [illegible]

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کوئی بات ایسی نہیں کہنی چاہئے۔ جو مندرجہ بالا ترقی کے روکنے کا باعث ہو۔ لیکن ہم محسوس کرتے ہیں کہ ویسا ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ بے رحمانہ و بے انصافی کے کام جو ایک طرح سے تھوک فروشی کے حساب سے ذمہ وار حکام نے کئے ہیں۔ اُن کو نظرانداز کر دیا جاوے۔ جیسا کہ یہ ناممکن ہے کہ لوگوں کے مجرمانہ کاموں سے چشم پوشی کی جاوے۔ خواہ مستقبل کیسا ہی روشن کیوں نہ ہو۔ ہماری رائے میں یہ پہلے کی نسبت اب زیادہ ضروری ہے کہ افسروں کی اور نیز لوگوں کی غلطیوں کو صاف کیا جاوے۔ ریفارم سکیم پر عمل درآمد۔ ہندوستانیوں کو اس نہایت زندہ ایام میں اُن کے منزلِ مقصود کا احساس کرانے کا کام ناممکن ہوگا اگر حکام اور رعیت بے گناہ ہاتھوں اور دلوں کے ساتھ اس کی طرف روانہ نہ ہونگے۔ اس لئے اگر ہم سفارش کرتے ہیں۔ کہ وہ افسر جنہوں نے غلطی کی ہے۔ اُن کی بابت انصاف ہونا چاہئے۔ ہم ایسا کینہ وری کے خیال سے نہیں کہتے بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ ملک کی عمل داری خرابی اور بے انصافی سے صاف ہو جاوے۔ لہذا جہاں ہم ملنتے ہیں کہ ہجوم نے جو امرتسر و دیگر مقامات پر زیادتیاں کیں بُرا کام کیا۔ اور وہ قابل ملامت ہیں۔ ہم کو ویسا ہی یقین ہے کہ بد افعالی عامہ کو حکام نے مناسب سے زیادہ سزائے سے ادا کیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر مہاتما گاندھی جبکہ وہ دہلی و پنجاب کو جا رہا تھا۔ گرفتار نہ کیا جاتا۔ اور اگر ڈاکٹران ستیہ پال و کچلو کو گرفتار اور جلا وطن نہ کیا جاتا۔ تو بے گناہ انگریزوں کی زندگیاں بچ جاتیں۔ اور قیمتی جائدادیں جس میں گرجہ شامل ہے برباد نہ ہوتیں۔ پنجاب گورنمنٹ کے اُن حکام نے اُن اسباب کو جو پہلے کی کارروائیوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے قابل سوختہ ہو چکے تھے۔ دیا سلائی کا کام دیا۔

پنجاب کے مختلف اضلاع کے واقعات کی تفصیلاً پڑتال کرتے ہیں۔ ہم نے گورنمنٹ آف انڈیا کے بارے میں کوئی بات کہنے سے پرہیز کیا ہے۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ افسروں کے اس فعل میں۔ اگر سنٹرل گورنمنٹ نے سرگرم حصہ نہیں لیا۔ تو وہ کم از کم اُن کی نادخل اندازی کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ہز ایکسیلینسی وائسرائے نے لوگوں کے معاملہ کی پڑتال کرنے کی ذرا پرواہ نہیں کی ہے۔ مختلف شخصیتوں اور پبلک سبھاؤں کی تاروں کو نظر انداز کیا۔ اُس نے پنجاب گورنمنٹ کی کارروائی پر بلا تفتیش، دستخط کر دیئے۔ اُس نے افسروں کو نامعقول جلدی کے ساتھ قانون تحفظ حکام کی (زرہ بکتر سے) ملبوس کر دیا۔ وہ ذاتی تحقیقات کے لئے پنجاب میں واقعات ہو چکنے بعد بھی نہیں گیا۔ کم از کم مئی میں اُس کو علم ہونا چاہئے تھا۔ کہ کیا کچھ مختلف حکام نے اپنی گواہیوں میں مان لیا ہے۔ لیکن اس پر بھی وہ جلیانوالا باغ کے قتل عام اور دوسری کارروائیوں کی بابت جو زیر تحت مارشل لا ہوئیں۔ اطلاع دینے سے قاصر رہا۔ وہ مسٹر سی۔ ایف اینڈریو جیسے نیک نہاد جو اپنی ناقابل مواخذہ صداقت کے واسطے ایک مشہور انگریز عیسائی ہے۔ گو پنجاب میں نہ جانے والی پارٹی بن بیٹھا۔ جب وہ پنجاب کو جا رہا تھا تو اس کا مقصد سچائی کا دریافت کرنا تھا نہ کہ جھوٹ باتوں کو پھیلانا اُس نے پنجاب گورنمنٹ کے چیف سیکرٹری مسٹر تومسن کو جو ہو مسلمہ کے اُلٹنے پلٹنے اور آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی کی ہنگامہ کرنے کی اجازت دی۔ جس کے (پنڈت کے) کونسل کے بیانات حکام شہادت دہندگان

کے مُنہ سے صحیح ثابت ہو چکے ہیں۔ اُس نے جذبات عامہ پر ایسے سخت دلانہ بے پرواہی ظاہر کی اور ایسی مجرمانہ عدم موجودگی قوت متصورہ کا اظہار کیا کہ مارشل لا کی عدالتوں کے پھانسی کے حکموں کو وہ ملتوی نہیں کریگا۔ پیشتر اس کے کہ سکرٹری آف سٹیٹ نے اُسے ایسا کرنے کے لئے مجبور کیا۔ اُس نے کونسل کے ایسے ذمہ وار ممبروں۔ جیسا کہ مدن موہن مالوی کو سوالات کرنے سے منع کر کے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ واقعات پر روشنی پڑنے دینے کے لئے دل کو بند کر لیا تھا۔ وہ لوکل تفتیش کے لئے پنجاب میں دورہ نہیں کرنا چاہتا ہے۔ رولٹ ایکٹ پر جو تحریک ہوئی اُس کے بارے میں جو آپ کا خیال ہے۔ ہم اس کی نقطہ چینی کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ لیکن حفظ عامہ کا احساس ہم کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہے کہ حضور وائسرائے کی اپیل کی دانست کے احساس اور اُس کے تدارک کی ناقابلیت کو نظر انداز کردیں۔ لہذا جہاں ہم یہ خیال نہیں کرتے کہ حضور وائسرائے ارادتاً ان لوگوں کے مفاد کی بابت بے پرواہ تھے۔ جن کو حضور معظم شاہنشاہ ہند نے اُس کی ذمہ داری میں دیا ہے۔ ہم کو یہ کہتے ہوئے افسوس آتا ہے کہ لارڈ چیلمسفورڈ نے اپنے آپ کو اس مرتبہ اعلےٰ کے ناقابل ثابت کیا جس پر وہ لگایا گیا ہے ہماری رائے ہے کہ حضور وائسرائے کو واپس بلا لینا چاہیے۔ اور ہم اپنے دوسرے نتائج کو ذیل میں مختصراً لکھتے ہیں۔

پنجاب کے لوگ سر مائیکل کی طرز حکومت سے برافروختہ ہو چکے تھے جس کے اسباب یہ تھے:-

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۔ (۱) اس کا دیدہ دانستہ تعلیم یافتہ جماعت کی ہتک بے اعتباری کرنا۔

(۲) اُس کے ظالمانہ اور جبری طریقے جو اُس کے دوران جنگ میں رنگروٹوں اور روپے کے واسطے اختیار کئے۔

(۳) لوکل پریس کا منہ بند کر کے پبلک رائے کو دبانا۔

(۴) پنجاب سے باہر کے قومی اخباروں کو حکم امتناعی دینا۔

۲۔ تحریک خلاف رولٹ ایکٹ نے عام لوگوں کے دلوں کو بے چین کرایا۔ لوگوں کو گورنمنٹ کی نیک نیتی میں جو یقین تھا۔ وہ ہل گیا۔ اور اس میں پنجاب نے شائد دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ مکمل حصہ لیا۔ کیونکہ سر مائیکل اوڈوائر نے قانون تحفظ ہند کو حرکات عامہ بند کرنے کے لئے استعمال کیا۔

۳۔ تحریک ستیہ گرہ اور ہڑتال جو اولذکر کا پیش خیمہ تجویز کی گئی تھی نے جہاں تمام ملک میں ایک متحرک جان ڈال دی۔ وہاں اُس نے اور زیادہ خوفناک و وسیع مصائب سے اور شر انگیز خیالات و جذبات کو قابو کر کے ملک کو بچالیا۔

۴۔ تحریک خلاف رولٹ ایکٹ اہل برٹش کی بے وفائی کی سپرٹ میں پیدا ہوئی تھی۔ اور تحریک ستیہ گرہ بالکل بدنیتی اور تشدد سے مبرا اسپرٹ میں سوچی اور چلائی گئی تھی۔

۵۔ پنجاب میں گورنمنٹ کو اُلٹ دینے کی کوئی سازش نہ تھی۔

۶۔ مسٹر گاندھی کی گرفتاری و نظربندی اور ڈاکٹران ستیہ پال اور کچلو کی گرفتاری اور جلاوطنی ہے و اجبی بدہوشی و جوش عامہ کا باعث ہوا

۷۔ تشدد ہجوم جو امرتسر میں شروع ہوا۔ وہ ریلوے پل پر گولی چلانے اور مردہ و زخمیوں کے نظارہ کی وجہ سے تھا جبکہ جوش درجۂ آخری پر پہنچا ہوا تھا۔

۸۔ برانگیختگی کے خواہ کچھ بھی اسباب ہوں۔ مجمع کی زیادتیاں سخت افسوس اور تہمت کے لائق ہیں۔

۹۔ جہاں تک امور عام طور پر معلوم ہیں۔ کوئی قابل دلیل سبب نہیں دکھلایا گیا جس سے اعلان مارشل لا واجبی ثابت ہو۔

۱۰۔ ہر حالت میں مارشل لا کا اعلان اُس وقت کیا گیا۔ جبکہ امن قائم ہو چکا تھا۔

۱۱۔ اگر اس کو بھی لیا جاوے۔ کہ انفاذ مارشل لا ایک حکومتی ضرورت تھی۔ تو اُس کو نامناسب طور پر طویل دیا گیا۔

۱۲۔ جو انتظامی کارروائیاں زیر تحت مارشل لا کی گئیں ہیں۔ وہ بے ضرورت ظالمانہ۔ بے وجہ طور پر دشوار اور خلاف جذبات عوام الناس تھیں جو کہ اُس سے موثر ہو چکے تھے۔

۱۳۔ لاہور۔ اکال گڑھ۔ رام نگر۔ گجرات۔ جلال پور جٹاں۔ لائل پور۔ شیخوپورہ میں کوئی ہجوم کی زیادتی نہیں ہوئی۔ جس کو ہم زیادتی کہہ سکیں۔

۱۴۔ قتل جلیانوالہ باغ ایک دیدہ دانستہ ناانسانیت کا سلوک تھا۔ جو بالکل بے گناہ۔ اور بے ہتھیار لوگوں سے کیا گیا۔ اور جس میں بچے بھی شامل تھے۔ اور وحشی پن میں موجودہ برٹش عمل داری میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۵- مارشل لا کی عدالتیں اور سمری کچہریاں بے گناہ لوگوں کو دہشت زدہ کرنے کا ذریعہ بنائی گئیں - اور اس کا نتیجہ ایک وسیع پیمانے پر انصاف کا خون کرنے پر ختم ہوا - اور انصاف کے نام پر سینکڑوں مردوں کے اخلاقی و مادی نقصان کئے گئے -

۱۶- ایک انسان کا ہاتھ اور پاؤں کے سہارے چلنا - اور ایسی ہی اور فینسی سزائیں ایک مہذب حکومت کی شان کے شایاں نہیں ہیں اور اُن کے موجدوں کی اخلاقی کمزوریوں کا نشان ہیں -

۱۷- تاوان لگانا - اور مختلف مقاموں پر تعزیری پولیس بٹھانا - باوجودیکہ تمثیلی اور کنبہ ور سزائیں دو ماہ کی لمبی مدت تک اور اکثر بے گناہ لوگوں کو دی جا چکی تھیں - اور جرمانے کرنا - اور خلاف قانون ڈنڈ لگانا - بالکل ناواجبی - غیر منصفانہ اور زخم پر نمک چھڑکنا تھا -

۱۸- بدانتظامی و رشوت ستانی - جو مارشل لا کے ایام میں ہوئی - اُسکے لئے ایک جدا شکایات کا باب درکار ہے - اور یہ آسانی کے ساتھ روکا جا سکتا تھا - اگر جداگانہ عمل داری ہوتی -

۱۹- وہ انتظامی کارروائیاں جو اُن غلط کاریوں کی دادرسی کے واسطے جو لوگوں سے ہوئیں - اور عمل داری کی صفائی - اور افسروں کی آئندہ ایسی خلاف ورزیوں کا تدارک کرنے کے لئے - جو باتیں درکار ہیں وہ یہ ہیں -

(ا) تنسیخ رولٹ ایکٹ -

(ب) سر مائیکل اوڈوائر کو زیر تاج شاہی کسی ذمہ واری کے عہدہ سے سبکدوش کیا جاوے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(ج) جنرل ڈائر - کرنل جانسن - کرنل اوبرائن مسٹر باسورتھ اسمتھ - رائے صاحب سر رام سود اور ملک صاحب خاں کی ہر ذمہ وار عہدہ سے برطرفی (د) اُن ادنےٰ اہلکاروں کی بدعملیوں کے متعلق مختص المقام تحقیقات جن کا نام ہمارے شائع کردہ بیانات میں آیا ہے - اور اُنکے جرم کے ثابت ہوجانے پر اُنکی برخاستگی (ه) ہز ایکسلنسی نائب السلطنت کی واپسی (و) اُن لوگوں سے وصول کردہ جرمانہ کی واپسی جنکو اسپیشل ٹریبونل اور سمری کورٹ نے سزائیں دی ہیں - اور شہروں پر جو تاوان قائم کئے گئے ہیں اُن کی موقوفی اور جہاں یہ وصول کرلئے گئے ہیں - اُنکی واپسی - اور تعزیری پولیس کی علیحدگی -

یہ ہماری پختہ رائے ہے کہ سر ایم او ڈوائر جنرل ڈوائر کرنل جانسن - کرنل اوبرائن مسٹر باسورتھ اسمتھ - رائے صاحب سر رام سود اور ملک صاحب خاں ایسی غیر قانونی کارروائی کے مجرم ہیں کہ اُن سے باز پرس کیجائے لیکن ہم عمداً ایسی صلاح دینے سے تامل کرتے ہیں لیکن ہم کو یقین ہے کہ ہندوستان کا اپنے حقوق کے ترک کرنے میں فائدہ ہے آئندہ زمانہ کی صفائی اور پاکی - افسران متعلق کی برخاستگی کی گارنٹی ہوگی -

ہم یقین کرتے ہیں کہ کرنل میکرے اور کپتان ڈوٹن بھی کرنل اوبرائن اور دوسروں کی طرح اپنے اختیار کے کام میں یکساں طور پر ناکامیاب ہوئے ہیں اور ہم اوروں کی طرح عمداً انکے برخلاف بھی پبلک کارروائی کرنے کی صلاح نہیں دیتے - یہ ہر دو افسر ناتجربہ کار تھے اور اُنکی بیرحمی اسقدر پختہ اور سوچی سمجھی ہوئی نہیں تھی - جیسے کہ تجربہ کار افسروں کی تھی -

ایم - کے - گاندھی	عباس - ایس طیب جی
سی - آر - داس	ایم - آر - جیکار

یہ کتاب صفحہ ۱ تا ۱۶۰ لال سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ کرم چند ... اور صفحہ ۱۷۷ تا ۱۹۲ - اور ۲۵۷ تا ۲۷۲ - اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں
صفحہ [illegible]
[illegible] لاہور میں باہتمام لالہ ... داس صاحب ... چھپی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہر قسم کی

انگریزی ۔ اردو ۔ گورمکھی ۔ ہندی

چھپائی کے واسطے ہمارے ساتھ خط و کتابت کریں ۔

اجرت واجبی ۔ کام وقت پر تیار اور نہایت خوشنما ۔

ایس ہمبر اینڈ کمپنی پبلشرز پریس ریلوے روڈ ۔ لاہور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شہادتیں

یا

آئینۂ خون

اس میں وہ تمام ضروری شہادتیں درج ہیں جن کی رو سے کانگرس سب کمیٹی نے رپورٹ متعلقہ مارشل لا تیار کی۔ بعض انگریز اور دیسی افسروں کے ظالمانہ اور بے حیا کارروائیوں کا مفصل ذکر ہے۔

جلیانوالہ باغ کی چشم دید داستان۔ شریف مستورات کی پردہ دری اور عزت پر حملے۔ بچے اور بوڑھوں کے ساتھ خوفناک اور بے رحمانہ سلوک۔ ان تمام مظالم کا ذکر جو کہ بادشاہ کی بےگناہ رعایا کو ایام مارشل لا میں بھگتنے پڑے مفصل طور پر اس کتاب میں درج ہے۔ نہایت حیاسوز اور دردناک نظارہ ہے۔

قیمت ایک روپیہ چار آنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱عہ

ملنے کا پتہ

ایس بمبرا اینڈ کمپنی۔ ریلوے روڈ۔ لاہور

مطبع قومی شوق الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام راے شوق محمد صاحب چھپا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri